تاریخ سکھ مت

ڈورسٹی بی

اسلامی مشن - سنت نگر لاہور

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com
www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com
www.only1or3.com
www.onlyone-or-three.com

فہرست مضامین

حصہ اوّل

		صفحہ نمبر
	پیش لفظ	۵
۱	گورو نانک جی کی پیدائش اور تعلیم	۸
۲	گورو جی کو ہندو دھرم سے نفرت کی وجہ	۱۲
۳	گورو جی کا اسلامی ممالک میں قیام	۱۵
۴	دولت خاں لودھی کا مودی خانہ	۱۸
۵	دولت خاں لودھی کے ساتھ نماز پڑھنا	۱۹
۶	گورو نانک جی کے ساتھی	۲۲
۷	گورو نانک جی اسلام سے کس قدر متاثر تھے	۲۶
۸	مسلم ممالک میں گورو جی کی یادگاریں	۲۷
۹	گورو جی کی یادگاریں جو مسلمانوں نے تیار کیں	۳۱
۱۰	رشد و ہدایت کہاں سے حاصل کیا۔	۳۲
۱۱	بابا نانک جی کا چولہ۔	۳۵
۱۲	ہندوؤں کی رسومات اور توہمات۔ کتب وغیرہ	
۱۳	سوامی دیانند کی رائے سکھوں کے متعلق	
۱۴	نام محمدؐ ہی آئے گا	۴۱

www.only1or3.com

۱۵	بابا نانک جی مسلمان ہو گئے۔	۴۴
۱۶	نماز۔ گورو جی نے بے نماز کو لعنتی کہا۔	۴۶
۱۷	اذان یا بانگ	۵۳
۱۸	منشیات کے متعلق۔	۵۵
۱۹	گورو گرنتھ میں توحید باری تعالیٰ۔	۵۷
۲۰	گورو نانک جی اور کلمہ طیبہ	۵۸
۲۱	گورو نانک اور ہستی باری تعالیٰ۔	۶۱
۲۲	عبادت کے لائق اللہ تعالیٰ ہے۔	۶۲
۲۳	زکوٰۃ اور گورو نانک جی	۶۳
۲۴	گرنتھ میں قرآن شریف کا ذکر	۶۵
۲۵	گورو جی کی دوسری شادی ایک مسلمان عورت سے۔	۷۰
	حصہ دوئم	
۲۶	سکھوں کا نظام سیاست	۷۳
۲۷	گورو گوبند سنگھ	۸۱
۲۸	بندہ سنگھ کا دور۔	۸۴
	حصہ سوئم	
۲۹	مہاراجہ رنجیت سنگھ کا دور	۱۱۱

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
۳۰	مقامات مقدسہ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ	۱۳۰
۳۱	سکھا شاہی کا دور	۱۳۵
۳۲	مہاراجہ شیر سنگھ	۱۳۸
۳۳	خالصہ راج کے وزیروں کے سر لوہاری دروازے پر	۱۴۷
۳۴	گورو گوبند سنگھ نے پانچ ککّوں کا حکم کیوں دیا؟	۱۵۱
۳۵	گورو نانک جی کے کیس نہیں تھے۔	۱۵۹
	حصہ چہارم	
۳۶	مغلوں اور سکھ گوروؤں کا زمانہ	۱۶۳
۳۷	مسلمانوں کا اور مغلوں کا بگاڑ ارجن جی سے ہوا تھا۔	۱۶۸
۳۸	گورو ہرگوبند کا زمانہ	۱۷۸
۳۹	گورو تیغ بہادر کا زمانہ (آٹھواں گورو)	۱۸۰
۴۰	چچا کے خلاف بھتیجے نے حکومت میں رپورٹ لکھوائی	۱۸۳
۴۱	گورو تیغ بہادر کا قتل مذہبی نہیں۔ بلکہ سیاسی تھا	۱۸۵
۴۲	اورنگ زیب کا خط ساتویں گورو ہررائے جی کے نام	۱۹۲
۴۳	سکھ دھرم کے دشمن کشمیری براہمن۔	

پیش لفظ

جاگو! جاگو!! خالصہ۔ نیندہ کرو پیار۔

بابا نانک صاحب کے نام نامی سے اور اُن کی خوبیوں سے لوگ آگاہ ہیں۔ آپ ہندوؤں کے شریف خاندان میں ۱۵ اپریل سنہ ۱۴۶۹ء کو مہتہ کالو رام صاحب کے گھر موضع تلونڈی جسے آج کل ننکانہ صاحب کہتے ہیں۔ پیدا ہوئے۔

چونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اخلاص اور یقین رکھتے تھے۔ اس لئے بہت جلدی زہد و تقویٰ اور پرہیزگاری میں شہرت پا گئے۔ (سب سے پُرانی جنم ساکھی انڈیا آفس لائبریری لندن)

افسوس یہ ہے کہ ہمارے سکھ بھائی اُس ست مارگ (صراطِ مستقیم) کو بھول گئے ہیں۔ جس کی طرف باوا نانک جی نے اشارہ کیا تھا۔ وہ صراطِ مستقیم جس کو باوا صاحب نے دکھ پہ دکھ اور مصیبتوں پر مصیبتیں جھیل کر اور پسینہ کی جگہ خونِ جگر بہا کر حاصل کیا تھا۔ آج سکھ صاحبان بناوٹی رسموں اور خود تراشیدہ دلیلوں اور چند اجتہادی غلط فہمیوں میں پڑ کر اس صراطِ مستقیم سے بہت دُور جا پڑے ہیں اور ہمیں سرد آہ بھر کر یہ کہنا

پڑتا ہے ۔

ترسم۔ نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں راہ کہ تو مے روی بہ ترکستان است

کیونکہ وہ دین، دین ہی نہیں۔ جو ہمدردی کا سبق نہ دے وہ انسان انسان ہی نہیں جس کے دل میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ اگر انسان انسانوں سے اپنے مطلب تک کام رکھے۔ تو انسان اور حیوان میں کچھ فرق نہ ہوگا۔ بلکہ یوں کہنا بے جا نہیں۔ کہ اگر انسان میں عام طور پر انسانی ہمدردی نہ ہو تو حیوانوں سے بدتر ہے۔ کیونکہ حیوانوں میں ایک قسم کی عام ہمدردی پائی جاتی ہے۔ جب ایک چیونٹی کو کہیں مٹھائی یا کسی اور مطلب کی چیز کا پتہ لگ جائے تو وہ فوراً اپنے بھائی بندوں کو بغیر کسی قسم کے لالچ اور حسد کے سب کو خبر کر دیتی ہے۔ اسی طرح اور کئی جانوروں مثلاً کوے ہاتھیوں کی ڈار اور دیگر چرند و پرند کی مثالیں ملتی ہیں ؎

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

اس لئے ہمیں انسانی ہمدردی اس بات پر مجبور کرتی ہے۔ کاش معتقے پانی جس کے پینے سے باوا جی روحانیت کے رنگ میں رنگین ہوئے۔ اس چشمۂ معرفت جس سے انہوں نے روحانی روشنی حاصل کی۔ ہو نہار اور سہانا گلشن جس سے وہ معطر ہوئے۔ اس جام وحدت جس کو نوش کر کے بابا نانک جی سرشار ہوئے۔ اس پریم پیالہ جس

کوبی کر باباجی مگن ہوئے۔ وہ اس پورن بھنڈارن جس میں گیان کی باتیں بھری ہوئی ہیں اور باریک معارف کی طرف اشارے پائے جاتے ہیں۔ اُن سے سکھ صاحبان کو آگاہ کیا جائے اور ہمیں سکھ صاحبان کی فراخ دلی سے قوی اُمید ہے کہ وہ ضرور دریادلی سے کام لے کر ہمارے اس اظہار ہمدردی کوششیں گے اور دلی چاہت۔ خوشی اور آنند سے وہ راستہ اختیار کریں گے۔ جو باوا صاحب نے تبلایا ہے۔

گورو جس کے ہوں۔ جس راہ پر فدا
وہ چیلا نہیں۔ جو نہ دے سر کو جھکا

جی۔ این۔ امجد ایم۔ اے
مفید عام کتب خانہ۔
مکان نمبر ۸۔ گلی نمبر ۳۲۔ کینال پارک
گلبرگ II۔ لاہور۔

۱۵ اکتوبر ۱۹۸۲ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حصہ اول

باب اول

گورونانک جی کی پیدائش اور تعلیم

آپ کی پیدائش اپنے گاؤں رائے بھوئے بھٹی کی تلونڈی میں ہوئی۔ آپ کے باپ کا نام کالورام بیدی تھا۔ اور والدہ کا نام ماتا ترپتا تھا۔ آپ کی پیدائش سمت ۱۵۲۶ کارتک کی پورناشی کو نصف رات گزرنے کے ایک گھڑی بعد ہوئی۔ کالورام پٹواری کشتری تھا۔ باباجی کے دادا کا نام بھائی سربھا تھا۔ یہ دونوں شاہ شمش سبزوری (ملتان) کے بڑے عقیدت مند تھے۔

جب آپ سمت ۱۵۳۳ میں پانچ سال کے ہوئے۔ تو تعلیمی دور شروع ہوا۔ جنم ساکھی بھائی بالے والی اُردو کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے۔ کہ جب پنڈت گوپال جی نے آپ کو پڑھانا شروع کیا۔ تو انہوں نے لکھے

کھری کھری باتیں سنانی شروع کر دیں۔ کہنے لگے۔ پنڈت جی!
سب پڑھنا گننا فضول ہے۔ پڑھائی وہی ٹھیک ہے۔ جو سنسار
کی پڑھائی ہے۔ یہ تو ایسی ہے۔ جیسے کسی دینے کی سیاہی۔ کاغذ
سنی کا۔ قلم کانے کا۔ من لکھنے والا۔ لکھا تو کیا لکھا۔ مایا کا جنجال
لکھا؟

ایک مولانا سے تعلیمی سلسلہ

رائے بلار تلونڈی کا
ایک مسلمان راجپوت
رئیس تھا۔ جب اُس نے سنا۔ کہ گورو نانک جی اُداس اور
خاموش رہتے ہیں اور کالورام جی بیٹے کی وجہ سے دکھی رہتے
ہیں۔ تو رائے بلار نے کالو جی کو بلا کر کہا۔ اے کالو۔ آپ فکر
نہ کریں۔ آپ اُسے ملاؤں کے پاس پڑھنے کے لئے بٹھا دیں۔
جب فارسی پڑھیں گے۔ تو خود بخود عقلمند ہو جائیں گے۔

سوڈی مہربان جی بیان کرتے ہیں کہ گورو نانک جی کو اسلامی
تعلیم دلانے کا انتظام خود اُن کے والد بزرگوار نے کیا تھا۔ چنانچہ
اُن کے پڑوس میں ایک مسلمان درویش سید حسن رہا کرتے
تھے۔ جنہوں نے بخوشی پڑھانا قبول کر لیا۔

مولوی غلام محمد صاحب مصنّف سیر المتاخرین اور محمد لطیف

مصنف تاریخ پنجاب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ ایک مشہور مسلمان درویش سید حسن صاحب نے نانک جی کو ہونہار دیکھ کر اسلام کے مستند عقائد سے واقفیت کرادی اُن کے زیر گورو جی نے پنجابی کے محاورے مادری زبان میں بانی بنانی شروع کر دی تھی۔

؎ نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں تدبیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
(اقبال)

ڈاکٹر بیدی کالا سنگھ جی نے فرمایا کہ ۱۵۳۲ء بکرمی میں مولوی قطب الدین (اصل نام سید حسن ہے۔ جب کہ بعض لوگ اُنہیں رکن الدین کے نام سے بھی پکارا کرتے تھے) کے پاس فارسی (ہندو تورکی یعنی ترکی بھی کہہ دیا کرتے تھے۔ یہ محض کم علمی کی وجہ سے ہے) پڑھنے کے لئے بٹھائے گئے۔ گورو نانک کی عقل اتنی تیز تھی اور حافظہ اتنا اچھا تھا کہ تھوڑے سے وقت میں ہی آپ نے کافی تعلیم حاصل کرلی۔ (اخبار فتح گورو نانک نمبر ۱۹۷۱ء)

ہندو کوئی مذہب نہیں ہے

ہندوستان کے رہنے والے کو ہندو کہا جاتا ہے۔ عرب
میں رہنے والوں کو عرب، پنجاب میں رہنے والوں کو
پنجابی۔ بنگال میں رہنے والوں کو بنگالی اور علیٰ ہذا القیاس
ہندو بت پرستوں کے چار وید۔ چھ شاستر اور اٹھارہ پران
ہیں۔ مگر یہ کہیں نہیں لکھا ہے۔ کہ ہندو کوئی مذہب ہے۔ مزید
تشریح کے لئے دیکھئے انگریزی کتاب "اسلام اینڈ دا ورلڈ
ریلیجنز" مصنفہ جی۔ این۔ امجد لاہور۔

گورو نانک کو گزرے ہوئے پانچ سو سال ہوئے ہیں۔
آپ نے جس مذہب کی بنیاد ڈالی۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں
آئی۔ وہ خود کشتری یا چھتری قوم سے تھے۔ مگر نہ کشتریوں جیسا
لباس پہنا۔ نہ وہ تہذیب و تمدن اختیار کیا۔ بلکہ ہندو قوم کے
خلاف نہ پیشانی پر ٹیکہ۔ نہ سر پر چوٹی اور نہ جسم پر دھوتی رہی۔
انہوں نے نو سال کی عمر میں سالگرہ کے موقعہ پر جو جنیؤ پہنایا
گیا تھا۔ اُسے توڑ پھینکا تھا۔ اُنہیں ہندوؤں کی ہر ایک رسم سے
نفرت تھی۔ تفصیلات کیلئے "گورو نانک جی اور سکھ مت" کتاب

مصنفہ پروفیسر جی۔ این۔ امجد۔ مفید عام کتب خانہ۔ بنبرہ۔ گلی نمبر ۲ کینال پارک۔ گلبرگ II۔ لاہور۔ شائع کردہ اسلامی مشن۔ سنت نگر لاہور (پاکستان) پڑھیے۔

باب دوم

گوروجی کو ہندو دھرم سے نفرت کی وجہ

گوروجی کو اپنے آبائی مذہب ہندو دھرم سے اتنی نفرت کیوں ہو گئی تھی اور کیوں انہوں نے ویدک دھرم کے ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک رسم کا کھلے بندوں رد کیا۔ اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ چونکہ آپ کے اتالیق مسلمان بزرگ تھے اور انہوں نے بڑی محبت اور پیار سے آپ کو تعلیم دی۔ دینی اور دنیاوی علوم سکھلائے۔ جن کا آپ کے دل پر بڑا گہرا اثر ہوا۔ اور وہ آپ کی تمام زندگی پر حاوی رہا۔ چنانچہ سیر المتاخرین میں لکھا ہے:۔

نانک شاہ کا باپ بقال کھتری سے تعلق رکھتا تھا۔ پھر جوانی میں یہ شخص اپنے حسن کردار اور حسین چہرہ کی وجہ سے بہت مشہور ہوا۔ اُن ہی دنوں سید حسن نامی درویش ہو

گزرا ہے۔ جس کی فصاحت و بلاغت اور مال و زر کا بہت چرچا تھا۔ وُہ چونکہ لاولد تھا۔ اِس لئے وہ نانک شاہ کی خوبصورتی سے اتنا مسرور ہوا۔ کہ اُس نے اُس پر دستِ شفقت پھیرا۔ اور اُس کی تربیت کرنے لگا۔ اُس درویش کے فیض سے اُس نے شعور و دانش حاصل کیا۔ علم معرفت اور حقائق کا گہرا مطالعہ کیا۔ اور درسِ علم سے اتنا متاثر ہوا۔ کہ وہ صُوفیوں کے اُن اقوال کو پنجابی میں ترجمہ کرنے لگا۔ جس کو پڑھ کر وہ جُھوم جاتا تھا۔ اُس کے ذہن میں اپنے بزرگوں کی طرح تعصب نہ تھا۔ وہ اِس عیب سے بالکل مبرّا اور پاک تھا۔

(سیر المتاخرین اردو ترجمہ ۲۵)

ایک مشہور ہندو وِدوان ڈاکٹر تارا چند جی بیان کرتے ہیں۔

یہ حقیقت واضح ہے کہ گورونانک صاحب حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اسلام سے بے حد متاثر تھے اور انہوں نے اپنے آپ کو اِس رنگ میں پورے طور پر رنگین کر لیا تھا۔

ایک ہندو اسکالر ڈاکٹر ایس رادھا کرشنن نے اِس بارے میں یہ بیان کیا ہے۔ کہ گورو نانک جی اسلام مذہب سے

مسئلہ توحید سے بے حد متأثر تھے اور انہوں نے بُت پرستوں کی جبت پھٹکارا۔ خدائے تعالیٰ واحد اور یگانہ ہے۔ اور وہ الفاظ بھرا پیار کرنے والا ہے۔ اور نیک اور بے عیب ہے۔ غیر مجسّم ہے اور غیر محدود ہے۔ نیز عالم کائنات کا خالق ہے اور پیار اور نیکی کی پرستش چاہتا ہے۔ یہی عقیدہ سکھ دھرم میں مقدم ہے۔ (گورونانک جوت تے سروپ صفحہ ۱۹)

گوردوارہ ٹربیونل کے ایک فاضل جج نے اس کے متعلق یہ بیان کیا ہے :۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ گورونانک نے اپنے بعض عقائد اسلام سے اخذ کئے ہیں۔ یہ یقینی بات ہے۔ کہ انہوں نے خود کو اسلام کے خلاف ظاہر نہیں کیا۔ دیکھئے ہیوز صاحب کی ڈکشنری آف اسلام۔

(اُداسی سکھ نہیں" کا صفحہ ۲۲)

ایک ہندو فاضل۔ ٹی۔ ایل۔ وسوانی نے کہا۔ کہ گوروجی اور حضرت فرید ثانی اکٹھے سفر کرتے رہے اور اس طرح دس سال تک پیغام حق پہنچاتے رہے۔ جیسا اُن کا بیان

ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ گورو نانک صاحب کا مذہب ملاپ
اور ایکتا کا مذہب تھا۔ اس لئے اُنہوں نے اسلام کی تعلیم
میں وہ کچھ دیکھا جو دوسرے ہندوؤں کو بہت کم نظر آتا ہے
گورو جی کو مسلمانوں سے میل جول کرنے سے لذت معلوم
ہوتی تھی۔ شیخ فرید (ثانی) دس سال تک گورو جی کے ساتھ
مل کر اعلائے حق اور کلمۃ اللہ کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ اکثر
مقامات کے ہندوؤں نے اِسے ناپسند کیا۔ مگر اس یکتائے
اوتار نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

(اخبار موجی۔ ۱۸ جنوری ۱۹۳۸ء)

باب سوم

گورو جی کا اسلامی ممالک میں قیام

گورو جی نے اپنے سفروں میں مکہ معظمہ ایک سال تک
قیام کیا اور وہاں مختلف علماء سے توحید وغیرہ کے مسائل
وغیرہ پر تبادلۂ خیالات بھی کیا۔ جیسا کہ مرقوم ہے۔ کہ ایک سال
گورو جی نے مکہ و مدینہ کے باشندوں سے گفتگو کرتے گزار
دیا اور رکن الدین کی یہ گفتگو کے کسی گوشہ میں مرقوم ہے۔

(جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صفحہ ۲۵۰) مگر اس کا کوئی یقینی ثبوت نہیں مل سکا۔

گورو نانک جی نے ایک سال مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ شہروں کے علاوہ بغداد شریف میں چھ سال گزارے۔ اور آپ نے ایک مسلمان بزرگ حضرت مراد کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سردار ہرچرن سنگھ جی نرمان نے کہا ہے۔ کہ گورو نانک کا مرشد یعنی گورو بغداد کا ایک مسلمان پیر تھا جس کی خدمت میں آپ چھ سال بغداد رہ کر روحانیت کا سبق سیکھتے رہے۔ (اجیت گورو نانک نمبر ۱۹۶۷ء)

گورو جی نے مسجد بنائی۔ اور امام مقرر کیا

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے۔ کہ گورو نانک جی نے اپنی زندگی کے آخری حصہ میں دریائے راوی کے کنارے کرتارپور کا ایک قصبہ آباد کیا تھا جو آج کل تحصیل شکرگڑھ میں دربار صاحب نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس قصبہ کو آباد کرنے کے لئے ایک مسلمان رئیس مالک نے کافی زمین بھینٹ کی تھی۔

(سکھ اتہاس صفحہ ۲۶)

گورو جی نے جب یہ قصبہ آباد کیا تھا۔ تو اپنے گھر کے متصل

ایک مسجد بھی تعمیر کروائی تھی اور اُس میں نماز پڑھانے کے لئے ایک امام بھی مقرر کیا تھا۔ گورو جی کی وفات پر مسلمانوں نے یہ بات بھی گورو جی کے مسلمان ہونے کے ثبوت میں پیش کی تھی۔ (عبرت نامہ صفحہ ۱۷۱)

معتبر سکھ بزرگ بھائی

گورو جی کی یاد میں مسجد کیسر سنگھ جی چھبر بیان کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں نے گورو جی کی وفات کے بعد اُن کی یاد کے طور پر ایک مسجد بنوائی تھی اور ایک کنواں بھی بنوایا تھا۔ چھبر صاحب نے ان دونوں چیزوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا۔ (بنساولی نامہ چرن دوجا)

www.only1or...
www.onlyoneorthre...

باب چہارم

دولت خاں لودھی کا مودی خانہ

جب باباگورونانک جی بائیس سال کے ہوئے تو سلطان پورہ میں دولت خاں لودھی کی دوکانداری کرتے تے۔ اُنہیں دنوں میں آپ کے گھر دو لڑکے پیدا ہوئے۔ جن کا نام سری چند اور دوسرے کالکمی داس تھا۔ تب مُولا چونا نواب صاحب کے پاس جاکر فریاد کرنے لگا۔ نواب دولت خاں نے کہا۔ ارے یار خاں یہ کون ہے اور کس کے اوپر فریاد کر رہا ہے تب مُولا نے کہا۔ میں آپ کے مودی نانک کا سسر ہوں۔ اور نانک پر فریادی ہوں۔ نواب نے کہا۔ یار خاں اسے آگے لے آؤ۔ یار خاں مُولے کو نواب کے نزدیک لے گیا۔ نواب نے پوچھا۔ آپ نانک پر کیا فریاد چاہتے ہیں۔ مولا نے کہا۔ نواب سلامت سات سو ساٹھ روپے جو حساب سے نانک کے آپ کی طرف نکلتے ہیں۔ وہ آپ نانک کے قبیلے (بیوی) کو دے دیں۔ ارے مُولا۔ نانک نے تو کہہ دیا ہے کہ

وہ روپیہ فقیروں کو دے دو۔ تب پھر مولانے کہا۔ جی۔ نانک کا آپ کیا ذکر کرتے ہیں۔ ذرا آپ ہی انصاف کی نگاہ سے دیکھیں تب نواب نے کہا۔ ارے یار خاں۔ حق تو ٹھیک ان کا ہی ہے۔ مگر نانک کہے تو۔ مُولا جا کر پھر نانک سے جھگڑنے لگا۔ اگر کما کر نہیں لاتے۔ تو پھر یہ کما یا ہوا فقیروں کو کیوں دیتے ہو۔ میری بچی کا تو خیال کرو۔

باب پنجم

دولت خاں لودھی کیساتھ نماز پڑھنا

"نانک جی۔ نواب بہت خفے ہو رہا ہے۔ لہٰذا آپ کا جانا ہی بہتر ہے۔ یہ سن کر نانک جی اُٹھ کھڑے ہوئے اور نواب کے پاس آئے۔ مگر سلام نہ کیا۔ تب نواب نے کہا۔ ارے نانک۔ آپ کیوں نہیں آتے تھے۔ نانک جی نے کہا۔ جب میں آپ کا نوکر تھا۔ تو آپ کا تابعدار بنا ہوا تھا۔ اور آپ کے پاس آتا جاتا تھا۔ اب ہم آپ کے نوکر نہیں ہیں۔ اب تو ایشور کے چاکر ہو گئے ہیں۔ تب نواب نے کہا۔ اچھا۔ اگر

ایسا ہی ہے۔ تو چلئے۔ ہمارے ساتھ نماز گزاریئے۔ آج جمعہ کا روز ہے۔ نانک نے جواب دیا۔ بہت اچھا چلئے۔ جتنے لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ سب کہنے لگے۔ یہ عجیب معاملہ ہے۔ کہ گورو نانک جی نماز گزارنے آئے ہیں۔ ادھر جتنے مہاجن لوگ سلطان پور میں رہتے تھے۔ سب میں یہ شور و غل مچ گیا۔ کہ نانک جی مسجد میں نماز گزارنے چلے گئے! بھائی جیرام (آپ کا بہنوئی) بھی بہت رنجیدہ ہو کر گھر لوٹے۔ نانکی جی (آپکی بہن تھی) سمجھ گئی اور کہنے لگی کہ آپ اتنے دلگیر کس لئے ہیں۔ بھائی جیرام جی نے جواب دیا کہ آج تمہارا بھائی نانک نے کیا کیا۔ نانکی جی نے کہا۔ کیوں کیا بات ہے۔ تب جیرام جی نے کہا۔ کہ نانک جی نواب کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد کے اندر چلے گئے اور سارے شہر کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں اس بات کا چرچا ہو گیا ہے کہ "آج نانک ترک ہو گیا ہے"۔ (جنم ساکھی صفحہ ۸۹)

سر گوکل چند نے گورو جی کو نمازی کہا۔ آریہ سماج کا لیکر ڈی،

سرگوکل چند نیرنگ نے اپنی "انٹروڈکشن آف سکھ ازم" میں کہا ہے۔
نانک جی ہندو یوگیوں کے پاس جب جایا کرتے تھے۔ تو
اُن کی تردید کیا کرتے تھے۔ چنانچہ یوگیوں سے اپنی کامیاب
گفتگو کے بعد گورو جی نے مکّہ معظّمہ کی زیارت کا تصفیہ کیا۔ جو
مسلمانوں کا کعبہ ہے۔ انہوں نے مسلمان حاجیوں کا نیلا لباس
پہنا۔ فقر کا عصا ہاتھ میں لیا اور اپنی کتاب مناجات کا مجموعہ
بغل میں دبایا۔ انہوں نے اپنے ساتھ مسلمان متّقی کے انداز میں
ایک لوٹا اور نماز کے لئے مصلّےٰ لیا۔ جس پر نماز ادا کر سکیں۔
اور جب وقت ہوا۔ انہوں نے دیگر کٹّر مسلمانوں کی طرح
جو پیغمبر عربی کے پیرو ہیں نماز کے لئے اذان کہی۔

خالصہ پارلیمنٹ نے کہا ہے۔ کہ ست گورو نانک جی
کے اُپدیشوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ نے اسلام
مذہب کے خلاف کہیں ایک لفظ بھی نہیں کہا...... روزہ
رکھنے یا نماز پڑھنے کو آپ نے کبھی بُرا نہیں کہا۔ مگر یہ بات
ضروری ہے کہ نمازی کو نماز پڑھتے وقت رُوحانی حالت میں
ہونا چاہیئے۔

(از رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ۔ مارچ ۱۹۵۹ء)

باب ششم

گورونانک جی کیساتھی

گورونانک جی کی عمر بائیس سال کی ہوئی۔ تو سلطان پور لودھیاں (بئیں ندی کے کنارے ایک خوبصورت قصبہ آباد ہے ریاست کپور تھلہ ضلع جالندھر میں) دولت خاں لودھی کا مودی خانہ چلاتے رہے۔ بابا نانک کو یہ گیان مارگ اور یہ ودیک جو ملا۔ وہ بغیر اُستاد کے نہیں ملا۔ اُن کے مربی میر حسن صاحب قبلہ۔ پیر جلال۔ میاں مٹھا پیر عبدالرحمٰن۔ پیر سید حسن صاحب اور بابا بڈھن شاہ۔ شیخ ابراہیم اور شیخ فرید ثانی جیسے برگزیدہ ہستیوں سے ملا۔ جس کا گواہ خود گورو گرنتھ صاحب ہے اور جس میں فرید ثانی صاحب کا بہت سا کلام موجود ہے۔ اِن بزرگوں کی صحبت سے علم قرآن حکیم ملا۔ صوفیائے کرام کے سلسلہ میں عربی۔ فارسی۔ ترکی زبان سیکھیں۔ جب سے ہندو دھرم کو ترک کیا۔ آخری دم تک مسلمان ہی آپ کے ساتھ رہے جب وصال کا وقت آیا۔ تو قوم کی غیرت میں ہندوؤں نے جنازہ پر جھگڑا شروع کر دیا۔

جب گورو جی نے ہندو دھرم کو نجات سے خالی پایا۔ تو چھتری دھرم کی بنیاد جنیو تھا۔ نو سال کی عمر میں اُسے نکال پھینکا۔ دھوتی

اور ان کا ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ تاکہ یہ شرک کے نشانات پھر کبھی نزدیک نہ آنے پائیں۔ ایسی صورت میں ہندو آپ کے ساتھ کیسے رہ سکتے تھے۔ آپ نے تو ہندوؤں کے بت کدہ پر کلہاڑا مارا تھا۔

بابا کے دو ساتھی جو ہر وقت بابا کے ساتھ رہتے تھے مسلمان تھے۔ اکٹھے کھاتے پیتے اور رہتے تھے۔ ان میں کوئی امتیاز نہیں تھا یہ اسی وقت ممکن ہے۔ جب مذہبی اور نظریاتی طور پر ایک ہوں۔

پادری ہیوز کی رائے

ڈکشنری آف اسلام بر صفحات ۵۸۲ تا ۵۹۱ لکھا ہے۔ جب نانک اور شیخ فرید نے سفر میں رفاقت اختیار کی۔ تو ایک گاؤں بسیار نامی میں پہنچے۔ اور جہاں کہیں بیٹھتے۔ تو ان کے اٹھ جانے کے بعد وہاں کے ہندو لوگ جگہ کو گائے کے گوبر سے لپائی کر کے پاک کرتے۔ اس کا باعث صاف یہ ہے کہ سخت پابند مذہب کے ہندو ان دونوں رفیقوں کی نشست گاہوں کو ناپاک خیال کرتے تھے۔ اگر نانک مذہب کے لحاظ سے ہندو ہوتا۔ تو ایسی باتیں اس کی نسبت کبھی مذکور نہ ہوتیں۔

سکھوں کے گوروں کی تعلیمات میں ہم صاف صاف تصوف کی آمیزش پاتے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں۔ کہ پہلے گورو فقراء کے لباس اور وضع میں زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ اور اس طریق سے صاف ظاہر کرتے تھے۔ کہ مسلمانوں کے فرقہ صوفیائے کرام سے ان کا تعلق ہے۔

تصاویر میں انہیں ایسا دکھایا گیا ہے کہ چھوٹے چھوٹے لوٹے اُن کے ہاتھوں میں ہیں۔ (جیسا کہ مسلمانوں کا طریقہ تھا) اور طریق ذکر کے ادا کرنے پر آمادہ ہیں۔ نانک جی کی نسبت جو روایات جنم ساکھیوں میں محفوظ ہیں۔ وہ پوری شہادت دیتی ہیں کہ ان کا تعلق دین اسلام سے تھا۔

پروفیسر جوگندر سنگھ نے لکھا ہے کہ ایک مسلمان فقیر نے گورو جی کے والد صاحب کو آپ کی پیدائش کی بشارت دی تھی ....

پادری ہیوز نے کہا ہے کہ نانک کے مقالات میں بتلایا گیا ہے کہ اگرچہ وہ مرد ہیں۔ مگر حقیقت میں عورتیں ہیں۔ جو محمد مصطفیٰؐ اور کتاب اللہ (قرآن شریف) کے احکام کی تعمیل نہیں کرتے۔ نانک اسلام کے نبی محمدؐ کی شفاعت کا اعتراف کرتا ہے اور بھنگ۔ شراب وغیرہ نشہ سے منع کرتا ہے۔ دوزخ اور بہشت کا اقرار کرتا ہے اور انسان کے حشر اور یوم الجزاء کا قائل ہے۔

مذکورہ بالا اقوال کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ وہ اسلام کا قائل اور معتقد تھا۔ بھائی کبیر سنگھ چھبر نے کہا ہے۔ کہ مسلمانوں نے گورو جی کی آخری یادگار کے طور پر ایک مسجد تعمیر کرائی۔ کنواں کھدوایا۔ یہ مسجد اور کنواں گورو جی مہاراج نے خود جا کر دیکھا۔ کنویں کا پانی پیا اور غسل بھی کیا۔

ٹی۔ایل۔وسوانی جی۔ شیخ فرید ثانی اور گورو نانک جی کی دوستی کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ گورو نانک جی کا مذہب۔ ملاپ اور ایکتا تھا انہوں

نے اسلام کی تعلیم میں وہ کچھ دیکھا۔ جو دوسرے ہندوؤں کو بہت کم نظر
آتا تھا۔ گو روجی کو مسلمانوں سے میل جول کرکے خوشی محسوس ہوتی تھی
شیخ فرید ثانی دس سال تک ان کے ساتھ مل کر لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی
راہ بتلاتے رہے۔

(اخبار امرت سر۔ ۱۰ر جنوری ۱۹۳۱ء)

ڈاکٹر تاما چندجی کا بیان:۔

یہ حقیقت واضح ہے کہ گورونانک صاحب حضرت بانیٔ اسلام
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم اور اسلام سے بے حد متاثر تھے اور انہوں
نے اپنے آپ کو اس رنگ میں پورے طور پر رنگین کر لیا تھا۔

اس بارے میں ڈاکٹر ایس
رادھا کرشنن کا بیان پہلے بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ ایک سکھ ودوان
نے اس سلسلہ میں یہ بیان دیا۔ کہ گورد بانی میں ہم.... مسلمانوں کے.....
پیغمبروں۔ نمازوں۔ روزوں وغیرہ کی مخالفت کم ہی دیکھتے ہیں۔ اکثر
جگہ تو ان کی تعریف کی گئی ہے اور عزت سے یاد کیا گیا ہے۔
(ترجمہ رسالت سنت سپاہی امرتسر۔ جنوری ۱۹۶۴ء)

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

باب ہفتم

گورو جی اسلام سے کس قدر متاثر تھے

گورو صاحب نے عام میل جول اور برت برتاؤ میں نیز کھانے پینے میں ذات پات کا کوئی خیال نہیں رکھا۔ اسلامی ملکوں میں گئے تو مسلمانوں کے گھروں سے کھانا کھاتے رہے (گورومت درشن صفحہ ۲۶)

پروفیسر سنگھ جی صاحب نے کہا ہے۔ تیسری اُداسی میں عرب۔ ایران۔ افغانستان وغیرہ اسلامی ملکوں میں ست گورو جی نے تقریباً تین سال گزارے ہیں۔ تین سال کی روٹیاں ہندوستان سے تو پکا کر نہیں لے جا سکتے تھے۔ (دھرم تے سداچار صفحہ ۱۴)

ماسٹر تارا سنگھ نے کہا ہے کہ سکھ فرقہ اسلام سے زیادہ قریب اور ہندو مت کی شرک پرستی سے بہت دُور ہے۔ فرقہ کے بانی گورو نانک صوفی مشرب بزرگ تھے اور اللہ کو واحد مانتے تھے اور اور حضرت محمدؐ کو خدا کا نبی تصور کرتے تھے۔ لیکن مسلمان بادشاہوں کے سیاسی واقعات کی وجہ سے یہ فرقہ اسلام سے دور ہوتا چلا گیا۔ ہندوؤں نے بڑی چالاکی سے اُنہیں گلے لگا لیا۔

ایرانی علماء سے گفتگو کرتے وقت مسلمانوں کے بارے میں کہا۔

کہ ایشیاء مسلمانوں کا مستقبل بہت شاندار ہے۔ افریقہ اور ایشیاء کی سیاست میں مسلمان بہت اہم کردار ادا کرنے والے ہیں۔

(۱۳ جنوری ۱۹۶۶ء اخبار جنگ کراچی)

باب ہشتم

مسلم ممالک میں گوروجی کی یادگاریں

۱۔ بغداد میں گوروجی کی ایک یادگار کو ایک پاکستانی تاجر شریف حسین نے نئے سرے سے تعمیر کرایا ہے۔ اس سے قبل بھی اس کی تعمیر میں کاظم پاشا نے بھی دلچسپی لی تھی۔ (رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ۔ مارچ ۱۹۶۳ء)
جو ۱۳۱۰ھ میں ہوئی تھی۔ (گورسندیش ۱۹۶۲ء)

۲۔ ڈاکٹر کرتار سنگھ جی کا بیان ہے کہ افغانستان میں گورونانک جی کی ایک یادگار زیارت شاہ ولی کے نام پر ہے۔ (سفرنامہ کرتار سنگھ گیانی)

۳۔ قندھار میں جنوب مغرب کی طرف پچیس تیس میل دور آٹھ مربع فٹ کا ایک چبوترہ صاحب ہے۔ یہ بھی گوروجی کی یادگار ہے۔ وہاں کا مسلمان محافظ کسی بھی شخص کو بغیر بتلائے اندر جانے نہیں دیتا۔

(شیر پنجاب۔ شہیدی نمبر ۱۹۴۰ء)

۴۔ جلال آباد افغانستان میں گوروجی کا ایک یادگار چشمہ بیان کیا جاتا ہے۔ یہ وہاں کی حکومت کے قبضہ میں ہے۔ بیساکھی کے دن وہاں دیوان

کیا جاتا ہے۔ حکومت کے بہت سے افسر سکھوں کی دلجوئی کے لئے دیوان منعقد ہوتا ہے اور وہ اس دیوان اور جلوس میں شامل ہوتے ہیں۔

(افغانستان درج اک جھیتہ" صفحہ ۵۰)

۵۔ جنوبی ہند میں گورو جی کی ایک یادگار "نانک جیرا" کے نام سے مسلمانوں نے قائم کی ہے۔ اس کے ساتھ ریاست حیدر آباد کی طرف سے بھی ایک جاگیر لگا دی گئی تھی۔ دیکھئے گوردوارے درشن صفحہ ۹۴ اور صفحہ ۴۲۔ نیز دیکھئے خورشید خالصہ۔ صفحہ ۲۱۹ پر)

۶۔ ملتان میں مسلمانوں نے گورو جی کی ایک یادگار بنائی تھی۔ (گوردوارہ درشن صفحہ ۱۵ پر) وہاں ایک پنجہ کا نشان تھا۔ جو بھائی ویر سنگھ جی کے بقول مسلمانوں نے اکالی سکھوں کے خوف سے کہ وہ کہیں اس تمام جگہ پر بھی قبضہ نہ جمالیں۔ مٹا دیا۔ (نانک جی پرکاش عبادت۔ صفحہ ۱۰۴۲)

۷۔ سرسہ ضلع حصار میں بھی ایک استھان ایک بڑے مسلمان نے گورو جی کی یادگار تعمیر کروایا تھا۔ (گوردوارے درشن صفحہ ۹۴ و خورشید خالصہ صفحہ ۲۱۹ پر دیکھئے)

۸۔ گورو جی کی ایک یادگار میں ایک اور استھان جسے عام طور گوردوارہ "ٹکا صاحب" کہا جاتا ہے۔ مسلمانوں نے تعمیر کرایا ہوا ہے۔ (خورشید خالصہ۔ صفحہ ۲۲۲)

۹۔ بالاکوٹ میں بھی گورو جی کی یاد میں ایک استھان وہاں کے مسلمانوں نے تعمیر کرایا تھا (گورو دھام سنگرہ صفحہ ۱۳۸)

۱۰۔ ایمن آباد۔ ضلع گوجرانوالہ میں گورو جی کی ایک یادگار "روڑی صاحب" ہے۔ اِس کی تعمیر محمد شاہ بخاری نے کروائی تھی۔ (گوردوحام سنگرہ۔ صفحہ ۲۰)

۱۱۔ حسن ابدال میں حضرت حسن کے ساتھ بابا کے اچھے تعلقات ایک روایت کے مطابق حضرت حسن صاحب نے پہاڑی سے ایک پتھر بابا کی طرف پھینکا۔ بابا نے وہ پتھر اپنے پنجے سے روکا۔ پنجے کا نشان پتھر پر پڑ گیا۔ یہی پنجہ صاحب کی وجہ تسمیہ ہے۔ گوردوارہ پنجہ صاحب سے متعلق یہ بھی لکھا گیا ہے میں مرقوم ہے کہ اس میں جو حوض اور بارہ دری وغیرہ ہے۔ اِس کی تعمیر خود شمس الدین نے کروائی تھی۔ (گوردوحام سنگرہ۔ صفحہ ۳۴۔)

۱۲۔ گوردوارہ قلات کے ساتھ خان قلات نے جاگیر لگا دی تھی۔ (گوردوارے درشن۔ صفحہ ۵۰)

۱۳۔ گوردوارہ بیر صاحب کے مہنت کے نام محمد شاہ بادشاہ نے یہ لکھ دیا تھا۔ کہ اسے شاہی خزانہ سے روزانہ دو آنے دیئے جایا کریں۔

(گوردوحام دیدار۔ صفحہ ۲۸)

۱۴۔ گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں۔ کہ جب اورنگ زیب بادشاہ آسام کی مہم فتح کر کے واپس آیا تو راجہ بشن سنگھ کے کہنے پر اُس کی فوج کے تمام سپاہیوں نے مٹی کی پانچ پانچ ٹوکریاں گورونانک جی کی یادگار کے بنانے کے لئے ڈالی تھیں۔ (تواریخ گوروخالصہ۔ صفحہ ۱۳۴۷)

۱۵۔ بابا گیان سنگھ جی نے اِس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ مسلمانوں نے گورونانک جی کی جاگیریں بنوائی تھیں اُن کی تشکیل عموماً مساجد

کی مانند ہیں۔ جیسا کہ اُن کا بیان ہے کہ جہاں جہاں اِدھر (اسلامی ممالک میں) گورو جی گئے۔ وہاں باباجی کے مکان مساجد کی شکل میں بنے ہوئے ہیں۔ اور انہیں ولی ہند کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

(تواریخ گورو خالصہ۔ صفحہ ۱۹۲۵)

۱۶۔ گورو نانک جی کی یاد میں ایک گوردوارہ بیر صاحب بنایا گیا ہے۔ اِس کے متعلق ایک سکھ ودوان نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک لوک روایت کے مطابق گوردوارہ بیر صاحب والے مقام پر ایک مسلمان صوفی اللہ دتہ رہا کرتا تھا۔ ندی کی طرف جاتے ہوئے گورو جی روزانہ اُس فقیر سے مل کر جایا کرتے تھے۔ ایک دن اُس صوفی اللہ دتا شاہ صاحب نے گورو صاحب سے کہا کہ میں اپنے مہمان کی اب مزید خدمت نہیں کر سکتا۔ اس لئے اب میں اپنا مکان ہی مہمان کو (گورو جی کو) پیش کرتا ہوں۔ (رسالہ سیس گنج۔ دہلی۔ نومبر۔ دسمبر ۱۹۶۹ء)

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

باب نہم

گوروجی کی یادگاریں جو مسلمانوں نے تعمیر کیں

سکھ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں نے گوروجی کی یاد میں صرف کرتارپور میں ہی مسجد نہیں بنوائی تھی اور کنواں نہیں لگوایا تھا۔ بلکہ اور مقامات پر بھی اُن سے اپنا تعلق ثابت کرنے کی غرض سے یادگاریں تعمیر کی تھیں۔ چنانچہ سکھ تاریخ میں مرقوم ہے۔ رائے بلار ننکانہ صاحب کا رئیس مسلمان راجپوت تھا۔

۱۔ ایک تالاب ننکانہ صاحب میں گوروجی کی یادگار کے طور پر رائے بلار نے بنوایا تھا۔

(دھیان کرشن صفحہ ۲۰۷ وجنم ساکھی چھوٹی۔ صفحہ ۹۹)

۲۔ ننکانہ صاحب میں بال لیلا گوردوارہ کی مشرقی جانب ایک تالاب ہے۔ جو گورو صاحب کے نام پر رائے بلار نے بنوایا تھا۔

(دھیان کرشن۔ صفحہ ۲۰۷)

اس کے علاوہ رائے بلار نے بہت سی زمین بھی دے دی تھی۔

(گور۔ دھام دیدار صفحہ ۱۲۶)

۳۔ چنانچہ جنم استھان ننکانہ صاحب کے ساتھ ۲۴۷ مربع زمین

بھی راے بلار نے لگا دی تھی۔

(گوردھام دیدار ص ۱۲۶۔ گورومت امرتسر، جون ۱۹۵۶ء)

۴۔ (نشانہ صاحب) گوردوارہ بال لیلا کے ساتھ ۱۲۰ مربع زمین۔ اکتیس روپے سالانہ جاگیر۔

۵۔ (نشانہ صاحب) گوردوارہ بال جی صاحب کے ساتھ ۱۹۰ مربع زمین اور پچاس روپے سالانہ جاگیر۔

۶۔ (نشانہ صاحب) گوردوارہ گیارہ صاحب کے ساتھ ۲۵ مربع زمین۔ (گوردھام دیدار صفحہ ۲۸۔۱۲۷ نیز رسالہ گورمت امرتسر جون و جولائی ۱۹۵۶ء)

باب سوم

رشد و ہدایت کہاں سے حاصل کیا

۱۔ شاہ شمس سبزواری ملتان شریف۔ شاہ شمس صاحب کے روضے کی جانب میں وہ مکان ہے۔ جو بیٹھ نانک کہلاتا ہے۔ روضہ کی جنوبی دیوار میں ایک وہ مکان ہے۔ جو محراب نما دروازوں کی شکل کا

بنا ہُوا ہے۔ اِس پر یااللہ اور نیچے نانک صاحب کا پنجہ بنا ہُوا ہے۔

حضرت تحسین شاہ صاحب رئیس ملتان و سجّادہ نشین شمس سبزواری کا بیان ہے کہ باوا گورو نانک صاحب کے والد بھائی کالو اور اُن کے دادا مسمّی بھائی سو بھا بھی اِسی سلسلہ کے مرید تھے۔ خدا کی صفت "ہُو" ہے۔ جو شمس سبزواری کا وِرد تھا۔ باوا صاحب کا بھی وہی وِرد رہا۔

بجز یا ہُو۔ من ہُو۔ دگر چیزے نمے دانم۔

جنم ساکھی گورو نانک جی صفحہ ۱۲۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ گورو جی ملتان کے مشہور بزرگ حضرت پیر بہاؤ الدین صاحب کے مزار پر بھی بڑی عقیدت سے گئے تھے۔

۲۔ بغداد سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور مرشدی و مولائی حضرت مراد رحمتہ اللہ علیہ کے مزاروں پر چلے گئے۔ شہر کے باہر جانب جنوب مغرب ایک قبرستان سے ملحقہ چار دیواری ہے۔ اِس کے اندر کھلا کمرہ ہے۔ کونے میں ایک چبوترہ ہے۔ اس پر بیٹھ کر چلہ کیا کرتے تھے۔ سنہ ۹۲۷ھ میں حضرت بہلول دانا کے خلیفہ حضرت مراد کے ہاتھ پر سلسلۂ چشتیہ میں بیعت کی۔ اور اُن کے وصال کے بعد آپ نے اپنے مرشد کا مزار بغداد شریف میں بنوایا۔ مزار کی مغربی دیوار پر یہ کتبہ لکھ کر لگوایا:۔

"گورو (مرشد) مُراد وفات پا گئے۔ بابا نانک فقیر نے اِس عمارت کی تعمیر میں ہاتھ بٹایا۔ جو ایک نیک مرید کی طرف سے اظہارِ عقیدت کے طور پر تھا۔ سنہ ۹۲۷ھ"

۳۔ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ پاکپٹن شریف پر چلہ کیا۔ شیخ ابراہیم۔ شیخ فرید ثانی جن کا کلام گورو گرنتھ میں اکثر و بیشتر ہے۔ گورو اور شیخ فرید ثانی کے ساتھ دس سال تک پورے پنجاب کا دورہ کیا۔ اور مخلوق کو خالق کا رشتہ بتلایا۔

۴۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اجمیری پر چالیس دن چلہ کیا۔

۵۔ گیانی گیان سنگھ کا بیان ہے۔ کہ گوروجی سرسہ میں خواجہ صاحب کے مزار پر چاروں کونوں میں چار عدد چھوٹی چھوٹی کوٹھڑیاں ہیں اور وہاں کے مسلمان مجاور روایت کرتے ہیں کہ شمال مغرب کی جانب کوٹھری ہیں بابا نانک شاہ۔ شیخ فرید وغیرہ وغیرہ چار درویشوں کے ہمراہ چلے میں بیٹھے تھے۔

(تواریخ گورو خالصہ۔ صفحہ ۲۶)

سرسہ شہر میں خواجہ جعفر۔ باوا فرید۔ سائیں شیر شاہ وغیرہ چلہ کشی کرتے تھے۔ لیکن گورو نانک جی نے بغیر کھانے پینے کے چلہ کشی کی۔

(گوردھام سنگرہ۔ صفحہ ۱۵۹)

بمقام سرسہ شاہ عبدالشکور صاحب کی خانقاہ پر چالیس دن چلہ کیا۔ اس خلوت خانہ کا نام چلہ باوا نانک ہے۔

۶۔ باوا ولی قندھاری۔ حسن ابدال پر چلہ کیا۔ حسن ابدال کی پہاڑی پر آپ کا چلہ ہے۔ آپ کا مزار قندھار میں ہے۔ حسن ابدال کی پہاڑی پر چلہ کی زیارت کرنے کے لئے ہر سکھ مرد۔ عورت۔ بچہ۔ بوڑھا اس عظیم پہاڑی پر جاکر سلامی دیتے ہیں۔

باب یازدہم

بابا نانک جی کا چولہ

یہ یک گونہ آپ کی وصیت ہے۔ جو آپ اپنے چیلوں کی راہنمائی اور ہدایت کے لئے اس دنیائے فانی میں چھوڑ گئے ہیں۔ یہ چولہ کابلی مل کی اولاد کی جو آپ کی نسل میں سے ہیں۔ تحویل میں ہے۔ یہ چولہ ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں موجود ہے۔ اس پر تقریباً تین صد رومال لپٹے ہوئے ہیں۔ سکھوں کا بیان ہے کہ اس پر آسمانی کلام لکھا ہوا ہے۔ جس سے باباجی نے ہدایت پائی (بھولی بھالی باتیں) درحقیقت یہ چولہ آپ کو بغداد شریف سے ملا تھا۔ جس پر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ قرآنی آیتیں۔ سورۂ فاتحہ۔ سورۂ اخلاص آیت الکرسی۔ سورۂ نصر اور دیگر آیات بعد اسمائے حق تعالےٰ درج ہیں۔ یہ اسلام کے لئے باباجی کی ایک زبردست گواہی ہے۔ اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور نیچے کلمۂ طیبہ سامنے خوشخط حروف میں لکھا ہوا ہے اس پر موٹے حروف میں یہ لکھا موجود ہے۔ "اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسلام" یعنی سچا دین صرف اسلام ہی ہے اور کوئی نہیں۔ پھر چولہ صاحب پر یہ بھی لکھا ہوا ہے:۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط کسی جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ قرآن حکیم خدا کا کلام ہے۔

اس کو ناپاک ہاتھ مت لگائیں۔ آپ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ زار تھے۔ آپ دینِ اسلام پر نہایت فدا ہو چکے تھے۔

اب یہ چولہ آئندہ نسلوں کے لئے بطور وصیت نامہ اور ہدایت نامہ چھوڑ گئے ہیں۔ جس کا جی چاہے۔ وہاں جاکر دیکھ لیں۔ ایک اور چولہ بمقام موضع چولہ ضلع امرتسر میں بھی موجود ہے۔ جو غالباً بعدازاں تیار کیا گیا۔ جس کی ہسٹری صیغہ راز میں ہے مگر بغداد والا اصل چغہ ڈیرہ بابا نانک میں بیدیوں کے زیرِ حفاظت ہے۔ جو باباجی کی نسل میں سے ہے اور بیدی صاحبان سے پکارے جاتے ہیں۔ گورو بابا نانک نے اپنے پیچھے اپنے متقدین کے لئے اگر کوئی قابلِ احترام اور تاریخی چیز چھوڑی ہے۔ تو وہ یہ بغداد والا چولہ ہے۔ ایک خدا کا بندہ رائے بھوئے بھٹی کی تلونڈی میں جس کی ماتا ترپتا باپ کالورام۔ چچا لالورام۔ دادا بجائی سوبھا تھا۔ پیدا ہوا۔ یہ تمام کا تمام خاندان سخت بت پرست تھا۔ بت پرستوں کے گھرانے میں جنم لیکر پنجاب کی سرزمین کو خدا کے نور سے منور کر کے کلمہ طیبہ کا نعرہ لگایا۔ انہوں نے یہ تاریخی چولہ قرآنی آئیتوں والا اپنے پیچھے خالصہ سکھوں کے لئے چھوڑا۔ کاش وہ اس چولہ کو نیز گرنتھ صاحب کے مندرجات کو غور سے پڑھیں اور اُس پر عمل کریں۔

یہ چولہ ایک سوتی کپڑے کا ہے۔ جس کا رنگ خاکی ہے اور بعض کناروں پر کچھ سرخی نما بھی ہے۔ (یہ سرخی تعصب کے زمانہ میں ڈالی گئی تھی) جو انگد کی جنم ساکھی میں لکھا ہے کہ اس پر تیس سپارے قرآن کریم

کے لکھے ہیں۔ غلط ہے۔ تیس پارے اتنی تھوڑی جگہ پر کیسے لکھے جا سکتے ہیں۔ تمام اسمائے الٰہی نہیں چند نام اللہ کے درج ہیں۔ بعض جنم ساکھیوں میں یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ چولہ پر عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ ہندی۔ سنسکرت پانچ زبانوں میں لکھی ہے۔ یہ غلط باتیں جنم ساکھیوں میں کیوں لکھ دیا کرتے تھے۔ وہاں تو صرف عربی زبان میں آیات درج شدہ ہیں۔ آخر اس قسم کی اختراع کرنے کا دلی مقصد کیا تھا؟ اس کتاب میں اصلی فوٹو دیا گیا ہے۔ غور سے پڑھ لیجئے۔

محترمی عبدالرؤف صاحب مبلغ اسلام۔ دیندار انجمن کراچی نمبر ۱۹ و مصنف کتاب "گورو نانک ہندو نہیں تھے تو سکھ کیسے ہندو ہو گئے؟" گورو نانک کی پانچ سو سالہ برسی پر ۲۳ نومبر ۱۹۶۹ء کو بمقام ننکانہ پہنچے۔ اُن کی گفتگو ڈیرہ بابا نانک کے متولی سردار بلونت سنگھ صاحب سے ہوئی۔ جن کا سلسلہ گورو نانک کی چوتھی پشت سے ملتا ہے۔ شرومنی اکالی دل کمیٹی امرتسر کی مجلسِ عاملہ کے رکن گیانی بھوپندر سنگھ کے علاوہ اور کئی سکھ سردار موجود تھے۔ اُنہوں نے پوچھا۔ سردار جی آپ بتلائیں۔ کہ چولہ صاحب آپ کی نگرانی میں ہے۔ آپ سچ سچ بتائیں۔ کہ اس پر عربی آیتوں کے سوا کسی اور زبان کا لفظ موجود ہے۔ انہوں نے تمام حاضرین کی موجودگی میں اقرار کیا۔ کہ نہیں۔ سوائے عربی کے اور کوئی حروف نہیں ہیں۔ یہ باتیں پارٹی لیڈر بھوپندر سنگھ پارلیمنٹ ممبر دہلی کے سامنے ہوئی تھیں۔

ضلع گورداسپور کے جغرافیہ میں چولہ کا خاکہ

میں نے ضلع گورداسپور کا جغرافیہ ۱۹۲۵ء میں لکھ کر جو ملکھراج دگل تاجر کتب بٹالہ کو دیا تھا۔ اُس میں چولہ صاحب کا ذکر نہیں کیا گیا تھا۔ کیونکہ اُن دنوں سکولوں میں اس بات کو نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔ بعد ازاں ۱۹۲۵ء میں پھر ضلع گورداسپور کا جغرافیہ چوہدری کرتار سنگھ صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر سے مرتب کرایا گیا۔ جس کے صفحہ ۱۰۶ پر چولہ صاحب کا ایک صحیح خاکہ بھی شائع کر دیا گیا۔ اور اُسے پرائمری سکولوں کے لیے گورنمنٹ آف انڈیا سے رجسٹرڈ کرایا گیا۔ اُس کے پبلشر بھی میرے دوست لالہ ملکھراج دگل کتب فروش بٹالہ۔ ضلع گورداسپور تھے۔ یہ خاکہ اس کتاب میں دے دیا گیا ہے۔

پنڈت تارا سنگھ جی نرو تم نے بیان کیا ہے کہ گورو جی کو حلقۂ اسلام میں داخل کرتے وقت قرآن حکیم کی آیات والا چولہ بغداد میں پہنایا گیا تھا جیسا کہ اُن کا ارشاد ہے کہ:۔

چولہ ...... بخش ولایت میں دیں مول لیا نے
بیت ایک پاتشاہ نے گورو جی کو پہنایا تھا۔
(گورتیرتھ سنگرہ۔ صفحہ ۲۳۳)

قرآن شریف کی مقدس آیات والا چولہ پہنے ہوئے امرتسر سے شائع ہونے والے ایک ہفت روزہ اخبار سچا ڈھنڈورہ ۱۹۲۶ء کے گورونانک نمبر میں دکھایا گیا تھا۔ پھر ۱۹۶۹ء میں جالندھر کا روزنامہ اخبار اجیت نے بھی قرآن شریف کی آیات والا چولہ زیب تن کئے دکھایا تھا۔ اس تصویر کے نیچے یہ الفاظ درج تھے:۔ "قرآن دیاں آئیتاں انکت چولہ پائی"

اجیت جالندھر۔ نانک نمبر ۱۹۶۹ء

ایک سکھ ودوان نے لکھا ہے:۔ عراق کے دارالسلطنت بغداد میں .... بہلول اور اس کے بیٹے نے .... آئیتوں والا چولہ بھینٹ کیا۔ جو کہ ڈیرہ بابا نانک میں موجود ہے۔

رسالہ گورمت پرکاش۔ فروری ۱۹۷۶ء۔

چولہ گورونانک صاحب جشن ولایت میں شامل کرنے کے لئے ایک بادشاہ نے گورو صاحب کو پہنایا تھا۔ جواب تک گورونانک جی کے ڈیرے کابلا سنگھ کے گھر میں ہے۔

(ترجمہ گورو تیرتھ سنگرہ گورمکھی۔ صفحہ ۲۳۲)

افسوس کی بات ہے کہ ہندو لوگ بابا نانک جی پر بہتان لگا رہے ہیں کہ وہ اندر سے ہندو تھے اور بظاہر کلمہ پڑھتے تھے اور روزے بھی رکھتے تھے۔ حاجیوں کے ساتھ حج کو جانا اور دکھلاوے کی خاطر نمازیں

بھی پڑھنا (نعوذ باللہ) منافقت میں شمار کرتے ہیں۔ ہرگز ہرگز نیک انسان ایسا نہیں کر سکتا۔ جو وہ کہتے اور کرتے تھے۔ وہ خلوص نیت سے ہی کرتے تھے۔ راستبازوں کی زندگی نہایت صفائی اور سادگی سے ہوتی ہے۔ وہ اس قسم کے مکر و فریب سے طبعاً کراہت کرتے ہیں۔ پھر دیکھو۔ واران بھائی گورداس جی۔ صفحہ ۲۱ پر۔ مطبوعہ مفید عام پریس۔ لاہور۔

آپ کو تو ہندو دھرم کے جملہ رسم و رواج۔ روایات۔ توہمات اور تیرتھوں پر جانے سے نفرت تھی اور انہوں نے جا بجا اپنی بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ جنہیں ہم مندرجہ ذیل ابواب میں سلسلہ وار پیش کریں گے۔ ملاحظہ کیجئے:

پہلا باب۔ وید۔ سمرتی۔ پران اور بابا نانک جی .....

دوسرا باب۔ جاتی ورن (چھوت چھات) اور بابا نانک صاحب

تیسرا باب۔ ہندوؤں کے تیرتھ اور بابا نانک صاحب

چوتھا باب۔ جنیؤ

پانچواں باب۔ مورتی پوجا کا کھنڈن۔

چھٹا باب۔ سوتک پاتک

ساتواں باب۔ مہورت۔

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

باب چہاردہ

گورونانک جی دی آگیا۔ "نام محمدؐ ہی آئیگا"

نام لیو جس اکھر دا ۔ اُسنوں کرلیو چوگن
دو ہور ملاکے پنج گنا ۔ کاٹو بیس بٹا

باقی بچے سو نوگن کر دو ہور ملا۔
نانکا ہر اُس اکھر وچوں نام محمدؐ آ۔

اسے دوسری شکل میں یوں بھی دیا گیا ہے :۔

لو نام چراچر کا۔ چوگنا کر دتا۔
دو ملا کر پانچ گنا۔ کاٹ بیس بنا۔

جو باقی رہے۔ سو نوگن دو نو ہور ملا۔
نانکا اس پد ہر کے نام محمدؐ لو بنا۔

ان اشعار کو پہلے عام فہم زبان میں بھی سمجھ لیجئے :۔
کوئی نام لو۔ اس کے گن کر حروف نکالو۔ یعنی کتنے حرف مل کر وہ نام بنا ہوا ہے۔ اب اس تعداد کو ۴ کے ساتھ ضرب دو۔ حاصل میں ۲ جمع کردو۔ جو جواب ملے اُسے ۵ کے ساتھ ضرب دے دو۔ اب حاصل

ضرب کو ۲۰ سے تقسیم کر دو۔ جو باقی بچے اُسے ۹ سے ضرب دو۔ اب حاصل ضرب میں ۲ کو جمع کرو۔ جواب ہمیشہ اور بار ۹۲ آئے گا۔

مندرجہ بالا طریق میں ابجد کے حساب سے اپنے مقررشدہ نام کے عدد نکالنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ محض اُس نام کے حروف کی تعداد گن کر آگے چلو۔

مثلاً رب کے ۲ حروف ہیں۔ احمد کے (ا ح م د) چار حروف ہیں۔ اس چار کو چار کے ساتھ ضرب دینی ہے اور پھر آگے چلنا ہے۔ جواب ہر حالت میں ۹۲ ہی آئے گا۔ جو ابجد کے حساب سے (م۰ح۰م۰د) محمد کا نام ہے۔

م = ۴۰
ح = ۸
م = ۴۰
د = ۴
۹۲

[اِس مقصد کیلئے حروف ابجد کی تعداد معلوم کرنا پڑتی ہے۔]

اب ابجد کا حساب بھی سیکھ لیجئے:۔

ا ب ج د (ابجد)	ہ۔ و۔ ز (ہوز)	ح ط ی (حطی)	ک۔ ل م۔ ن (کلمن)
۱، ۲، ۳، ۴ ـ	۵، ۶، ۷	۸، ۹، ۱۰	۲۰، ۳۰، ۴۰، ۵۰

س، ع، ف، ص (سعفص)	ق، ر، ش، ت (قرشت)
۶۰، ۷۰، ۸۰، ۹۰	۱۰۰، ۲۰۰، ۳۰۰، ۴۰۰

ض - ظ - غ (ضظغ)	ث - خ - ذ (ثخذ)
۸۰۰، ۹۰۰، ۱۰۰۰	۵۰۰، ۶۰۰، ۷۰۰

مثالیں:-

(۱) رب

۴ × ۲ = ۸

۸ + ۲ = ۱۰

۱۰ × ۵ = ۵۰

۲) ۵۰ (۲۰
۴۰
باقی ۱۰

۱۰ × ۹ = ۹۰

۹۰ + ۲ = ۹۲

جواب

(۲) احمد = ۴ حروف

۴ × ۴ = ۱۶

۱۶ + ۲ = ۱۸

۱۸ × ۵ = ۹۰

۴) ۹۰ (۲۰
۸۰
باقی ۱۰

۱۰ × ۹ + ۲ = ۹۲

جواب

(۳) حبیب اللہ کے ۸ حروف ہیں۔

۸ × ۴ + ۲ = ۳۴

۳۴ × ۵ = ۱۷۰

۸) ۱۷۰ (۲۰
۱۶۰
باقی ۱۰

۱۰ × ۹ = ۹۰

۹۰ + ۲ = ۹۲

جواب

(۴) حیی - ح ے ی = ۳ حروف۔

۳ × ۴ = ۱۲

۱۲ + ۲ = ۱۴

۱۴ × ۵ = ۷۰

۳) ۷۰ (۲۰
۶۰
باقی ۱۰

۱۰ × ۹ + ۲ = ۹۲

جواب

باب پنزدہ

بابا نانک جی مسلمان ہو گئے

ہم پچھلے ابواب میں بتلا چکے ہیں کہ از روئے گرنتھ صاحب اور جنم ساکھی بابا نانک جی ہندوؤں سے کشیدہ اور آزردہ تھے اور وہ بغرض استفادہ روحانی مسلمانوں کے اولیاء و اکابر کے مقابر پر گئے تھے اور وہاں نمازیں اور چلّے ادا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ان کے دل پر کچھ ایسا اثر کئے ہوئے تھی کہ اُس کی رضا جوئی کے لئے اپنی قوم سے قطع تعلق کر کے بزرگانِ کرام کی تلاش میں کُو بکُو پھرتے رہے۔ آخر گوہر مقصود پا لیا۔ جوئندہ یابندہ۔ جہاں چلّے کرتے رہے وہ سب روحانی درویش مسلمان تھے اور اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنےٰ چاکروں کی طرح شمار کرتے تھے۔ چونکہ باباجی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اخلاص رکھتے تھے۔ اس لئے بہت جلد زہد و تقویٰ میں شہرت پا گئے اور ایسی قبولیت کی منزل تک پہنچ گئے کہ در حقیقت ہندوؤں کے گذشتہ اکابر رشی مُنی اور دیوتاؤں میں سے کوئی بھی اس بلند مقام پر پہنچ نہیں سکا تھا۔ اُنہوں نے وصالِ باری کے لئے مسلمان اولیاء کے مقابر پر متعدد چلّے کئے۔ جس کا یہ اثر ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے اندر ایک

بھی تبدیلی پیدا کر دی۔ اور وہ دل و جان سے مسلمان ہو گئے۔ اس
کی شہادت کے لیے کئی ایک دلائل ہیں۔ ایک چولہ مبارک بھی ہے
جو اس وقت کابلی مل کے گھرانے میں ہے۔ ڈیرہ بابا نانک۔ تحصیل بٹالہ
ضلع گورداسپور موجود ہے۔ وہاں سال سال بڑی دھوم دھام اور کرّ و فر
سے چولہ کے اعزاز میں میلہ لگتا ہے۔ اور لوگ دور دراز سے آکر اس کا
درشن کرتے ہیں۔ دوسری بڑی دلیل آپ کے شلوک ہیں۔ جو گرنتھ صاحب
اور جنم ساکھیوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کا ذکر بھی آئندہ صفحات میں
اجمالاً پیش خدمت کر دیا جائے گا۔

ناظرین ذرا سوچئے کہ مسلمان بننے کے لئے وہ کون سی شرائط باقی
رہ گئی تھیں۔ جو بابا نانک نے پوری نہ کی تھیں۔ نماز۔ اذان۔ حج۔ زکوٰۃ۔
کلمہ طیبہ۔ خدائے واحد پر یقین کامل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے آخری نبی اور برحق رسول ہونے پر کامل اعتماد اور ان کا یہ دعویٰ
کہ قرآن شریف ہی واحد الٰہی کتاب ہے۔ جو مکمل ضابطۂ حیات ہے اور
اس کے مقابلہ میں تمام دنیا کی مقدس کتابیں ہیچ ہیں۔ اب ہم ان کے
ثبوت میں اجمالاً چند باتیں سلسلہ وار پیش کئے دیتے ہیں:۔

۱۔ اس سے پیشتر ذکر ہو چکا ہے کہ دریائے راوی کے کنارے کرتارپور
کا ایک قصبہ باباجی نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں آباد کیا جو آج
کل تحصیل شکر گڑھ میں دربار صاحب کرتارپور کے نام سے یاد کیا جاتا
ہے۔ اس شہر کو ابھی آباد کرنے کے لئے ایک مسلمان رئیس مالک نے
بہت سی زمین بھینٹ کی تھی۔

گوروجی نے جب یہ شہر آباد کیا تھا۔ تو آپ نے (گوروجی) اپنے گھر کے متصل ایک مسجد بھی بنوائی تھی اور اس میں نماز پڑھانے کے لئے ایک امام مقرر کیا تھا۔ گوروجی کے فوت ہو جانے کے بعد مسلمانوں نے یہ ثبوت بھی اسلام لانے کے متعلق پیش کیا تھا۔ (عبرت نامہ۔ صفحہ ۴۱)

باب ششدہ

نماز

"گوروجی نے بے نمازی کو لعنتی کہا"

ل۔ لعنت بر سر تہا جو ترک نماز کریں۔

تھوڑا بہت کھٹیا ہتھوں ہتھ گوین

ترجمہ۔ اُن لوگوں پر لعنت ہے۔ جو نماز کو ترک کریں۔

جو کچھ تھوڑا بہت عمل کیا تھا۔ اُس کو بھی دست بدست ضائع کیا۔ (جنم ساکھی بھائی بالا۔ صفحہ ۲۸۲۔

پنج وقت نماز گزارے۔ پڑھے کتب قرآنا

نانک اکھے گور سد ہی۔ رہیو پینا کھانا۔

قاضی پانچ وقت نماز ادا کرتا ہے۔ اور قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے۔ گورونانک کہتے ہیں۔ کہ اے لوگو۔ تمہیں قبر بلا رہی ہے۔

یہ کھانا پینا یونہی رہ جائے گا
(گورو گرنتھ صاحب سری راگ محلا اُردو۔ صفحہ ۳۲)

۱۔ سوئی قاضی جن آپ تجیا ایک اک نام کیا ادھارو

قاضی وہ ہے جو خودی اور خود رَوِی مٹا دیتا ہے۔ صرف اللہ کو ہی اپنا سہارا بناتا ہے۔

۲۔ ہے بھی ہوسی جائے نہ جاسی۔ سچا سِرجن ہارو

خدا موجود ہے غیر فانی ہے آئندہ بھی موجود رہے گا۔ وہ حق ہے اور ہر چیز کا خالق مالک ہے۔

۳۔ پنج وقت نماز گزارے۔ پڑھے کتب قرانا

قاضی دن میں پانچ وقت نماز گزارتا ہے اور قرآن پڑھتا ہے

۴۔ نانک آکھے گور سد پہی رہیو پینا کھانا

ترجمہ۔ اُوپر لکھا جا چکا ہے۔

مگر سوڈی مہربان جی بیان کرتے ہیں:۔

۱۔ گورو نانک صاحب نے فرمایا۔ کہ قاضی پانچ وقت نماز ادا کرتا ہے سو یہ اس کے گواہ ہیں۔ یہ تیس روزے اس کے محافظ ہیں۔ پانچ وقت نماز کے ساتھ اگر ثابت قدم رہے۔ اور تیس روزے رکھے۔ تو اس کا مول ثابت رہے۔ پھر اُس کی جڑھ شیطان کاٹ نہیں سکتا۔ اگر ان پر شاکر رہے گا۔ تو خدا تعالیٰ کی راہ کی یہ ابتدا ہے۔

(جنم ساکھی سری گورو نانک جی صفحہ ۱۶)

۲۔ نماز پڑھے۔ روزے رکھے اور جھوٹ پر قدم نہ مارے۔ دوسروں کا حق نہ کھائے۔ تو یہ نماز روزہ ہیں۔ مصالحے ہیں۔ اگر حلال میں یہ مصالحے ڈالے جائیں۔ تو کھانا سنور جائے گا۔ اور لذت بھی ہوگی۔ اگر نماز روزہ کے بعد دوسروں کا حق کھائے گا۔ تو اُس حالت میں لونگ۔ الائچیاں۔ مرچیں۔ سونڈھ۔ جائفل وکیسر حرام میں ڈالا گیا۔ یہ مصالحے پڑنے سے مصالحے بھی گئے حرام کھانے میں مصالحے ڈالنے سے وہ بھی حرام ہو گئے اور کھانا بھی ضائع ہوگیا۔

(جنم ساکھی سری گورو نانک جی صفحہ ۹۵۔)

نماز باجماعت اور گورو جی

۳۔ ج۔ جماعت جمع کر۔ پنج نماز گذار۔

باجھوں یاد خدائے دے۔ ہوسیں بہت خوار

(جنم ساکھی بھائی منی سنگھ۔ صفحہ ۹۷ اور جنم ساکھی چھاپہ پتھر۔ صفحہ ۲۴۔ ۱۸۷۱ء۔ اور تاریخ گورو خالصہ۔ صفحہ ۸۰۔)

۴۔ ج۔ جے کرنام دی۔ پنج نماز گزار۔
باجھوں یاد خدائے دے ہوسیں بہت خوار

شلوک فریدا میں نماز کا حکم

۵۔ فریدا۔ بے نماز کُتیا ایہہ نہ بھلی ریت۔
ترجمہ۔ اے فرید بے نمازی کُتّا ہے۔ یہ طریقہ غلط ہے۔
۶۔ کبھی چل نہ آیا۔ پنج وقت مسیت۔
ترجمہ۔ تو کبھی پنج وقت مسجد میں چل کر نہ آیا۔
۷۔ اُٹھ فریدا۔ نماز ساج۔ صبح نماز گذار۔
ترجمہ۔ اے فرید اُٹھ وضو کر۔ صبح نماز گزار۔
۸۔ جو سر سائیں نہ نیویں۔ سو سر کپ اُتار۔
جو سر اللہ کے سامنے نہ جھکے۔ اس سر کو کاٹ دے۔
۹۔ جو سر سائیں نہ نیویں۔ سو سر۔ کیجے کائیں۔
ترجمہ۔ جو سر اللہ کے سامنے نہ جھکے۔ وہ سر بیکار ہے۔
۱۰۔ کنے ہیٹھ جلائیے۔ بالن سنڈرے تھائیں
ترجمہ۔ ایسے سر کو چولہے میں ہنڈیا کے نیچے ایندھن کے طور پر استعمال کرو۔
(گورو گرنتھ۔ شلوک فریدا۔ اُردو صفحہ ۱۹۹۴)

۱- پنج نمازاں وقت پنجے - پنجے پنجا ناؤں -
ترجمہ- پانچ نمازیں ہیں اور ان کے پانچ اوقات ہیں-
۲- پہلا سچ حلال دوئے - تیجا خیر خدائے
ترجمہ- سچ کہنا- حلال کھانا- ہر ایک کے لئے خیر کی خواہش کرنا-
۳- چوتھی نیت راس من - پنجویں صفت ثنائے
ترجمہ- چوتھی نیت اپنی کو صاف رکھنا- پانچویں حمد بیان کرنا-
۴- کرنی کلمہ آکھ کے - تاں مسلمان سدائے
ترجمہ- کلمہ اپنے عمل کے ذریعے پڑھو- پھر تو مسلمان کہلائے-
۵- نانک جتیے کوڑیار - کوڑے کوڑی پائے
ترجمہ- نانک جی کہتے ہیں کہ جس قدر لوگ جھوٹے ہیں- جھوٹ کو پائیں گے-
(گورو گرنتھ صاحب واراجہ شلوک محلہ ۱- اردو- صفحہ ۱۹۱)

نماز ترک کرنے والوں کو کہا ہے

حضرت جو فرمایا- فتوی منجہ کتاب-
بے نمازاں سنگ بھلے- جو راتیں رہن سنجاگ-

دتّی بانگ نہ جاگئی ۔ سُتّے رہن بھنگ ۔
سُنّت فرض نہ مننئی ۔ نہ مننئی ار کتاب ۔
دوزخ اندر ساڑئیں ۔ جیوں سیخیں چاڑ کباب ۔
(جنم ساکھی ولایت والی صفحہ ۲۵۰ ۔)

جنم ساکھی بھائی بالا ۔ صفحہ ۱۳۲ میں لکھا ہے :۔
بابا اُٹھ کھڑا ہویا ۔ اور اُٹھ کر وضو کرنے لگا ۔ اُتے قبلے دل کھڑا ہویا ۔

ست گورونانک دیوجی نے بھرموں سے نکالنے کیلئے جنم لیا ......
آپ مکّہ ۔ مدینہ ۔ مصر ۔ چین اور کابل بھی گئے اور ہر جگہ مسلمانوں سے مل کر نمازیں پڑھ کر صرف سچائی کا پرچار کیا ۔
(اکالی ۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۶ء)

آپ نے نمازوں کے پانچ نام رکھے ۔ یعنی (۱) نمازِ صبح (۲) نمازِ پیشی (۳) نمازِ دیگر (۴) نمازِ شام اور (۵) نمازِ خفتن ۔
(از رسالہ سنت سپاہی ۔ امرتسر ۔ جنوری ۱۹۶۲ء)

"گوربانی میں ہم ...... مسلمانوں کے ...... پیغمبروں نمازوں ...... روزوں وغیرہ کی مخالفت نہیں دیکھتے ۔ اکثر جگہ تو ان کی تعریف ہی کی گئی ہے ۔ اور عزت سے یاد کیا گیا ہے ۔

آسا کبیر۔ صفحہ ۴۸۰ پر لکھا ہے :-

۱۔ ہم مسکین خدائی بندے تمرا جس من بھاوے
اللہ اول دین کو صاحب زور نہیں فرماوے۔
قاضی بولیاں بن نہ آوے

۲۔ روزہ دھرے۔ نماز گزارے کلمہ بہشت نہ ہوئی
ستر کعبہ گھٹ ہی بھیتر۔ جے کر جانے کوئی
۳۔ نماز سوئی۔ جو نیائیں۔ بچارے کلمہ اکہہ جانے۔
پانچوں مس مصلّے بچھاوے۔ تب تو دین پچھانے
۴۔ خصم پچھان ترس کر جیاں میں مار منی کر پھیکی
آپ جنائے اور کو جانے۔ تب ہوئے بہشت شریکی
۵۔ مائی ایک بھیکھ دھرنا نانا میں بر ہم پچھانا۔
کہے کبیر بہشت چھوڑ کر۔ دوزخ سیوں من مانا

باب ہفتدہ

اذان یا بانگ

ایک سکھ رقمطراز ہیں کہ :-

اذان نماز کیلئے پکار ہے۔ جو مسجد کے مینار پر یا مسجد میں کھڑے ہو کر اونچی آواز سے دی جاتی ہے۔ جسے سنکر نمازی جمع ہو جائیں۔ اس کا نام بانگ بھی ہے۔ اذان دینے والے کا نام مؤذن ہے۔ اذان کا رواج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے شروع ہوا۔ اذان مکّے کی طرف مُونہہ کر کے اور کانوں میں انگلیاں ڈال کر دینے کا حکم ہے۔ گندے شرابی اور عورت کو اذان دینے کا حق نہیں ہے۔

(مہان کوش۔ صفحہ ۱۲۰ پر دیکھیئے)

بھائی گورداس جی نے بیان کیا ہے :-

بابا پھیر کمے گیا۔ نیل بستر دھارے بن واری
معلّی بغل کتاب کچھ۔ کوزہ۔ بانگ مصلّی دھاری

(وار پہلی پوڑی)

مسٹر میکاف نے بھی گواہی دی ہے کہ جب کبھی موقعہ آیا۔ گورونانک جی

نے عرب کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ماننے والے مسلمانوں کی طرح بانگ بھی دی۔ (میکاف اتاس۔ حصہ اوّل۔ صفحہ ۱۴۷)

کن انگلیاں پائے تب نانک دِتّی بانگ

جتنی اُمت جمع سی۔ سن ہوئی۔ سُن کر بانگ

(جنم ساکھی بھائی بالا۔ صفحہ ۲۰۳)

بغداد شریف میں بانگ دینا

بابا گیا بغداد نوں۔ باہر جا کے کیا استھانا ..... اِک بابا اکال روپ۔ دوجا بابی مردانا۔

دِتّی بانگ نماز۔ کر سُن سماں بھیا جہانا۔

(وار پہلی پوڑی۔ صفحہ ۳۵)

گورو جی اُن لوگوں کی سیاہی کو جانتے تھے اور اُنہیں سمجھانے کی پوری طاقت رکھتے تھے۔ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ کانوں پر ہاتھ لئے اور آسمان کی

طرف دیکھ کر بالکل اُسی طرح اور اُسی سُر میں آپ نے اللہ اکبر بھی کہا۔ لاالٰہ الاّ اللہ۔ حیّ علی الفلاح بھی کہا۔ مگر محمد الرسول اللہ نہ کہا اور بانگ کے آخر میں پنجابی کے یہ جملے بول کر اذان ختم کردی۔

ست سری اکالی — گور بڑا اکالی

گھر گھر پر نام — چیت چرن نام

جو سربنگ جیوال — پربھو کرپال

خدائے تعالیٰ کو بڑا کہا۔ اُسے یہ کہنا کہ کوئی اور اللہ نہیں ہے۔ سوائے اللہ کے۔ نیکی کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ کے آگے جھکنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ یہ کہنا گورو جی کے اپنے عقیدے کے خلاف نہ تھا۔

(گورو نانک چمتکار۔ صفحہ ۲۱۵)

جنم ساکھی بھائی بالا۔ صفحہ ۱۲۵ پر ہے:۔

مُلّاں بانگ نماز کر اونس کریں پکار خلقت کوک سنا ندے نہ اپنی سار

باب ہشتدہ

منشیات کیمتعلق

سکھ مذہب میں عقل کو برباد کرنے والے نشے ممنوع ہیں۔

(گورمت پربھاکر۔ صفحہ ۲۶۲)

سکھ ودوان ڈاکٹر ویر سنگھ جی کا بیان :۔ نہ افیون۔ نہ بھنگ۔ نہ شراب گورودگھر میں کوئی بھی نشہ جائز نہیں ہے۔ واہگورو جی کا خالصہ شراب سے پرہیز کرے۔ یہ تمام گناہوں کی ماں ہے۔ بھنگ۔ افیون ..... وغیرہ نشوں کا استعمال کبیرہ گناہ ہے۔ (ریت ناموں کا سار۔ صفحہ ۴۶)

خالصہ دھرم شاستر میں مرقوم ہے :۔ "شرب سارے پاپاں دی ماں ہے"۔ (خالصہ دھرم شاستر۔ صفحہ ۴۱)

گورو جی کا ارشاد ہے :۔ گھنی خرابی تن کو جو پیندے بھنگ شراب۔ (جنم ساکھی ولایت والی۔ صفحہ ۲۵۲)

ایک اور جگہ پر :۔ نانک آکھے رکن الدین لکھیا وچ کتاب۔ درگاہ اندر ماریں۔ جو پیندے بھنگ شراب۔

(جنم ساکھی بھائی بالا۔ صفحہ ۲۵۷)

ایک اور مقام پر یوں آیا ہے :۔

چرس۔ افیمی۔ پوستی چلماں چھکن پیشاب۔

کھان معجوناں قلیاں یخنی لائے کباب

پیندے بھنگ تر کانڈیکے ظہوری نال رلائے

دنیا ماٹھن۔ مستیاں درگاہ بلٹن سزائے۔

(جنم ساکھی بھائی بالا - صفحہ ۱۵۷)

( )

ایک اور مقام پر :- بھانگ - دھتورہ سرآپاں - اُتر جائے پربھات - نام خوماری نانکا چڑھی رہے دن رات -

(اتہاس گورو خالصہ - صفحہ ۱۵۶)

ایک اور مقام پر :- درست - مدہ جو پیوتے کبھل مت کمل - رام رسائن جو رتے نانک سچ عمل -

(آسا محلہ - ۵ - صفحہ ۲۷۹)

ایک اور جگہ لکھا ہے :- کبیر بھانگ ماچھلی سرآپاں جو پرانی کھائیں تیرتھ برت نیم کئے تے سب وسائل جائیں - جو لوگ شراب وغیرہ نشے استعمال میں لاتے ہیں - اُن کی عقل ماری جاتی ہے اور اُن کے تمام ادا کردہ مذہبی فرائض بھی رائیگاں جاتے ہیں - (شلوک کبیر صفحہ ۱۳۷۷)

الغرض نشے دار اشیاء کے متعلق بھی گورو نانک جی کا وہی نظریہ تھا۔ جو اسلام نے پیش کیا ہے -

---

باب دوازدہ

گورو گرنتھ میں توحید باری تعالیٰ

۱- صاحب میرا ایکو ہے - ایکو ہے بھائی ایکو ہے

ترجمہ۔ میرا مالک ایک ہے۔ ہاں ہاں بھائی وہ ایک (وحدہٗ لاشریک) ہے
۲۔ آپے مارے۔ آپے چھوڑے۔ آپ لیو۔ دیئے۔
ترجمہ:۔ وہی مارنے والا اور زندہ کرنے والا ہے۔ وہی دے کر خوش ہوتا ہے۔
۳۔ آپے دیکھے۔ وگے۔ آپے ندر کریئے
وہی جس پر چاہتا ہے۔ اپنے فضلوں کی بارش کردیتا ہے۔
۴۔ جو کچھ کرنا سو کر رہیا اور نہ کرنا جائی
وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اُس کے بغیر اور کوئی بھی کر نہیں سکتا۔
۵۔ جیسا درتے تیسو کہیئے سب تیری وڈیائی
جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے۔ ہم وہی بیان کرتے ہیں۔ ہر چیز اُس کی حمد بجا کر رہی ہے۔

(گورو گرنتھ صاحب۔ اُردو صفحہ ۵۴۲)

باب بست

گورونانک جی اور کلمہ طیّبہ

اِک۔ کلمہ یاد کر نفع لودکت بات۔
نفس ہوائی رکن دین۔ تس سیوں ہو نہ مات

ترجمہ: اے رکن الدین کلمہ طیبہ کو ہمیشہ یاد کرتے رہو۔ اس سے بڑھکر نفع مند اور بات نہیں۔ حرص و ہوس کے پیچھے پڑنے سے انسان ماند پڑ جاتا ہے۔

(ولایت والی جنم ساکھی۔ صفحہ ۲۴۶ جنم ساکھی بالا صفحہ ۲۲۱)

۲۔ پیغمبر کلمہ آکھیا۔ اکو اک خدائے۔ سمجھنا اندر اک ہے گھٹ ود ھ کبھی نہ جائے۔

(جنم ساکھی بھائی بالا۔ صفحہ ۱۹۷)

۳۔ پاک پڑھیوس کلمہ جس دا محمد نال ملائے
ہویا معشوق خدائے دا ہو یا تل علائے۔

(جنم ساکھی بھائی بالا۔ صفحہ ۱۲۱)

۴۔ جہنہ تے کلمہ آکھ کے دوئی دروغ کمائے
آگے محمد مصطفےٰ سکے نہ تنہا چھڑائے

(جنم ساکھی بھائی بالا۔ صفحہ ۱۵۳)

۵۔ کلمہ آکھیا ایہہ گن ہوئے گناہوں پاک
آگے کرے گناہ پھر بہشتوں ملے طلاق۔

کوئی انسان کلمہ پڑھنے کے بعد پھر گناہوں میں مبتلا ہو جائے۔ تو ایسا

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

شخص بہشت کا وارث نہ ہو سکے گا۔

(جنم ساکھی بھائی بالا۔ صفحہ ۱۷۸)

۶۔ کرنی کلمہ آکھ کے تاں مسلمان سدائے

(دار ماجھ سلوک محلہ ۱۔ صفحہ ۱۴۱)

۷۔ مکہ معظمہ جانے والے لوگوں سے راستہ میں ایک پڑاؤ پر کلمہ پڑھا جاتا ہے۔

مکے دے راہ وچ اک جگہ آنوندی ہے۔ اس راہ سے اسیں جہازاں تے چڑھدے ہاں۔ سب نوں کلمہ پڑھاؤندے ہیں۔ پھر اونہاں نوں جہاز تے چڑھاؤندے ہیں۔ (جنم ساکھی بھائی منی سنگھ۔ صفحہ ۲۰۲)

۸۔ گورو گرنتھ کوش میں کلمہ کے متعلق مرقوم ہے۔ کلمہ مسلمانوں کا مول منتر.... جو اس طرح ہے:۔

لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ یعنی کوئی ہے قابل پرستش سوائے اللہ کے۔ اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔

(گورو گرنتھ کوش۔ صفحہ ۲۶۳)

۹۔ سوئی کلمے پاک جو منّے رب کلام۔ یعنی کلمہ اس شخص کو پاک کر سکتا ہے۔ جو خدائے تعالےٰ کے کلام پر ایمان لانے والا ہو۔

(جنم ساکھی بھائی بالا۔ صفحہ ۱۸۳)

باب ۲۱

گورونانک جی اور ہستی باری تعالیٰ

پروفیسر کرتار سنگھ جی کے بیان کے مطابق گورو جی نے وہاں کے مسلمانوں کے سامنے یہ بیان کیا تھا:-

"صرف اس وجہ سے کہ میں اُس خدائے واحد کا پرستار ہوں۔ جس جیسا اور جس کے برابر اور کوئی نہیں۔ اُس خدائے واحد کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہرانے کے سبب سے میں مسلمان کہلانے والوں سے زیادہ اسلام کی خالص توحید کے قریب ہوں۔

(جیون کتھا گورونانک جی۔ صفحہ ۳۲۲)

ایک مشہور فارسی مصنف محسن فانی نے گورونانک جی کے متعلق یہ بیان کیا ہے۔ کہ نانک قائل توحید باری بود۔ بامورکہ مسطوق شرح محمدیست۔ (دبستانِ مذاہب صفحہ ۲۲۳)

رسالہ سنت سپاہی امرتسر۔ نومبر ۱۹۵۶ء لکھتا ہے:-

نانک رب دی ایکتا دا قائل سی۔ تے اوہناں گلاں نوں منداسی جو شرع محمد دے انوکول ہیں۔

۱۔ صاحب میرا ایک ہے اور کوئی نہیں بھائی۔
کرپاتے سُکھ پایا سانچے پرتھائی

ترجمہ۔ میرا خالق اور مالک ایک ہی ہے اور کوئی نہیں۔
اُس کے فضل سے ہی انسان سُکھ اور آرام پا سکتا ہے

۲۔ کہہ نانک گُر دکھوئے بھرم ایکو اللہ پار برہم۔
(ترجمہ) اے نانک اعلان کردے۔ کہ مرشد نے تمام بھرم دُور کر دیئے
اللہ ایک ہے اور پار برہم ہے۔
(گورو گرنتھ صاحب۔ راگ رام کلی۔ محلہ ۵۔ صفحہ ۸۹۷)

باب ۲۲

عبادت کے لائق اللہ تعالیٰ ہے

۱۔ ایکو جپیہ ایکو صالاح ۔ ایک سمرا ایکو من آہ
ترجمہ۔ خدائے واحد کی پرستش کرتے رہنا۔
اپنا دل بھی اُس سے لگائے رکھنا چاہیئے

۲۔ ایکس کے گُن گاؤ انت تن من جاپ۔ ایک بھگونت

ترجمہ۔ حقیقی تعریف اور عبادت کے لائق۔
تن من سے اس کی عبادت کرنی چاہئے

۳۔ ایکو ایک ایک براپ پورن پورر ہیو۔ پربھو بیاپ
ترجمہ۔ وہ ہر جگہ موجود ہے۔ کوئی جگہ اُس سے خالی نہیں ہے

۴۔ ایک بستھار ایک تے بھیئے ایک ارادہ پراپت گئے
(ترجمہ) تمام کائنات اس کی قدرت کا کرشمہ ہے۔
اس کی عبادت سے کسی اور کی حاجت نہیں رہتی۔

۵۔ من تن انتر ایک پربھو داتا گورو پرساد۔ نانک اِک جاتا
ترجمہ۔ ہمارے تن من میں وہی سمایا ہُوا ہے۔
نانک جی! گورو کی رحمت سے شناخت کرلیا ہے۔
(گوڑی سکھمنی۔ محلا ۱۔ صفحہ ۳۰)

باب ۲۳

زکوٰۃ اور گورو نانک جی

گورو نانک جی نے زکات کے متعلق بہت کچھ فرمایا ہے۔ گورو جی
کے نزدیک ہر شخص کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ اپنی کمائی میں

سے غریبوں اور ناداروں کا حق ادا کرتا رہے۔ جو لوگ ایسا نہیں کرتے گورو جی کے نزدیک وہ سخت غلطی خوردہ ہیں اور اپنے لئے نجات کے دروازے بند کرنے والے ہیں۔ گورو جی نے اس سلسلہ میں فرمایا ہے:-

گھال کھائے کچھ ہتھوں دے } وار سارنگ سلوک محلہ صفحہ
نانک راہ پچھانے سے } ۱۲۴۵ پر

ترجمہ۔ یعنی وہی لوگ خداوند تعالیٰ کی راہ کو شناخت کر سکتے ہیں۔ جو اپنی محنت کی کمائی میں سے دوسرے لوگوں کا حصہ اور حق ادا کرتے رہیں۔ اور سب کچھ خود ہی نہ ہضم کر لیتے رہیں۔ اس بارے میں گورو جی کا یہ ارشاد بھی سکھ کتب میں موجود ہے کہ:-

دلوے دلاوے۔ رضائے خدا
ہوتا نہ راکھے۔ اکیلا نہ کھائے
تحقیق دل دانی۔ وہی بہشت جائے
(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۸۵)

گورو جی کا یہ ارشاد دوسری کتب میں بھی موجود ہے۔
(جنم ساکھی بھائی منی سنگھ۔ صفحہ ۳۶۲ نیز دیکھو۔ تواریخ گورو خالصہ۔ صفحہ ۲۳۵ پر۔)

گورو جی نے اپنی زبان سے زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف خاص طور پر زور دیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کرے قبول زکوٰۃ سودے آپ کمائے۔
(تاریخ گورو خالصہ۔ صفحہ ۲۳۵۔)

ایک اور مقام پر گورو جی کا ارشاد ہے :۔ ل۔ لعنت برسے تنہاں
جو زکوٰۃ کڈھے نہ مال دھکا پوندا غیب دا۔ ہوندا سب زوال۔
(جنم ساکھی بھائی منی سنگھ۔ صفحہ ۹۹۔ نیز دیکھو۔ جنم ساکھی چھاپہ پتھر
۱۸۷۱ء والی۔ صفحہ ۲۵ پر)

گورو جی نے اس بارے یہ بھی فرمایا ہے کہ :۔
دے نہ مال زکوٰۃ جو تس داسنو بیان
آکے تاں لیوں چور لٹ۔ آکے آفت پڑے اجان
نہ دِتا راہ خدا دے۔ نہ دِتا قرض جہال
دنئوں صاحب دے۔ کرے سب لٹ سی شیطان
(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۹۹)

باب ۲۴

گرنتھ میں قرآن شریف کا ذکر

گورو گرنتھ صاحب میں قرآن شریف کا بھی ذکر موجود ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ کل یگ کے زمانے کے لئے یہ قابل عمل کتاب ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے :۔ کل پروان کتب قرآن۔ پوتھی پنڈت رہے پوران
ترجمہ۔ کلجگ زمانے کیلئے صرف قرآن کریم ہی منظور شدہ کتاب ہے۔
نانک ناؤ بھیا رحمٰن۔ کر کرتا تو ایکو جان

(ترجمہ) صفتِ رحمٰن جلوہ گر ہے۔ کرتا پورکھ اور رحمٰن ایک ہی ہستی کے دو نام ہیں۔ (گورو گرنتھ صاحب۔ راگ رام کلی محلہ ۱۔ صفحہ ۱۲۲۵)

لکھیا وِچ قرآن دے اکو پاک اللہ۔ دُوجا نور محمدی بھیا رسول خدائے۔
بنا رسول خدائے دے تِجا ہُوا نہ کوئے۔ ہوئے جو مسلمان کو کہے انصیب سوئے۔
(جنم ساکھی بھائی بالا۔ صفحہ ۲۰۳)

پڑھے پکار قرآن لوہ خاطر جمع نہ ہوئے
جو راہ شیطانی گم تھئے جان نہ کوئے

ترجمہ:۔ قرآن شریف کو بہت پڑھتے ہیں۔ مگر جمعیت باطنی حاصل نہیں ہوتی۔ اس کا یہ سبب ہے کہ جو لوگ شیطان کی راہ میں گم ہو گئے ہیں دراصل قرآن سے مُنہ پھیرے ہیں۔ (ساکھی بھائی بالے والی ود٘ی۔)

سوئی قاضی جن آپ تجیا	اک نام کیا اودھارو
ہے بھی سوئی جائے نہ جاسی	سچا سرجن بارو
پنج وقت نماز گزارے	پڑھے کتب قرآنا
نانک آکھے گور سدٰیہی	رہیو پینا کھانا

ترجمہ۔ قاضی وہ ہے۔ جو خودپسندی اور خودی کو مٹا دیتا ہے۔ وہ صرف اللہ کو ہی اپنا سہارا بناتا ہے۔ خدا موجود ہے اور آئندہ بھی موجود رہے گا۔ وہ حق ہے۔ ہر چیز کا خالق ہے۔ قاضی دن میں پانچ وقت نماز ادا کرتا

ہے۔ اور قرآن پڑھتا ہے۔ نانک کہتے ہیں کہ تم کو قبر بلا رہی ہے۔ یہ کھانا
پینا یہیں رہ جائے گا۔

(گورو گرنتھ صاحب۔ سری راگ۔ محلہ ۱۔ اردو۔ صفحہ ۳۲)

ترہیں حرف قرآن دے۔ تِہی سپارے کیں۔ تس وِچ بہت نصیحتاں۔
سن کر کرو یقین۔

(ترجمہ) قرآن حکیم کے تین حروف اور تیس ہی سپارے کئے گئے ہیں
اور اُس میں بہت سی نصیحتیں ہیں۔ تم اُن پر یقین کرو۔

(ساکھی بھائی بالا والی وڈی۔ صفحہ ۲۰۴)

۱۔ چار کتیباں اک ہے۔ چاروں قول خدائے
چاروں قول ثواب دے۔ قاضی دل وِچ لائے

۲۔ سنو سید کریم الدین چاروں من کتاب۔
چاروں قول خدائے دے۔ ردیاں چڑھن عذاب۔

(جنم ساکھی بھائی بالا۔ صفحہ ۱۶۶)

۳۔ م۔ مرشد من توں۔ من کتاباں چار۔
من خدائے رسول نوں۔ سچائی دربار۔ (جنم ساکھی بھائی بالا۔ صہ ۲۲۲)

نیز. گورو جی نے خود بھی ان چار کتابوں کے نام بیان کئے ہیں۔

دیکھ توریت۔ انجیل لوں۔ زبورے فرقان۔
ایہو چار کتب ہین۔ پڑھ کے دیکھ قرآن۔
(جنم ساکھی بھائی بالا۔ صفحہ۔ ۱۵۲)

گورو جی نے اپنے متعلق بیان کیا ہے :۔

انسان نوں حکم پاک خدائے دا ہو یا ہے۔ جو چاروں کتیبوں پر عمل کرد۔ اب پڑھے گڑھے کا ثواب نا ہیں۔ عمل کرنا ثواب ہے۔ ہور پڑھنا گڑھنا درکار نا ہیں۔ خاصہ مطلب عمل کرنا ہے۔ خداوند نے فرمایا ہے۔ اس آخری زمانے میں بغیر بندگی اتنے نیک عمال باجھ خلاصی نا ہیں۔ (جنم ساکھی بھائی بالا۔ صفحہ ۱۲۷)

۵۔ قرآن کتیب کمائیے۔ بھودئی ات تن لائیے۔
ہر سچ لوچن آن جلائیے۔ بن تیل دیوا الیوں بلے۔
کرچانن صاحب الیہیں سے۔
(ولایت والی جنم ساکھی۔ صفحہ ۱۶۹۔ جنم ساکھی بھائی بالا۔ صفحہ ۲۶۲)

گورو جی نے اس ارشاد کی خود ہی تشریح یوں کی ہے :۔
شیخ جی۔ قرآن جو کہتا ہے۔ اس پر عمل کرو اور خدا تعالیٰ سے ڈرو۔

ڈرتے ڈرتے صراطِ مستقیم پر چلو۔ قرآن شریف کے احکامات پر عمل کرو۔ اور خوف کی بتّی بناؤ۔ اور قرآن شریف پر جو عمل ہوگا۔ وہ اُس میں تیل ہوگا۔ یہ دیا بتّی ہوگا۔ اور خدائے تعالیٰ کا سچّا نام اُسے آگ کی مانند ہوگا۔ اس طرح جوت جگ اُٹھے گی اور چراغ روشن ہو جائے گا۔ پھر دل منوّر ہو جائے گا اور اِس طرح اس عالم کائنات کا مالک اُس کے دل کے اندر بس جائے گا۔ اُس کی نظر بہت وسیع ہو جائے گی۔ اس طرح بغیر تیل کے چراغ روشن ہو جائے گا۔ اور پھر اُسے اللہ تعالیٰ مل جائے گا۔

(جنم ساکھی بھائی بالا۔ چھوٹی۔ صفحہ ۲۷۵)

۶۔ جنم ساکھی بھائی بالا۔ صفحہ ۲۷۲ پر:۔

ترّیئے کُنڈاں بھالیا۔ ترّیئے سودھے بھید
توریت۔ انجیل زبور ترے پڑھ سن ڈٹھے وید۔
رہیا فرقان کیتبڑے۔ کَل جگ میں پروان

یعنی گورونانک جی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ہر طرف ڈھونڈا۔ اور بہت تحقیق سے کام لیا۔ میں نے توریت۔ انجیل اور زبور تینوں کتب کی چھان بین کی ہے۔ اور ویدوں کو بھی خوب پڑھا سُنا۔ اور دیکھا ہے۔ میری اس تمام تحقیق اور چھان بین کا نتیجہ یہی ہے کہ موجودہ زمانے کے لئے قرآن شریف ہی منظور شدہ کتاب ہے۔

٧۔ صاحب دا فرمایا لکھیا وچ قرآن
نال عبادت بندگی ہور عمل شیطان
(تواریخ گورو خالصہ۔ صفحہ ۲۰۶)

باب ۲۵

گورونانک جی کی دوسری شادی

ایک مسلمان عورت سے

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ گورونانک جی نے مسلمانوں سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ایک مسلمان عورت سے شادی بھی کی تھی۔ جس کا اصل نام بی بی خانم تھا۔ لیکن سکھ تاریخ میں اُسے ماتا مجھوت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ گورو جی کی اس شادی کا ذکر جنم ساکھیوں کے قلمی نسخوں میں موجود ہے۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ ست درب ماتا مجھوت بیوی۔ دوئے دھیان بھریاں وڈے گھر سے لگیاں پھیر جاں۔ تیسری واری پربھوت ہوئی۔ تاں چلانا کیتا۔ نال گورونانک جی بہت عاجزی کیتی کرتار اگے۔ پر کرتار بھانے دا صاحب کہے نہ منے۔ تاں گورونانک سی اُداس ہویا۔

(جنم ساکھی قلمی۔ صفحہ ۲۷۳ ورق)

اِس جنم ساکھی سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ گورو جی کی پہلی بیوی اور ان کے سسرال نے اِس شادی کو بہت ناپسند کیا۔ اُن کی یہ ناپسندیدگی فطری تقاضا تھا۔ جنم ساکھی قلمی ورق ۵۸ ۔۲۵۷۔

ایک ہندو ودوان مہتہ راد ھاکشن جی نے اس بارہ میں یہ حقیقت بیان کی ہے :-

بابانانک صاحب نے اپنی عمر کے آخری حصے میں ایک رنگھڑ (جو ذات کے مسلمان راجپوت ہوتے ہیں) کی لڑکی سے شادی کی۔ اور کوئی ہندو مسلمانوں کے ساتھ داد وستد ناطہ کی نہیں کرسکتا۔ جب تک وہ مسلمان نہ ہو۔ (نسخہ گرنتھی طوبیا۔ صفحہ ۱۶۰۱۷۔)

یہ بات ظاہر ہے کہ پورے برِاعظم پر مسلمان حکمران ہیں۔ تو ایسی صورت میں کوئی معزز مسلمان اپنی معزز دختر کو کسی ہندو لڑکے سے بیاہنے پر آمادہ ہو۔ پس گورونانک جی کی یہ شادی اِس امر کا بین ثبوت ہے۔ کہ گورونانک حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے۔ اس بنا پر حیات خاں منجھ نے اپنی لڑکی بی بی خانم کو آپ کے نکاح میں دے دیا تھا اور اُس کے بطن سے آپ کے ہاں جنم ساکھیوں کے بقول اولاد بھی ہوئی تھی۔ اگر موجودہ دور کے

سکھ وِدوان اِس شادی سے انکار کر رہے ہیں۔ تو وہ مجبور ہیں۔ کیونکہ دھرم گورو جی کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ جو شخص مسلمان عورت سے شادی کرے اُس کے اسلام میں شک نہیں ہو سکتا۔

(دیکھئے خالصہ دھرم شاستر۔ صفحہ ۲۲۵۔ تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۲۳۶۔ خالصہ ۶۱۔)

www.only1or3.com
www.onlyoneorthre

حصّہ دوم

سکھوں کا نظامِ سیاست

سکھوں نے اپنی حکومت قائم کرنے کے ۱۶۹۹ء سے لے کر ۱۸۰۱ء تک جس کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اس سے اُن کی ایسی درندگی اور بربریت کا مظاہرہ ہوتا ہے کہ اس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انسانیت اس کے تصور کی تاب نہ لاکر شرم کے مارے منہ چھپا لیتی ہے۔ بابا گورونانک جی برصغیر میں جس امن اور صلح کا پیغام لیکر آئے تھے۔ اس کے منافق پیروکاروں نے اُن کی تعلیمات کے برعکس اُن کی خواہشوں اور اُمنگوں پر پانی پھیر دیا۔ اور سکھوں کے اس نئے مذہب کو بدنام کر دیا۔ ہزاروں بےگناہ انسانوں کا خون بہایا گیا۔ معصوم بچوں۔ ناتوان عورتوں اور بے بس بوڑھوں تک کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا۔ ہزاروں بے کس شریف زادیوں کی عصمت دری کی گئی۔ ہزاروں اُن بچوں کو بھی نہ بخشا گیا۔ جو اس دنیا میں آنے سے قبل اپنی ماؤں کے پیٹ میں پناہ لئے بیٹھے تھے۔ اُن کی ماؤں کے پیٹ چاک کرکے اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ ہزاروں ماؤں کی گودیں

ویران کر دی گئیں۔ ہزاروں سہاگنوں کے سہاگ اُجاڑ دیئے گئے۔ ہزاروں بے گناہوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ اس بربریت کی انتہا دیکھئے کہ بے شمار قبروں کو کھود کر اُن کے مردے باہر نکال لئے گئے اور نذرِ آتش کر دیئے گئے ایک معمولی جانور یا گھوڑیوں کو حاصل کرنے کے لئے سینکڑوں انسان موت کے گھاٹ اُتار دیئے گئے۔ لاتعداد مکانات۔ دکانیں۔ باغات اور پیر خانے تباہ اور برباد کر دیئے گئے۔ یا جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیئے گئے۔ ہزاروں مساجد شہید کر دی گئیں۔ بہت سی مساجد میں سُور کا گوشت پھینکا گیا۔ اس سے بسنے والی کئی ریاستوں کو روند ڈالا گیا۔ حتیٰ کہ ظلم و ستم کی کت میں اپنوں اور بیگانوں میں امتیاز روا نہ رکھا گیا۔

دیکھئے۔ کہ سکھ مورخین اور مصنفین کے مطابق جس خالصہ راج کی بنیاد ۱۶۹۹ء میں رکھی گئی تھی اور جو بڑے بڑے لمبے عرصے کے قتل و غارت اور لوٹ مار کے بعد ۱۸۰۱ء میں ظہور میں آئی۔ اُس کا حشر مہاراجہ رنجیت سنگھ کی موت کے بعد جو ہوا۔ اُس کا ہولناک خاکہ اکالی تخت امرتسر کے سابق جتھیدار سنگھ صاحب گیانی پرتاب سنگھ جی نے یوں پیش کیا ہے:۔

"لاہور دربار سازشوں۔ بغاوتوں۔ معصوموں کے قتلوں۔ بُرچھا گردی۔ غداروں۔ خود غرضوں اور متمرد لوگوں کا اکھاڑہ بن گیا۔ آزادی کا کلپ برکھ جسے ست گوروں نے لگایا تھا اور جسے مسلوں (مسلمانوں) مہاراجہ رنجیت سنگھ اور بے شمار شہیدوں نے اپنے خون سے سینچا تھا۔ اُسے گھن لگ گیا۔ مرجھا گیا۔ اور خشک ہو کر گر پڑا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دس بارہ

سال بعد کی تاریخ پھوٹ۔ خانہ جنگی۔ سازشوں۔ غداریوں۔ تباہیوں اور بربادیوں کی دردناک کہانی ہے۔ جو رونگٹے کھڑے کر دیتی ہے اور آنکھوں میں خون کے آنسو بے آتی ہے"۔

(سکھ اتہاسک لیکچر۔ صفحہ ۲۷۲)

مہاراجہ دلیپ سنگھ نے ۲۰ر جون ۱۸۸۹ء کو روس پہنچ کر ایک چٹھی لکھی تھی۔ اُس کے جواب میں گیانی گیان سنگھ جی کے مطابق سکھ اکابرین نے وُہ مظالم گن گن کر بیان کئے تھے۔ جو سکھ راج نے لوگوں پر ڈھائے تھے۔ تم خود ہی انصاف سے دیکھو۔ کہ تمہاری حکومت میں رعایا کیسی سُکھی تھی جب ہر گاؤں میں تلوار کی دھار لہو سے بھری رہتی تھی۔ راہزن دن رات ڈاکے مارتے تھے اور لوگوں کو لوٹتے تھے۔ تعلیم کا یہ حال تھا کہ تعلیم کا نام لینے والے کو بھی سکھ گناہ گار سمجھتے تھے۔ اور مذہبی تعصب۔ جانبداری اور تکبّر کی آندھی کی دُھول آنکھوں سے کبھی بھی کم نہ ہوتی تھی۔ اسی لوٹ مار کا نام سکھّا شاہی اور بُرچہ گردی آج تک مشہور ہے۔ کیونکہ حکمران رعایا کا گھر اور سامان طاقت سے لوٹ لیتے تھے۔ سپاہی کھڑی فصل کو برباد کر دیتے تھے اور کسانوں کی کوئی بھی نہ سُنتا تھا۔ اگر کوئی مقابلہ کرتا تھا۔ تو دو ٹکڑے ہو جاتا تھا۔ غریب لوگوں کو بیگار میں دھر لیا جاتا تھا۔ اُنہیں مزدوری دینا تو درکنار روٹی بھی نہیں دی جاتی تھی۔ اگر کوئی مانگتا تھا۔ تو اُسے جوتے مارے جاتے تھے۔ چور اور ڈاکو معمولی معمولی تصور کے عوض لوگوں

کو قتل کر دیا کرتے تھے یا اُن کے بازو اور ٹانگیں کاٹ دیا کرتے تھے۔ عورتوں کی عصمت دری زبردستی کر دی جاتی تھی۔ متعدد عورتیں اغوا کر کے زبردستی گھروں میں ڈال دی جاتی تھیں۔

یہ چٹھی غیر سکھوں کی طرف سے نہیں ہے کہ یہ کہا جا سکے۔ کہ انہوں نے تعصب۔ بغض اور عناد کی وجہ سے سکھ مت پر غلط اور بے بنیاد الزام تراشے ہیں۔ بلکہ یہ مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ کے مطابق اُس زمانے کے دانشوروں اور اہل علم سکھ لیڈروں کے تاثرات ہیں۔ اور اُن میں ایسے لوگ اکثر موجود تھے۔ جنہوں نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی حکومت کا آخری دور۔ اُس کے بعد سکھ راج میں کیے گئے قتل و غارت اور کشت و خون اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا اور جن کی زندگی میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی بڑی بہو رانی اور کنول نونہال سنگھ جی کی حاملہ بیوی 'رانی پنجاب کور' کو زہر دیکر ہلاک کر دیا تھا اور جنہیں اس بات کا بھی بخوبی علم تھا کہ رانی جنداں کے بھائی جواہر سنگھ نے مہاراجہ شیر سنگھ کی بیوگان کی عصمت دری کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا تھا۔

ایک اور سکھ دانشور سردار سنتو کھ سنگھ جی کو بھی سن لیجئے :۔

پنتھ پرکاش کے مطابق ...... سکھ دنگا باز اور لٹیرے تھے انہوں نے گورو جی سے دنگا فساد ہی طلب کیا تھا (نیکی پر کوئی عمل نہ کیا) سکھوں نے مسلمانوں کے (جنہوں نے جاگیریں عطا کر کے انہیں مالا مال کر دیا تھا اور

خلوص کی وجہ سے ان گنت فیض پہنچائے تھے) بچّے قتل کئے۔ اُن کی بہو بیٹیوں کو جبراً پکڑا۔ سؤر مار مار کر کھلائے۔ اور امرت پلاکر اُن سے شادیاں کیں۔ ایک مکان میں متعدد مسلمان بند کر دیئے اور تیسرے دن دروازہ کھولنے پر آدھے مر چکے تھے۔ ایک کو زندہ جلا دیا۔ ایک اور کو نیزے پر لٹکا دیا۔ مساجد گرادیں اور اُن میں سؤر مارے۔ نماز اور اذان بند کر دی۔ (گورو جی کے کلمۃ الحق اور اسلامی تاثرات کے عوض میں حیران کن مظاہرے) جس پنتھ پرکاش میں متذکرہ بالا مذکورہ باتوں والے پنتھ پرکاش...... ایسے گرنتھ ربت ناموں میں تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اُسے ماننے والوں کا خدا ہی حافظ ہے۔ اگر کوئی منچلا شخص...... سکھوں کو مساجد مسمار کرتے اُن کے اندر سؤر مارتے ہوئے۔ مسلمانوں کے بچّے قتل کرتے ہُوئے۔ ان کی بہو بیٹیاں زبردستی پکڑ کر اُنہیں سُؤر کھلاتے ہوئے۔ امرت پلاکر شادیاں کرتے وقت۔ کسی کو نیزے پر پروتے ہوئے اور زندہ لوگوں کو جلاتے ہوئے ایسی تصاویر بناکر۔ ناقابل بیان اور ناقابل برداشت مظالم کی یاد تازہ کرا دے۔ تو کیا کہا جائے گا۔

(دیکھئے جیون پربتی۔ چنڈی گڑھ جون ۱۹۷۵ء۔ صفحہ ۲)

سکھ ودوانوں نے سکھ حکومت کے خاتمہ پر نوحہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی موت کے بعد قوم غدار۔ منافق۔ طمع اور قوم

فروش لوگوں کے ہاتھ آگئی اور اُنہوں نے اس حکومت کو جس کی تعمیر میں سینکڑوں شہیدوں نے اپنی جان کی بازی لگائی تھی۔ اپنوں کی منافقانہ چالوں اور دھوکوں سے صرف دس سال کے ہی تھوڑے عرصے میں ہی ختم کر دیا اور ۱۸۴۹ء میں قوم (یعنی سکھ حکومت) ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی۔

(۱۔ ڈانگی سورما۔ صفحہ ۲۰)

رسالہ سکھ دھرم امرتسر۔ فروری ۱۹۶۳ء کی رائے بھی ملاحظہ ہو۔

"ہاں پنجاب کا شیر چل بسا۔ سکھ قوم کا سورج غروب ہو گیا۔ ہمیشہ کے لئے۔ اس عظیم سلطنت پر وہ رات آئی۔ جس کے بعد کبھی دن نہ چڑھا اور نہ چڑھے گا۔"

ایک عظیم مبلّغ اعظم جنہوں نے سکھوں پر تیس سال تک اتمام حجت کیا۔ سکھوں کا دورِ حکومت پچاس برس کے اندر اندر شروع ہُوا۔ اور ختم بھی ہو گیا...... آخر مظلوموں کی فریاد جناب الٰہی میں سنی گئی۔ اور اس جالوت (رنگا ہے) اور اُس کے حامیوں پر منعمِ حقیقی کا غضب بھڑکا۔ اور اُس نے عنانِ حکومت ہمیشہ کے لئے ہر ایک زمان و مکان سے اُن (نالائق لوگوں) کے ہاتھ سے چھین لی۔ (س۔ ر)

سکھ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ چار گوروؤں کے بعد جو کشت و خون شروع ہُوا تھا۔ لاتعداد اموات اور اُن عصمت دریوں کے بعد۔

ان گنت عورتوں کے پیٹ چاک کرنے کے ڈیڑھ سو سال کے قیامت خیزی کا دَور ابھی ختم ہونے کو نہیں آیا تھا کہ اِس صدی کے 'بندہ سنگھ' یعنی ماسٹر تارا سنگھ جی کے دل نے پکار کر یہ کہنا شروع کیا کہ "سکھ خود کو اسلامی فرقہ قرار دیں۔ سکھ اور مسلمان مل کر ایشیا میں استحکام پیدا کر سکتے ہیں۔"

گورو جی کا قول کس قدر قیمتی تھا۔ کدھر بندہ سنگھ کا کشت و خون۔ کدھر رنجیت سنگھ کا خونی دور اور کدھر ماسٹر تارا سنگھ کے دس، کھ السانوں کا خون...... ہاں گورونانک جی کا قول کس قدر درست ہے کہ

مسلمان موم دل ہوئے۔ انتر کی میل دل تے دھوئے
دنیا رنگ نہ آوے نیڑے۔ جیوں کسم پاٹ گھیو پاک ہرا۔

(ترجمہ) مسلمان نرم دل ہوتا ہے اور اپنے دل سے اُس نے ہر قسم کی غلاظت نکال دی ہوتی ہے۔ دنیا کی سلونی اُس کے قریب بھی نہیں آتی۔ وہ پھول اور ریشم کی مانند ہوتا ہے۔ اس تباہی اور بربادی کی ذمہ داری اسلام کے سر ہے۔ نہ گورونانک جی کے سر۔

یہ ذمہ داری ملک گیر بادشاہوں۔ باغیوں اور سرکشوں کے ذمہ ہے۔ یہ جانی اور مالی نقصان دونوں قوموں کا اس لئے ہوا کہ دنیا طلبی اور ہوس گیری کی وجہ سے ہوا۔ ہر شخص اپنے کو حق کا پرستار سمجھتا تھا۔ چنانچہ سکھ قوم کے بعض افراد نے انگریزوں کے فساد کا آلہ کار بن کر ہندوؤں کے ورغلانے میں آکر اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے امرتسر جیسے مقدس شہر میں سکھ قوم نے مسلمانوں کی دل آزاری کے لئے مسلمان حکمرانوں

اور مسلمانوں کے ظلم کی جھوٹی کہانی۔ ایسے بے جا اور دل آزار مناظر کی نمائش قائم کی ہے۔ جس کو خود سکھ قوم کے صاحب سمجھدار اور راستباز اصحاب بھی اس کی دل سے مذمت کرتے ہیں۔

دوسری جانب مسلمانوں پر سکھوں کے مظالم اور بربریت کے حالات پڑھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انسانیت مارے شرم کے پانی پانی ہو جاتی ہے۔ یہ فرضی قصے ہندوستانی میں فرقہ وارانہ فسادات کی اصل جڑ ہیں۔ یہ وہ تاریخ ہے۔ جو انگریز حکمرانوں نے تیار کروائی۔ اور جس سے مفاد پرست طبقے نے فائدہ اٹھایا۔ یہی بات ایک سکھ دودان سردار دلیپ سنگھ نے فرمایا ہے کہ:-

"میں ضرور کہوں گا۔ کہ فرقہ وارانہ جذبات ابھارنے میں بہت حد تک انگریز ذمہ دار ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آج ضرورت باہمی عداوت اور بغض کو دور کرنے کی ہے۔ انہیں مزید پیچیدہ بنانے کی نہیں"۔

(رسالہ پریت لڑی۔ مارچ ۱۹۶۵ء)

پنڈت جوال سنگھ کے مطابق سکھوں میں رائج شدہ تاریخ انگریزوں کی تیار کردہ ہے اور یہ پھوٹ پیدا کرنے کا موجب بن رہی ہے۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ:-

"سکھ تاریخ پھوٹ پھیلانے کا موجب ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے کارندوں اور سب سے بڑی سکھ سرداروں نے وقت کی سیاسی ضروریات

کے مطابق سکھ تاریخ تیار کرائی۔ جو سکھوں میں رائج ہو گئی۔ ان پڑھ سکھوں
نے ان کتابوں کو مستند دھارمک اتہاس تسلیم کر لیا۔
(سکھ اتہاس دانشت کویں ہویا۔ صفحہ ۴۲)

پریت لڑی کے ایڈیٹر سردار گوربخش سنگھ فرماتے ہیں :-
جس عجائب گھر کا ذکر اس میں کیا گیا ہے۔ وُہ میں نے ایک دفعہ دیکھا
تھا۔ میرا دل نڈھال ہو گیا تھا۔ اور دوسری مرتبہ دیکھنے کا حوصلہ نہیں کر
سکا۔ انسانیت کا ایک فقیر ہونے کی وجہ سے میں ہر فرقہ کی کمزوریاں
کو اپنے عالمگیر کمزوریاں ہی تصور کرتا ہوں۔ اُن کی یادگار بنانا۔ اس لئے مجھے
اپنے ہی کنبہ کی تذلیل کرنا محسوس ہوتا ہے۔ یادگاریں کنبہ کی خوبیوں ہی
کو بتانا چاہتا ہوں۔ (پریت لڑی۔ جنوری ۱۹۶۵ء)

گورو گوبند سنگھ

گورو نانک جی کے بعد دسویں گورو گوبند سنگھ نے تیسرے مذہب
کی بنیاد رکھی۔ اس مذہب کا نام خالصہ تھا۔ اس مذہب کا مقصد
بھائی نندلال کے قول کے مطابق یہ ہے کہ اس کا خالص سیاست سے

تعلق ہے۔ کیونکہ اُس شخص کو خالصہ قرار دیا گیا ہے۔ جو مسلح ہو۔ گھوڑے کی سواری کا ماہر اور جنگ کرنے کے لئے ہمیشہ تیار ہو۔

سکھ محققین کو اقرار ہے کہ گورو گوبند سنگھ کا مشن بالغب العین یہ ہے کہ بھارت سے مسلمانوں کے اقتدار کا خاتمہ کر کے سکھوں کو راج دینا تھا۔ جو اُن کی زندگی میں پورا نہ ہو سکا البتہ وہ ایسی تعلیم ضرور چھوڑ گئے۔ جس پر عمل کر کے سکھوں نے آخر پنجاب میں اپنا اقتدار قائم کر لیا۔

گورو جی کی تعلیم یہ تھی کہ نامداری فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے نت نیم میں ایک بانی "اگر ونتی" کے نام سے درج ہے۔ یہ بانی اُن کے ہاں روزمرہ کی عبادت میں باقاعدگی سے پڑھی جاتی ہے۔

دیگر باتوں کے علاوہ اگر ونتی میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ گورو گوبند سنگھ کے حکم کے مطابق گائے کا گوشت کھانے والے مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے۔ اس حصہ کا ترجمہ یہ ہے کہ گورو گوبند سنگھ نے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ مسلمانوں کو غارت کر کے ذبیحہ گائے کو بند کیا جائے اور مسلمانوں کو ملیا میٹ کر کے اُجالا کیا جاوے۔ اور فتح کے گیت گائے جائیں۔ (اگر ونتی کی وارث۔ نامدھاری نت نیم۔ صفحہ ۲۹۰)

اگر ونتی وار کے پانچویں چھند میں جو درج ہے۔ اُس کا ترجمہ بھی سن لیجئے :۔

(ترجمہ) سارے ہندوستان سے دُشٹ ترکوں (مسلمانوں) کو

ختم کرکے دھرم کا جھنڈا جھلا دو۔ دونوں پنتھوں (ہندو دھرم اور اسلام) میں کپٹ کی دویا چل پڑی ہے۔ اس لئے ہم نے تیسرا پنتھ پردھان کیا ہے ان دونوں دھرموں اسلام اور ہندو دھرم کو چھوڑ کر سکھ دھرم اپناؤ۔ اس تعلیم کا ایک اور حصہ بھی ملاحظہ ہو۔

[مڑھی گور دیول مسیتاں کرانگ   تو ہی ایک اکال ہر ہر جپانگ
مٹے وید شاستر۔ اٹھارہ پرانگ   مٹے بانگ صلوٰۃ سنت قرانگ]

(اگر وتی کی وار نامہ دھاری نت نیم صفحہ ۲۸۹)

بھائی گورداس کا بیان ہے کہ سکھوں نے جب زور پکڑا۔ تو انہوں نے گورو گوبند سنگھ جی کے حکم پر عمل کرتے ہوئے بے شمار مساجد کو مسمار کر دیا اور قرآن کریم کے ان گنت نسخے نذر آتش کر دیئے۔ چنانچہ ایک اور وار کے متعلق ان کا بیان ہے۔ اس وار کا ترجمہ یہ ہے:۔

گورو گوبند سنگھ جی کے خالصہ جی نے اپنے رسم بادشاہی کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں کو خوفزدہ کر دیا ہے اور متعدد مساجد شہید کر دیں۔ قبریں اکھاڑ دیں۔ مسلمانوں کو اذانیں دینے۔ نماز پڑھنے سے روک دیا۔ اور انہیں ذکر الٰہی کرنے کی بھی اجازت نہ دی اور جبر کا یہ عالم تھا کہ ان دنوں کوئی کلمہ طیبہ بھی نہیں پڑھ سکتا تھا۔ گیانی گیان سنگھ جی نے بیان دیا کہ ایک وقت ایسا بھی آیا۔ جب کہ سکھ لوگ مسلمانوں کو پکڑ کر کھا جایا کرتے تھے۔ جیسا کہ ان کا فرمان ہے کہ:۔

سکھن کے کر ترک جو آویں۔ کاٹ تلیں بھرے کر کھاویں۔

(پنتھ پرکاش۔ چھاپہ چہارم۔ صفحہ ۳۲۸)

یعنی جو مسلمان سکھوں کے ہاتھ لگ جاتے تھے۔ وہ اُنہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا جایا کرتے تھے۔

بندہ سنگھ کا دور

حیدرآباد دکن کے ضلع ناندیڑ میں ایک سادھو مادھو داس رہتا تھا۔ گورو گوبند جی ناگپور اکولہ۔ مرڈوتی۔ ہنگولی سے گزرتے ہوئے ناندیڑ پہنچ گئے۔ تو وہاں ایک سادھو مادھو داس سے ملاقات ہوئی۔ وہ آخر گورو جی کا مُرید ہو گیا۔ مادھو داس نہایت جو شیلا اور دلیر تھا۔ اُس کو اپنی ایک تلوار اور پانچ تیر عطا کئے اور یہ خدمت سپرد کی۔ کہ وہ ملک پنجاب میں جا کر دونوں معصوم بچوں کا انتقام لے۔ (صوبہ سرہند میں جا کر) اور اُن کی اچھی طرح سے بیخ کنی کر کے خالصہ کے اقبال اور عروج کو ترقی دے۔ اس خدمت کے اقرار کے بعد گورو جی نے اُسے بندہ سنگھ کہا۔

گورو گوبند سنگھ نے بندہ سنگھ کے ساتھ ہو کر دشمنوں کے پامال کرنے کے لئے جدا جدا احکام لکھ بھیجے۔ چنانچہ بندہ سنگھ نے پنجاب پہنچ کر کل سکھوں کو ہمراہ لیکر صوبہ سرہند میں بہت کچھ کیا۔

گیانی گیان سنگھ یوں بیان کرتے ہیں کہ جب بھی سکھوں نے طاقت پکڑی۔ اور انہیں موقع ملا۔ تو انہوں نے یہ کارنامے سرانجام دیئے۔

بانگ نمازاں نہ کوئی کرنے پائے۔ ڈھانے مسیتاں کرے صفائی۔
.... تے جیتے ۔ بندے نے گردائے تیتے ۔

(پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر صفحہ ۳۱۱)

یہ بھی لکھا ہے کہ :-

سب مسجداں گردائے ۔ دینی پیر دئے جار
نہ بانگ نہ نماز ہوون ۔ دیت کسبوں ٹھائے ۔

(پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر۔ صفحہ ۳۲۲)

سردار کرم سنگھ ہسٹورین نے اس بارہ میں یوں بیان کیا ہے کہ مساجد مسمار کر دی گئیں۔ مقبرے گرا دیے گئے اور دفن شدہ مُردے قبروں سے نکال کر جلائے گئے۔ مسلمانوں کو زبردستی سکھ بنایا گیا۔

(دی استہاک کھوج۔ صفحہ ۸۷)

بندے سنگھ کے حملے اور لوٹ مار

سکھ تاریخ شاہد ہے کہ سکھوں کو جب بھی موقعہ ملا۔ انہوں نے مختلف

دیہات پر چھاپے مار مار کر مسلمانوں کا بے تحاشا کشت و خون کیا۔ حتیٰ کہ ایک ایک دن میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان عورتوں۔ مردوں۔ بچوں اور بوڑھوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔ چنانچہ مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی نے سامانہ پر سکھوں کے حملے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔ اشعار پنجابی کے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ سکھوں نے سامانہ پر حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور بے شمار مسلمان عورتوں۔ بچوں اور جوانوں کو قتل کر ڈالا۔ یہاں تک کہ حاملہ عورتوں کے پیٹ چیر چیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے اور بے شمار عورتوں کی عصمت دری کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔

(پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر۔ صفحہ ۲۵۹)

شہر سامانہ کا حشر

ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی نے سامانہ کا حشر مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے :۔

۲۶ر دسمبر ۱۷۰۹ء کی صبح کو بندہ سنگھ اور اس کے خالصہ دل بادل کی طرح شہر پر ٹوٹ پڑے اور رات پڑنے سے قبل اس کے اونچے محلات اور عمارتیں ملبہ کے ڈھیر بن گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے دس

ہزاروں آدمی اس مار دھاڑ کا شکار ہوئے۔ بہت سا سامان سکھوں کے ہاتھ آیا۔

سرہند کا حشر

سرہند پر جو گزری۔ اُس کا ذکر گیانی گیان سنگھ جی نے اشعار میں جو کیا ہے۔ اُس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ کوئی عورت بچہ باقی نہ چھوڑا گیا۔ یہاں تک کہ حاملہ عورتوں کے شکم چاک کروا کر اُن کے بچے نکال نکال کر قتل کروا دیئے۔

سرہند کی حاملہ عورتوں کے شکم چاک

بندے نے پہلے تو اُن مسلمانوں کو جو لوٹ کے وقت پکڑ کر جگہ جگہ قید کئے گئے تھے۔ ایک ایک کو نکلوا کر بھیڑ بکریوں کی طرح مروانا شروع کیا۔ نہ کوئی عورت۔ نہ کوئی بچہ اور نہ جوان اور نہ بڈھا چھوڑا۔ جو سامنے آئے۔ سب قتل کر دیئے جاتے۔ یہاں تک کہ حاملہ عورتوں کے شکم چاک کروا کر اُن کے بچے نکلوا کر مروا دیتے۔

(جیون برتانت بابا بندہ بہادر۔ صفحہ ۳۰)

مشہور سکھ ورد وان ست بیر سنگھ ایم۔ اے نے سرہند پر جو گذری یوں بیان کیا ہے کہ :۔

سرہند میں ایک بھی کوئی جاندار ایسا نہ تھا۔ جسے جان سے نہ مار دیا گیا ہو۔ لُوٹا یا زخمی نہ کیا گیا ہو۔ سرہند کی فی الحقیقت   ٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ جانداروں میں تو چرند پرند بھی شامل ہیں۔ گویا انسانوں کے ساتھ پرندوں کی بھی گت بنا دی گئی۔

سرہند کی عورتوں نے اپنی عصمت پر داغ لگنے نہ دیا

اس قتل و غارت میں پانچ ہزار آدمی اور اتنی ہی عورتیں اس دنیا سے کوچ کر گئیں۔ بڑے بڑے معزز خاندانوں کی عورتوں نے جب کسی طرح بھی اپنا بچاؤ نہ دیکھا۔ تو مکانوں سے گر کر اور کنوؤں میں کود کر اپنی زندگیاں ختم کر دیں اور اپنی عصمت کی سفید چادر پر داغ نہ لگنے دیا۔ آنکھ جھپکنے میں تمام شہر لاشوں سے بھر گیا۔ سرسبز شہر شام سے پہلے پہلے کھنڈرات کی شکل اختیار کر گیا۔ اور ایسا گرا۔ کہ آج تک اس کی حالت ویسی نہ ہو سکی۔ "سکھوں نے راج کیوں لیا" صفحہ ۱۹۲

سرہند کے متعلق ایک سکھ ودوان کی رائے یہ ہے کہ سرہند ہندوستان
کا سریا شہر بارہ مربع میل میں واقع تھا۔ خالصہ نے اس کی اینٹ سے
اینٹ بجادی۔ گرائے گئے مکانات کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں۔
مسلمان بادشاہ اس شہر کو ہندوستان کا دروازہ کہتے تھے۔
(دیکھو کتاب۔ سکھاں نے راج کیویں لیا۔ صفحہ ۱۶۲)

سرہند کی گلی گلی سرخ کردی جائے گی

سردار پیارا سنگھ جی داتا کے بقول سرہند پر حملہ کرنے سے قبل بندہ سنگھ
نے ایک اعلان کیا تھا۔ جو یوں تھا کہ:۔ سرہند کا گورنر وزیر خاں جس
نے رسم گوروجی کے معصوم بچّوں کو زندہ دیواروں میں چنوادیا تھا اور
ہزاروں لوگوں کو مذہب کے نام پر قتل کیا تھا۔ اس سے خون کا بدلہ
خون سے لیا جائے گا۔ سرہند شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے
گی۔ قاتلوں اور اُن کے مددگاروں کو قتل کیا جائے گا۔ سارے شہر میں
لوٹ مار ہوگی۔ وزیر خاں نے معصوم بچوں کے خون سے سرہند کی
کچہری میں ہولی کھیلی تھی۔ آج اس کے بدلے میں سرہند کی گلی گلی سرخ
کردی جائے گی۔

(سکھ شہید صفحہ ۵۷)

سُچّانند دیوان سرہند

۲۴ مئی ۱۷۱۰ء کو خالصہ فوجیں سرہند میں داخل ہوئیں۔ شہر میں سکھ فوجوں نے قتلِ عام شروع کر دیا۔ لوگ خوف زدہ اور ہراساں ہو کر شہر سے باہر بھاگ گئے۔ چار دن سرہند کو بُری طرح لوٹا گیا اور برباد کیا گیا۔ حکومت کے پرزوں کو چُن چُن کر مارا گیا۔ ان مقتولوں میں سرہند کا دیوان سُچّانند بھی تھا۔ جس نے صاحب زادوں کے قتل میں بڑی دلچسپی لی تھی۔ اُس کی شاندار حویلی مسمار کر کے زمین کے ساتھ ملا دی گئی۔

(سکھ شہید۔ صفحہ ۶۷)

مالیر کوٹلہ پر بندہ سنگھ کا حملہ

سکھوں کو افغان سردار بھیکھن خاں کی اس کاروائی پر بڑا غصہ آیا۔ اُس نے ان کے راستے میں سرہند کو لوٹنے میں روک پیدا کی تھی۔ اُنہوں نے اُسے سزا دینے کی ٹھان لی اور اچانک مالیر کوٹلہ کی طرف چل دیے۔ اُس وقت شہر کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا۔ شہر وہاں سے تیس میل دُور تھا۔ مگر سکھ صرف ایک دن میں یہ سارا فاصلے

کرکے وہاں کے لوگوں پر اچانک ٹوٹ پڑے۔ شہر کا اسی وقت محاصرہ ہو گیا اور چاروں طرف ناکہ بندی ہو گئی۔ ارد گرد کے دیہات جلا کر راکھ کر دیئے گئے اور علاقہ خوب لوٹا گیا۔ قلعہ والوں نے جلد شکست تسلیم کر لی اور شہر سکھوں نے جی بھر کر لوٹا۔

(سکھ اتہاس۔ صفحہ ۱۲۹)

سہارن پور کی حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے

سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے یوں ذکر کیا ہے کہ:۔

سکھ جب سہارنپور میں داخل ہوئے تو بغیر گولی چلائے شہر پر قبضہ کر لیا۔ شہر کے اُمراء نے تھوڑا سا مقابلہ کیا۔ مگر اِس طرح اُن کا کیا بن سکتا تھا۔ سارا شہر لوٹا گیا اور جلا دیا گیا۔ ایک سرے سے قتل و غارت شروع ہو گئی اور ہزاروں لوگ اپنا مال بچانے کی بے معنی کوشش میں اپنی جانیں کھو بیٹھے۔ یہ شہر ابتداء ہی سے عالموں اور فاضلوں کا مرکز رہا ہے۔ اِس لئے یہاں مسلمانوں کا بہت زور تھا۔ لیکن اُن کا بھی دبی

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

حشر ہُوا۔ جو کہ سرہند کے باشندوں کا ہُوا تھا۔

(جیون برتانت بابا بندہ بہادر۔) صفحہ ۵۰۔

سرہند کا قتلِ عام:۔ یاد رہے کہ سرہند میں مسلمانوں کے بچے۔ بوڑھے اور جوان موت کے گھاٹ اتارے گئے تھے اور سہارنپور میں بھی ایسا ہی قتلِ عام ہوا تھا۔ نیز یہاں بھی حاملہ عورتوں کے شکم چاک کر کے اُن کے بچوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا تھا۔ سہارن پور میں سکھوں کے حملے کی وجہ یہ تھی۔ کہ مسلمان وہاں گائیوں کو ذبح کیا کرتے تھے اور یہ بات سکھوں کو بہت ناگوار تھی۔

(جیون برتانت بابا بندہ بہادر۔ صفحہ ۱۷۰،۱۷۵)

سردار کرم سنگھ ہسٹورین نے ایک اور مقام پر یوں ذکر کیا ہے کہ:۔
شہر سہارنپور کو دل کھول کر لوٹا گیا۔ مکان جلائے گئے اور قتلِ عام کیا گیا۔ ایسا کہ کئی سال تک اُس شہر نے ہوش نہ سنبھالا۔۔۔۔۔۔
سہارن پور سے اس لئے عداوت تھی کہ یہ اسلام کے پابند مسلمانوں کا شہر تھا۔

(سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج۔ صفحہ ۱۰۴)

تازہ بیگ خاں کو بھون کر مارا گیا۔

کرم سنگھ ہسٹورین کا یہ بیان ہے کہ تازہ بیگ خاں سے بہت بے رحمی کا سلوک کیا گیا۔ اس کے جسم کے ارد گرد روئی لپیٹ دی گئی۔ اور پھر اُسے تیل سے تر کر کے آگ لگا دی گئی اور خاص توجہ سے بھون کر مار دیا گیا۔

(سردار کرم سنگھ ہسٹورین۔ دی اتباسک کھوج۔ صفحہ ۱۱۷)

یہاں تک کہ دفن شدہ مسلمان بزرگوں کی قبریں کھود کر اُن کی ہڈیاں نکال گئیں اور اُنہیں جلا دیا گیا۔

(گور پرتاب سورج این-۲- الشعر ۸۰۹)

پس یہ حقیقت خود سکھ مصنفین کو مسلم ہے کہ سکھوں نے مختلف شہر اور دیہات اور قصبوں میں چھاپے مار کر بے شمار عورتوں اور بچوں بڈھوں اور نوجوانوں کو خون میں نہلایا۔ سکھوں کی بربریت کا یہ عالم تھا کہ نماز میں مصروف اور خدائے تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز مسلمانوں کو بھی نہ چھوڑا گیا۔ اُن کی تکہ بوٹی کی گئی۔ جیسا کہ مشہور مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی فرماتے ہیں۔ وضو۔ استنجا کرنے والوں تک کو نہ چھوڑا گیا۔ اُن

کو موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ اُن کا بیان پنجابی اشعار میں دیا گیا تھا۔ جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

سکھوں نے حملہ کیا۔ تو نمازیں پڑھتے۔ وضو کرتے۔ بلکہ پیشاب یا خانہ کے لئے بیٹھے ہوئے مسلمانوں کو آزار بند باندھنے کی بھی مہلت نہ ملی اور سکھوں نے اُنہیں موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ یہ حشر برپا دیکھ کر لوگ توبہ توبہ پکار اُٹھے۔

(پنتھ پرکاش۔ چھاپہ تیجر۔ صفحہ ۲۱۴)

شہر بٹالہ۔ ضلع گورداسپور پر بندہ سنگھ کا حملہ

اب باری آئی بٹالہ کی...... شمشیر خاں کے وقت (گورنر پنجاب) اُس کی رونق بہت بڑھ گئی اور بندہ کے وقت یہ شہر پورے جوبن پر تھا........ اس میں بڑی بڑی عالیشان حویلیاں اور خوبصورت مکانات اور باغات تھے۔ سب سے بڑی حویلی قاضیوں کی تھی..... شہر کی زیادہ آبادی اچلی دروازہ کی طرف تھی اور یہاں ہی مسلمانوں کے محلّے ہونے کی وجہ سے....... بڑا بھاری قصاب خانہ تھا۔ جہاں روزانہ کئی گائیں ذبح کی جاتی تھیں۔ شہر کے درمیان ایک پختہ قلعہ تھا۔ جس میں فوجدار کی فوج رہتی تھی۔ جو وقتاً فوقتاً شہر کو دفاع

کرتی تھی۔ (جیون برتانت۔ بابا بندہ بہادر۔ صفحہ۔ ۱۶۸۔ ۱۶۷)

سردار کرم سنگھ ہسٹورین لکھتے ہیں کہ بندہ نے کلانور سے چل کر اچل (ایک گاؤں اور تالاب ہے جو بٹالہ سے صرف تین کوس کے فاصلے پر واقع ہے) ڈیرے ڈالے اور دوسرے دن صبح کے وقت بٹالہ کی طرف بڑھا......... بندہ نے شہر کے دروازے توڑنے کا حکم دیا۔ جو اُس وقت بادام کے چھلکے کی طرح توڑ دیئے گئے۔ بس پھر کیا تھا۔ سکھ شہر کے اندر داخل ہو گئے اور آتے ہی قاضی عبدالحق کا محلہ لوٹنا شروع کر دیا۔ یہ قاضیوں کا محلہ بہت مالدار تھا۔ سب کا سب لوٹ لیا گیا اور قاضیوں کی حویلی کو آگ لگا دی گئی۔ محمد فاضل کا مدرسہ اور دیگر کئی حویلیاں جلا کر خاک کر دی گئیں اور سب کے سب قصاب ایک ایک کر کے قتل کر دیئے گئے۔ کلانور اور بٹالہ کو ایسا لوٹا۔ کہ یہ شہر ویران ہو گئے........ ایک مرتبہ پھر سکھوں کا بول بالا ہو گیا۔

(جیون برتانت بابا بندہ بہادر۔ صفحہ - ۱۶۹)

سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین کے مطابق بٹالہ میں اُس وقت کے شیخ السند جن کا اصل نام شیخ احمد تھا۔ سکھوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے تھے۔

(جیون برتانت بابا بندہ بہادر۔ صفحہ ۱۷۰)

اور محمد فاضل قادری اپنے فقیروں کو ساتھ لے کر بٹالہ سے بھاگ گیا تھا اور اس طرح اُس نے اپنی جان بچائی تھی۔

(جیون برتانت۔ بابا بندہ بہادر۔ صفحہ ۱۶۹)

یعنی ان دنوں مار دھاڑ کرنے والے سکھ۔ علما اور فقرا میں بھی کوئی امتیاز نہ کرتے تھے اور تعلیمی اداروں کو اپنی بربریت کا نشانہ بناتے تھے۔

امبیٹھ کے شیخ ابو المعالی پر دینی دشمنی کی وجہ سے حملہ کیا

اس قصبے کی اینٹ سے اینٹ محض اس وجہ سے بجا دی گئی کہ وہاں ایک مسلمان بزرگ حضرت شیخ ابو المعالی کا قائم کردہ دینی ادارہ تھا۔ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ امبیٹھے سے سکھوں کو اس لئے نفرت تھی کہ یہ مشہور شیخ ابو المعالی کے قائم کردہ دینی آشرم کا مرکز تھا۔

(سردار کرم سنگھ۔ دی اتہاسک کھوج۔ صفحہ ۱۰۷)

سادھورہ بدھو شاہ کی حویلی میں پناہ دیکر قتل کیا

بندہ سنگھ نے اعلان کیا کہ جو لوگ سید بدھو شاہ کی حویلی میں چلے جائیں

گئے۔ وہ محفوظ رہیں (دھوکہ باز) اس اعلان کی بنا پر شہر کے بہت سے معززین نے اس حویلی میں پناہ لے لی۔ بعد کو بندہ سنگھ نے اُن سب کو حویلی کے اندر قتل کروا دیا۔ اس قتل و غارت کی وجہ سے اس حویلی کو سکھ تاریخ میں قتل گڑھی (کیا جوانمردی کا مظاہرہ کیا) کے نام سے موسوم کیا گیا ہے سردار کرم سنگھ جی نے اس حویلی میں قتل ہونے والے معزز مسلمانوں کی تعداد ۵۰۰ بتائی ہے۔

(تواریخ گورو خالصہ اُردو۔ حصہ دوئم۔ صفحہ ۱۸۸)

ساڈھورہ کے یحییٰ عثمان خاں کو درخت سے لٹکا کر مارا

اور اطعمہ زاغ و زغن بنا دیا

سکھ محققین اور مصنفین کے نزدیک گورنر سرہند کو بھی سکھوں نے درخت سے زندہ لٹکا دیا تھا۔ تاکہ اُس کے گوشت کو پرندے نوچ نوچ کر کھائیں۔

(تواریخ گورو خالصہ اُردو حصہ دوئم۔ صفحہ ۳۱۵)

بندہ سنگھ کے اس بے پناہ کشت و خون کے پیش نظر ایک بھاتی دووان نے بیان کیا کہ:۔

اگر بندہ بہادر روزانہ پچاس ساٹھ مسلمانوں کو قتل نہ کرتا۔ تو پانی

تک نہ پیتا تھا۔ بندہ بہادر مسلمانوں کو پکڑ وا پکڑ وا کر بھیڑ اور بکریوں کی طرح قتل کروانے لگا......... سکھوں نے گنگا کے کناروں کا کوئی گاؤں لوٹ کھسوٹ سے خالی نہ چھوڑا۔

مشہور ہے کہ جہاں تک بندے کی نظر میں مسلمان آتا۔ کوئی زندہ نہ چھوڑا جاتا اور ہر روز اُس نے یہ معمول بنا رکھا تھا۔ کہ جب تک پچاس ساٹھ مسلمان قتل نہ کئے جائیں۔ وہ پانی تک نہ پیتا تھا۔

(بندہ بہادر مصنّفہ رام چند مال۔ کٹاہل۔ صفحہ ۲۹)

نانوتہ پر بندہ سنگھ کا حملہ۔ تین سو شیخ زادے قتل کئے۔

نانوتہ میں شیخ محمد افضل صاحب رہتے تھے۔ سکھوں نے ان کے مکان کے صحن میں تین سو شیخ زادے بیک وقت موت کے گھاٹ اُتار دیئے تھے۔ (سکھ اتہاس حصہ دوم۔ صفحہ ۵۰)

بندہ سنگھ نے دریائے راوی سے پار ہو کر گوجرانوالہ۔ وزیرآباد۔ سیالکوٹ وغیرہ کے ارد گرد جتنے گاؤں تھے۔ سب میں لوٹ مار شروع کر دی۔ مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر انہی پر وحشیانہ ظلم کئے......... اس کے بعد ملک وڑپ۔ دھنی گھیپ اور پوٹھوہار وغیرہ میں تین ماہ تک لگاتار دورہ کر کے لوٹ مار کا بازار گرم رکھا اور مسلمانوں پر گویا اُن

دلوں قیامت برپا کردی۔ الغرض دریائے اٹک تک پہنچ گیا۔

(بندہ بہادر۔ صفحہ ۷۲-۷۱)

بندہ بہادر کی اس بربریت کے پیشِ نظر سردار نرنجن سنگھ جی (برادر ماسٹر تارا سنگھ صاحب) نے لکھا ہے کہ سکھ پر اگر کوئی سیاہ دھبہ ہے۔ تو وہ بابا بندہ کے زمانے کی بربریت ہے۔

(رسالہ لزیاں قیمتاں۔ نومبر ۱۹۴۶ء)

مسٹر کرم سنگھ ہسٹورین نے اُس زمانے کی بربریت کی ایک مثال ایسی پیش کی۔ جس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ:۔

"حاکم سرہند گھوڑے پر سوار ہونے کے لئے مسلمان کے سر کو رکھ کر پھر رکاب پر پاؤں رکھتا تھا۔ سرہند کے حاکم باز سنگھ نے یہ طریق اختیار کر رکھا تھا کہ جب بھی وہ گھوڑے پر سوار ہوتا۔ تو ایک مسلمان کے سر پر اپنا قدم رکھ کر پھر رکاب میں پاؤں ڈالتا تھا۔ اس کے لئے ہر مرتبہ ایک مسلمان کا سر قلم کرنا پڑتا تھا۔ کرنال سے لاہور تک خالصہ کا زور بڑھ گیا تھا۔ کسی ایک جگہ بھی اذان کی آواز سنائی نہ دیتی تھی ...... جب موقع ملتا۔ سکھوں کا جتھا جنگلوں اور بیلوں سے نکل کر آتا اور شاہی خزانہ لوٹ لیا جاتا اور بیوپاریوں کے قافلوں سے بھی

رالگی وصول کرلی جاتی۔

(سردار کرم سنگھ۔ ہسٹورین۔ دی اتہاسک کھوج۔ صفحہ ۸۷)

بندہ سنگھ کے زمانہ میں روزانہ ہزاروں مسلمان امرت چھک چھک کر سکھ بنتے تھے۔ ان دنوں مسلمان مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی جبراً سکھ دھرم میں شامل کر لیا جاتا تھا۔ جیسا کہ ایک ودوان نے سکھوں کی طرف سے ایک حملے کا ذکر کیا ہے کہ سکھوں نے بڑے بڑے مسلمانوں کی عورتوں سے کہا کہ تم سکھ بن جاؤ...... کئی عورتیں سکھ بن گئیں۔

(رسالہ سنت سپاہی۔ امرتسر۔ اپریل ۱۹۵۷ء)

پنجاب کے جتنے ڈاکو اور رہزن تھے۔ سب بندے کے ساتھ شریک ہوئے اور سکھ ہو گئے۔

(تواریخ گورو خالصہ۔ حصہ دوئم۔ صفحہ ۹)

اور ایک صاحب کا بیان ہے کہ جب (بندہ کی لوٹ مار کی) یہ خبریں پنجاب کے ڈاکوؤں کو ملیں۔ تو وہ بھی جگہ جگہ سے بندے کے پاس آگئے۔ (جیون برتانت۔ بابا بندہ بہادر۔ صفحہ ۱۵)

دل میں جتنے آدمی آئے ہوئے تھے۔ سب دھرم یدھ کے لئے نہیں آئے تھے۔ ایسا خیال بہت تھوڑے لوگوں کا تھا۔ کہ ہم دھرم کی

خاطر اپنی جانیں قربان کر دیں۔ زیادہ اس خیال سے اگر شامل ہوئے تھے کہ شہروں کی لوٹ مار میں سے تر و تری مال ملے گا اور ہماری کئی پشتوں کے دھونے دھل جائیں گے۔

(جیون برتانت بابا بندہ بہادر۔ مصنفہ سردار کرم سنگھ ہسٹورین صفحہ ۱۴۹)

بہت سی تعداد میں ڈاکو بھی سکھوں سے آملے جو صدیوں سے بے شمار اس شہر کی جمع شدہ دولت سے اپنی غربت دُور کرنا چاہتے تھے۔

(سکھ اتہاس دل۔ صفحہ ۵۷)

اور سن لیجئے کہ بندہ نے یہ حکمت عملی بھی کی۔ کہ عام طور پر مشہور کیا گیا کہ جو سکھ بنے گا۔ بندہ بیداگی کی فتح کے بعد اس سے محصول اراضی نہیں لیا جائے گا۔ اس حکم کے اثر سے جاٹ اور زمیندار وغیرہ جوق در جوق سکھ بننے لگ گئے۔ (بندہ بہادر۔ کون سی۔ صفحہ ۵۸)

سب جگہ مشہور کر دیا گیا کہ جو شخص سکھوں کے پنتھ میں آکر ان کا خادم بن جائے گا۔ اُس سے زمین کا محصول کچھ بھی نہیں لیا جائے گا۔ اس کے سُنتے ہی اس لالچ کے پیش نظر بہت سے لوگ سکھ بن گئے۔

(جیون برتانت بندہ بہادر۔ صفحہ ۵۲)

اب ہندوؤں پر مظالم کا حال سُنیئے

سکھوں نے مار دھاڑ کرتے وقت ان ہندوؤں کو بھی معاف نہیں کیا۔ جو مسلمانوں سے تعاون کرتے اور اُن سے مل جل کر رہتے تھے اور اُنہیں ایسی سزائیں دیں کہ قیامت تک انسانیت خون کے آنسو بہاتی رہے گی۔ چنانچہ صوبہ دار سرہند اور اُس کے گھر کی غارت گری کے بعد دیوان سچانند کے بال بچوں سے جو سلوک کیا۔ اس کا ذکر گیانی گیان سنگھ جی نے یوں بیان کیا ہے کہ دیوان سچانند کے بیٹے کو پکڑ لیا گیا اور اُن کی مستورات کو صرف ایک کپڑا سر ڈھانپنے کے لئے دیا اور الف ننگیوں کو شہر کے ہر گھر سے بھیک مانگنے پر مجبور کیا گیا اور ڈھنڈی پٹوا دی گئی کہ کوئی شخص اُنہیں ایک کوڑی کے بغیر کچھ بھی نہ دے۔ اس طرح جب وہ سارے شہر سے بھیک مانگ چکیں۔ تو اُنہیں عذاب دے کر قتل کر دیا گیا۔

(جیون برتانت بابا بندہ بہادر۔ صفحہ ۸۵)

بعض مورخین کا کہنا ہے کہ دیوان سچانند کی ایک معصوم بچی جس کی عمر صرف ۸ سال تھی۔ بندہ سنگھ کے حکم سے بھنگیوں کے حوالے کر دی گئی اور اُنہیں کھلی چھٹی دے دی گئی کہ جو چاہیں اُس سے سلوک کریں۔ بعض لوگوں نے چاہا کہ دیوان کی اِس معصوم اور بے گناہ بچی

سے یہ ناروا سلوک نہ کیا جائے۔ مگر بندہ سنگھ کی رحمدلی ملاحظہ ہو۔ کہ ایسی سفارش قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

(گور پرتاب سورج۔ این۔۲۔ انسو ۱۰)

دیوان لکھپت رائے کا حال

دیوان لکھپت رائے سکھوں کی قید میں چھ ماہ رہا...... اُسے آخرش پھر پاخانہ میں بند رکھا گیا اور سکھ اُس کے سر پر پیشاب اور پاخانہ کرتے تھے۔ (رسالہ سنت سپاہی امرتسر۔ نومبر ۱۹۵۶ء)

ایسے ظالم رنگوں کی حکومت قانون قدرت کے مطابق زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ ادھم مچانے اور غارت گری کرنے اور دھاندلیوں کو رواج دینے والی مملکت کا انجام وہی ہوا۔ جو ظالموں کا ہوتا ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی آنکھیں بند ہونے کے دس سال بعد یہ مملکت کچھ عرصہ انتشار کا شکار رہی اور پھر ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی اور ساتھ ہی رنجیت سنگھ کے خاندان کو بھی لے ڈوبی اور قوم کے لئے سکھا شاہی کا محاورہ وراثت میں چھوڑ گئی۔

سکھ مؤرخین اور مصنفین نے اس امر کی شہادت دی ہے کہ بندہ سنگھ اور اس کے ساتھیوں نے جو مار دھاڑ اور قتل و غارت کی۔ گورو گوبند سنگھ نے اس کی اطلاع ملنے پر بہت خوشی منائی۔ چراغاں کرنے کے علاوہ ایک ہزار روپیہ سکھوں کو کڑاہ پرشاد کے لئے دیا اور خوشی کے ہوائی فائر بھی کئے۔

(تواریخ گورو خالصہ۔ صفحہ ۱۲۲۸)

سردار کرم سنگھ جی نے بیان کیا ہے کہ یہ بالکل درست ہے کہ سر ہند کی فتح کے بعد اس کا دماغ ٹھکانے نہیں رہا تھا۔ وہ خود گورو کہلانے لگ گیا تھا۔ اس نے اپنا نیا مذہب جاری کیا تھا اور واہگورو جی کی فتح کے بعد "سچے صاحب جی کی فتح" جسے درشن فتح بھی کہتے ہیں۔ شروع کی تھی۔ گورو گوبند سنگھ کی وفات کے بعد وہ سکھوں سے علیحدہ ہو گیا تھا۔

سکھ مؤرخین کو بھی مسلّم ہے کہ بندہ اور اس کے ساتھی گرفتار کر کے دہلی لائے گئے تو بادشاہ کی طرف سے اسے جاگیر دینے کی پیش کش کی گئی۔ تاکہ لوٹ مار کا پیشہ بند کر دے اور باقی زندگی آرام سے گزارے۔ مگر وہ نہ مانا۔ اس کی بیوی نے اسلام کی اس رعایت سے فائدہ اٹھایا اور اسلام قبول کر لیا۔

بندہ سنگھ کی بیوی حج بیت اللہ پر

اس (بندہ سنگھ کی بیوی) نے مسلمان ہونا قبول کر لیا۔ اسی وقت مسلمان

بنا کر اُسے "دکنی بیگم" کے سپرد کر دیا۔ جس نے اُس کی خواہش پر اپنے پاس سے زادِ راہ دیکر اُسے حج کرنے کے لئے مکہ معظمہ بجوا دیا۔ سکھ بندہ سنگھ سے تو علیحدہ ہو گئے مگر لوٹ مار جو کا پیشہ بن چکا تھا۔ وہ جاری رہا قانون شکنی سکھوں کی طبیعت کا خاصہ بن کا خاصہ بن چکی تھی چنانچہ اُنکے مردِ مجاہد بھائی بوٹا سنگھ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ اُس نے شام کو سڑک کر کھڑے ہو کر آنے جانے والے لوگوں سے ڈنڈے کے زور پر اپنے آپ محصول لینا شروع کر دیا تھا اور خود ہی خان بہادر صوبہ (صوبیدار یا گورنر) لاہور کو مزاحیہ انداز میں لکھا تھا کہ:-

چٹھی لکھے سنگھ بوٹا۔ ہتھ ہے سوٹا
آنہ لایا گڈے نوں۔ تے پیسہ لایا کھوتا
آکھو بھابی خانوں نوں۔ یوں آکھے سنگھ بوٹا

(پراچین پنتھ پرکاش۔ صفحہ ۲۹۷)

اکثر سکھ قتل و غارت کو اپنے بزرگوں کی بڑائی تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ سنگھ پوریاں کی مسل کے سردار "نواب کپور سنگھ" کی بہادری کی یہ علامت بیان کی گئی ہے کہ:-

نواب کپور سنگھ ...... بہت بہادر تھا۔ پانچ سو مسلمان اُس نے اپنے ہاتھوں قتل کئے تھے۔ لوگ اُس کے ہاتھوں امرت چھکنا اپنے

لئے باعثِ عزت سمجھتے تھے۔ (سکھ راج۔ صفحہ ۱۵)

جالندھر کی سیدانیوں اور مغلانیوں کا حال

ناصر علی کے منہ میں سؤر کا گوشت :۔

مشہور بزرگ بھنگو رتن سنگھ کا بیان سنیئے :۔

بڈبھاگ سنگھ نے تب یوں کہی۔ قتل پٹھان کر کے ہی۔
ناصر علی پھونک کے آگ اور کم ہم پچھلے لاگ۔
بڈبھاگ سنگھ خالصے کہے ہے جو سکھ مرید۔

.... اس کے آگے چھ سات اشعار اور ہیں۔ بہر حال اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے ناصر علی کی لاش قبر سے نکال کر اُس کے مُنہ میں سُؤر کا گوشت ٹھونس دیا تھا اور پھر اُسے جلا دیا تھا۔ نیز سوڈھی صاحب نے یہ حکم دیا تھا کہ اُن کے جتنے بھی سکھ مرید ہیں۔ وہ سب جالندھر کی ایک ایک عورت (مسلمان) اپنے گھر میں ڈال لیں۔ وہ ان کے دونوں جہانوں میں مددگار اور معاون ہوں گے۔ اُن کے اس حکم کی تعمیل میں خالصہ دل

کے بھنگیوں اور خاکروبوں۔ چوہڑوں تک نے معزز خاندانوں کی عورتوں کو اپنے گھروں میں اُٹھا کر لے گئے۔

(سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج۔ صفحہ ۹۴)

ناصر علی خاں اور سیدانیوں کو پہلے سوٗر کا گوشت کھلایا اور پھر سکھوں سے ان کی شادیاں کر دیں۔ گیانی گیان سنگھ جی کے بیان کے مطابق سکھوں نے سوٗر کا گوشت مسجدوں میں پھینکا۔ ناصر علی خاں اور سید وغیرہ کی مستورات کو سکھوں نے گرفتار کر لیا۔ پہلے اُن کو سوٗر کا گوشت کھلایا۔ بعد ازاں سوڈھی بڈھ بھاگ سنگھ نے اُن کو امرت چھکا کر...... سکھوں کے ساتھ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ آنند پڑھا دیا۔ (تاریخ خالصہ اردو۔ حصہ دوئم۔ صفحہ ۲۲۹)

ناصر علی کی حسین و جمیل بیٹی الوپ سنگھ کو دے دی گئی۔ اس حملے میں مسلمانوں کے بہت سے بچے بھی مار دیئے گئے۔ ناصر علی کی بیٹی جو بہت ہی خوبصورت و جمیل تھی۔ الوپ سنگھ براہمن کو سونپ دی گئی۔ (پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر۔ صفحہ ۲۷۵)

سوڈھی بڈھ بھاگ سنگھ جیسے سکھ بزرگ کا ناصر علی کی قبر کو کھودنا اور مردہ لاش کے منہ میں سوٗر کا گوشت ٹھونسنا اور پھر جلا دینا اور

معزز گھرانوں کی عورتوں کو بھنگیوں اور خاکروبوں کے حوالہ کر دینا شیطان سے بھی بدتر حرکتیں ہیں۔ کوئی سکھ کسی غیر مستند کتاب سے بھی ایسا حوالہ پیش نہیں کر سکتا کہ مسلمانوں نے کبھی معزز یا غیر معزز سکھ کی لاش کے منہ میں گلے ٔ کا گوشت ٹھونسا ہو اور بیدی یا سوڈھی خاندان کی معزز عورتیں بھنگیوں اور چوہڑوں کے سپرد کی ہوں۔

سکھ مصنفین کو اس بات کا اعتراف ہے کہ صرف جالندھر میں ہی نہیں۔ بلکہ اور بھی متعدد مقامات پر ہزاروں مسلمانوں کے مونہوں میں زبردستی سؤر کا گوشت ٹھونسا گیا۔

دیکھئے۔ تواریخ گورو خالصہ اردو۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۔۔۔۔ اور مساجد میں سؤر کا گوشت پھینکا گیا۔

(خالصہ پارلیمنٹ گزٹ۔ نومبر ۱۹۵۷ء)

گیانی گیان سنگھ جی نے یوں کہا ہے کہ نواب جلال آباد لوہاری کو سؤر کا جھٹکا کھلایا۔ شرمگاہ۔ ناک۔ ہاتھ اور زبان کاٹ دی یعنی سکھوں نے جلال آباد لوہاری پر حملہ کر کے سارا شہر لوٹ لیا۔ عورتوں اور مردوں کو پکڑ کر ان کے دفینے لوٹ لئے اور امیر گھرانوں کے خزانوں پر ہاتھ صاف کئے۔ بہت سا اسلحہ۔ کپڑے اور گھوڑے چھین لئے۔ جنہوں نے کچھ روک پیدا کی۔ انہیں بکروں کی طرح ذبح کر ڈالا اور بہت سے لوگ گرفتار کر لئے۔ پھر نواب کے محل میں

جا گُھسے اور بہت سے آدمی پکڑ لئے۔ اور اُن کی مشکیں باندھ دیں۔ اس کے بعد نواب کے محل سرائے سے بہت سی مستورات کو دھر لیا۔ نواب کو گرفتار کر کے پہلے اُسے زبردستی سوٗر کا جھٹکا کھلایا۔ بعد کو اس کی شرم گاہ ناک۔ ہاتھ اور زبان کاٹ کر چھوڑ دیا۔

(پنتھ پرکاش۔ چھاپہ پتھر۔ صفحہ ۶۶۸)

اب دہلی کی باری آئی۔ سبزی منڈی۔ پہاڑ گنج لوٹ لیا۔

گیانی جی نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کہا ہے :-

سکھوں نے دس کوس سے دلی پر حملہ کیا۔ شہر میں داخل ہوتے ہی مغل محلے کو آگ لگا دی۔ اور لوٹ مار شروع کر دی۔ سبزی منڈی اور پہاڑ گنج کو تہس نہس کر دیا۔ پھر اپنی اپنی مرضی سے لوٹ مار کر کے جلد پنجاب کی طرف لوٹ گئے۔ اس وقت سکھوں نے سیاست نظر انداز کر دی۔ صرف لوٹ مار کو ہی مدِّ نظر رکھا۔

(پنتھ پرکاش۔ چھاپہ پتھر۔ صفحہ ۶۷۱)

اِس کے علاوہ سکھ بزرگوں نے محض مسلمانوں کو چڑانے

کے لئے محمدؐ اور علیؓ وغیرہ تجویز کرکے اور بیت الخلا کو کعبہ اور پیشاب کو آبِ زم زم نام رکھ کر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا اور تمسخر اڑایا جیسا کہ ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ :۔

بابا جسونت سنگھ جی کا چیلا جل سنگھ خود کو علیؓ اور اپنے گوربھائی گلاب سنگھ کو محمدؐ اور جسونت سنگھ کو خدا کہا کرتا تھا۔ اس کا نام خدا سنگھ شہرت پا گیا۔ (مہان کوش۔ صفحہ ۲۸۹)

انگریزی دَور میں اذان اور نمازوں کے جھگڑے برابر جاری رہے۔ جس گاؤں میں سکھوں کی اکثریت آباد تھی۔ وہاں کسی مسلمان کا اذان دینا موت کے وارنٹوں پر دستخط کے مترادف تھا اور ایسے مسلمان کو گولی مار دینا سکھ اپنا ایک مذہبی فریضہ تصوّر کرتے تھے۔ اس کی اصل وجہ یہی تھی کہ اُن کے گوردواروں اور گھروں میں اُنہیں یہی تعلیم دی جاتی تھی۔ کہ خالصہ پنتھ کے قیام کا مقصد یہی ہے کہ بھارت سے مسلمانوں کو ختم کردیا جائے اور اُنہیں کسی جگہ بھی اذان دینے کی اجازت نہ دی جائے۔

---

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

حصّہ سوئم

مہاراجہ رنجیت سنگھ کا دَور

دس سال بعد سکھ تاریخ کے مطابق مسلمانوں پر ظلم وستم کا دور ۱۷۹۹ء سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ رنجیت سنگھ کی وفات کے صرف دس سال بعد ۱۸۴۹ء میں انگریزوں نے سکھ حکومت پر قبضہ کر کے پنجاب کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ تو مسلمان قدرے محفوظ زندگی بسر کرنے لگ گئے۔

رنجیت سنگھ ۱۳ نومبر ۱۷۸۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۳۹ء میں فوت ہو گئے۔ اُن کی والدہ نے اُن کا نام بدھ سنگھ رکھا۔ مگر بعد ازاں اُن کے والد لہنا سنگھ نے یہ نام تبدیل کر کے رنجیت سنگھ رکھ دیا۔ جس کے معنی ہیں۔ جنگ جیتنے والا۔ اب اس رنجیت سنگھ صاحب کے کارنامے سُن لیجئے :۔

۱۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اپنی ماں کو زہر دے دیا۔ مہاراجہ صاحب

ابھی بچپن میں ہی تھے کہ اُن کے والد بنا سنگھ وفات پا گئے۔ اُن کے بعد رنجیت سنگھ کی والدہ سردار دل سنگھ اور دیوان لکھپت رائے کی مدد سے اُن کی جاگیر اور مسل کا انتظام چلاتی رہی۔ مہاراجہ نے اُس کے کام میں بچپن ہی سے دخل دینا شروع کر دیا تھا۔ جسے اس کی والدہ نے پسند نہ کیا۔ مہاراجہ جی نے اپنی والدہ کو راستہ سے ہٹانے کے لئے اُسے زہر دے کر ہلاک کر دیا۔

۲۔ اس کے بعد مہاراجہ صاحب نے آہستہ آہستہ اپنے جملہ قریبی رشتہ داروں۔ اپنے دوستوں اور دیگر مسلوں کے سرداروں کو ٹھکانے لگانا شروع کر دیا اور اُن کے علاقے اپنے قبضہ میں کر لئے۔ اُس نے اپنے سگے پھوپھر سردار صاحب سنگھ بھنگی گجرات میں رہتے تھے۔ اُن کا بھی سارا علاقہ چھین لیا۔

(تواریخ خالصہ اُردو۔ حصہ سوم۔ صفحہ ۱۰۸)

۳۔ آخر مہاراجہ کی پھوپھی نے بڑی عاجزی سے درخواست کی۔ جیساکہ لکھا ہے :۔

جب قلعہ منگلا کو بھی صاحب سنگھ سے چھڑانے کے لئے مہاراجہ نے فوج روانہ کی۔ تو صاحب سنگھ کی بیوی نے ایک نہایت عاجزانہ اور مؤدبانہ عرضداشت بھیج کر مہاراجہ سے درخواست کی۔ کہ اب گورو کے واسطے میرے خاوند کی جان بخشی کی جاوے اور قلعہ منگلا اُس کے پاس بطور گذارہ کے چھوڑ دیا جائے کیونکہ اُس کی بربادی اور

تباہی میں اب کوئی بات باقی نہیں رہی۔ تب اُس نے اپنی پھوپھی کی درخواست کو منظور کر لیا۔

(تواریخ گورو خالصہ۔ اُردو حصہ سوئم۔ صفحہ ۱۰۸)

۴۔ اپنی حدود میں اضافہ کرنا مہاراجہ جی نے ہمیشہ مدنظر رکھا۔ اور اس کے لئے اپنوں اور بیگانوں میں کوئی امتیاز نہ کیا۔ جیسا کہ گیانی لال سنگھ رقم طراز ہیں :-

سکھ دربار کے قیام میں شیر پنجاب کو گھر کے لوگوں اور سکھوں سے ساتھ جنگیں کرنا پڑیں۔ سکھوں کی مسلوں سے لڑائی بہت بڑی بات تھی۔ کافی نقصان بھی اُٹھایا۔ سکھ مذہب اور آپس کی رشتہ داری کا کبھی لحاظ نہ کیا کرتا تھا۔ کئی جنگیں مسلوں کے رئیسوں سے بھی ہوتی رہیں۔ (سکھوں نے راج کیوں لیا صفحہ ۳۶۴)

۵۔ سکھ مسلوں سے مہاراجہ رنجیت سنگھ کا جو کشت و خون ہوا۔ اُس کے متعلق ایک سکھ فاضل نے یہ لکھا ہے :-

سکھوں کی بارہ نسلوں نے الگ الگ ٹکڑوں کی شکل میں پنجاب کی حکومت سنبھالی ہوئی تھی۔ لیکن اب اُنہوں نے آپس میں ٹکراؤ شروع کر دیا تھا۔ سکھ مسلوں نے ڈٹ کر مہاراجہ کی مخالفت کی۔ ہتھیار بند ٹکراؤ بھی ہوا۔ .... اتنی بڑی سلطنت قائم کرنے کے لئے مہاراجہ صاحب کو کئی طریقے استعمال کرنے پڑے۔ مثلاً

کئی نیتی (دھوکہ فریب والی سیاست) بھی برتی۔ جنگ کے سمجھوتے بھی کئے۔ اور سزائیں بھی دیں......... ستلج سے پار کی سکھ ریاستیں انگریزوں کی حفاظت میں آجانے کی وجہ سے........ اس پنجابی سلطنت کا حصہ نہ بن سکیں۔

(سکھاں نے راج کیویں لیا۔ صفحہ ۳۶۲)

سکھ فوج کے کارنامے

۶۔ اس غیر آئینی حکومت میں جس کی تعزیرات بھی کوئی نہ تھی۔ رعایا کا حشر کسی بھی صاحب نظر اور اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ سکھ حکومت کی افواج رعایا اور سرکاری خزانوں کو لوٹ لینا اپنا قانونی حق تصور کرتی تھی۔ مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی سکھ حکومت کے فوجیوں کی لوٹ مار اور قتل و غارت کے ذکر میں لکھتا ہے:۔

خالصہ فوج کا یہ حال تھا کہ وہ خود اپنے تیئیں فرماں روا گنتی تھی اور سوائے لوٹ مار اور غارت گری کے کوئی دوسرا کام نہ تھا۔ جتنے اہالیان دربار اور سردار تھے۔ سب فوج سے ڈرتے تھے جس کو چاہتے۔ لوٹ لیتے اور جس کو چاہتے چھوڑ دیتے۔ کسی کی مجال

نہ تھی کہ اُن کے سامنے دم مارتا۔ مردم آزاری اور دل آزاری کا بازار گرم تھا۔ اسی وقت کا نام سکھاں شاہی مشہور ہوا۔

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۶۷۔ اُردو حصہ سوئم۔)

صرف خالصہ فوج ہی لوٹ مار نہیں کرتی تھی۔ بلکہ بعض اوقات تو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے بیٹے بھی اس کام میں کسی سے پیچھے نہیں رہتے تھے۔ جیسا کہ راجہ گلاب سنگھ نے نقد دس لاکھ روپیہ گجرات سے لاہور کو بھجوانے کے لئے تیار کیا تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے بیٹے پشاور سنگھ چار پانچ ہزار آدمی لے کر کود پڑا۔ اور سارا خزانہ لوٹ لیا۔ نیز گلاب سنگھ کی فوج کے بہت سے آدمی قتل کر کے توپیں بھی چھین کر لے گیا۔

(کرم سنگھ ہسٹورین۔ دی اتہاسک کھوج۔ صفحہ ۴۲۱)

محسن کشی۔ مہاراجہ جی نے سکھ مؤرخین کے مطابق اپنے اُن محسنوں کو بھی نہ چھوڑا۔ جنہوں نے مہاراجہ جی کی ملک گیری کی ہوس کو پورا کرنے کی غرض سے اور سکھ حکومت کے قیام کے لئے اپنی جان کی بازی لگانے سے بھی دریغ نہ کیا۔ سردار ہری سنگھ نلوا سکھ راج کا صرف جرنیل ہی نہیں تھا۔ بلکہ بہت بڑا ستون تھا۔ سکھ دنیا ہری سنگھ نلوا کو ایک

بہادر جرنیل سمجھتی ہے اور اُس کی بہادری کی سب سے بڑی دلیل یہ پیش کرتی ہے۔ کہ سرحد میں بسنے والی پٹھان عورتیں اپنے بچوں کو اُس کا نام لیکر ڈراتی تھیں۔ جیسا کہ گیان سنگھ جی کا بیان ہے کہ افغانوں کی مائیں اپنے روتے بچوں کو "ہریا آگیا" یعنی ہری سنگھ کے نام کا خوف دلاکر چپ کرا دیتی ہیں۔

(تاریخ گورو خالصہ حصہ سوم۔ صفحہ ۱۹۲)

سکھ مؤرخین کے مطابق اُن کے آخری ایام میں مہاراجہ جی سے کوئی نظریاتی اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ مہاراجہ جی کا خیال تھا کہ اُن کی وفات کے بعد اُن کا بڑا لڑکا کھڑک سنگھ پنجاب کے تخت کا وارث ہو۔ وہی حکومت کا حقدار سمجھا جائے۔ لیکن نلوا جی یہ چاہتے تھے۔ کہ خالصہ پنتھ جسے چاہے۔ مہاراجہ جی کا جانشین مقرر کر دے۔ اُن کے نزدیک سکھ سلطنت کسی فردِ واحد کی ملکیت نہیں۔ بلکہ خالصہ پنتھ کی امانت ہے اور یہ حق مہاراجہ جی کو نہیں۔ بلکہ پنتھ کو ہے کہ وہ جسے پسند کرے۔ راج کی باگ ڈور اس کے ہاتھوں میں سونپ دے۔

(سردار ہری سنگھ نلوا۔ صفحہ ۱۹)

مہاراجہ جی نے نلوا کو ٹھکانے لگا دیا :-

... کا خیال ہے کہ مہاراجہ جی نے باڈی گارڈوں

نے خود ہی اس بہادر جرنیل کو پشاور کی مہم پر بھجوا کر ٹھکانے لگوا دیا تھا۔ (تواریخ گورو خالصہ۔ چھاپہ پتھر۔ صفحہ ۱۰۵۲)

تاکہ مہاراجہ کے لڑکے کھڑک سنگھ کی حکومت کا راستہ صاف ہو جائے اور کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ سردار ہری سنگھ نلوا کے مرنے پر گلاب سنگھ نے دھیان سنگھ کو مبارکباد کا پیغام بھجوایا تھا۔

(سکھ دھرم۔ فروری ۱۹۶۳ء)

۸۔ مہاراجہ جی نے اس پر بس نہ کی۔ بلکہ نلوا جی کے مرنے کے بعد اُس کی تمام جائیداد بحق سرکار ضبط کر لی۔

(تواریخ خالصہ۔ حصہ دوئم۔ صفحہ ۲۰۶)

مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی نے بیان کیا ہے۔ کہ سکھوں نے مہاراجہ دلیپ سنگھ کو جو چٹھی لنڈن سے لکھی تھی۔ اُس میں یہ بھی بیان کیا تھا کہ ہمارا ایک ہی سردار ہری سنگھ نلوا جس نے متعدد جنگیں جیتی تھیں اور تمہاری حکومت قائم کر دی۔ مگر آپ کے باپ نے ڈوگروں سے مل کر اُسے عمداً دشمنوں کے مُنہ میں بھیج کر مروا دیا۔ اور اُس کے مرنے کے بعد اُس کا سارا علاقہ اور خزانہ ضبط کر لیا۔

(تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۱۰۵۲ و حصّہ دوئم صفحہ ۲۰۶)

سردار ہری سنگھ نلوا کے بعد اُس کے لڑکے کو بھی معاف نہ کیا گیا۔ اُس کی جاگیر اور باغ جو ہری سنگھ کے نام پر تھا۔ ضبط کر لیا گیا۔

(دربار صاحب۔ صفحہ ۹۴)

دربار کے جملہ سرداروں کے دل ٹوٹ گئے اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ جب نلوا سردار کے ورثا سے ایسی طوطا چشمی برتی جا سکتی ہے تو اُن کا کیا حشر ہو گا۔

(سکھ دھرم امرتسر۔ فروری ۱۹۶۳ء)

۹۔ رنجیت سنگھ جی نے اپنی بیوی کے پچاس لاکھ کے زیور ضبط کر لئے

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی نے اپنے لڑکے کھڑک سنگھ کی والدہ کا بھی لحاظ نہ کیا تھا۔ کسی بات سے رنجیدہ ہو کر رانی۔ بیوی جنداں کو یعنی کھڑک سنگھ کی والدہ سے پچاس لاکھ کے زیورات ضبط کر لئے تھے۔ (تواریخ گورو خالصہ اُردو حصہ سوم۔ صفحہ ۱۹۳-۱۹۲)

۱۰۔ اور سن لیجئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ساس سدا کور کو ایک

بہت بہادر عورت تھی۔ اُس نے مہاراجہ جی کی ہر مہم میں پورا پورا ساتھ دیا اور رنجیت سنگھ کو مہاراجہ رنجیت سنگھ بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ رنجیت سنگھ کی ہر لڑائی میں شامل ہو کر صفِ اوّل میں لڑی۔ اُس کی خواہش تھی کہ مہاراجہ صاحب اُس کی لڑکی مہتاب کور کے بیٹے شیر سنگھ کو اپنا جانشین مقرر کریں۔ مہتاب کور مہاراجہ جی کی پہلی بیوی ہونے کی وجہ سے اُس زمانے کے رواج کے مطابق زیادہ حقدار تھی۔ کہ اُس کا بیٹا جانشین ہو۔ مگر راجہ جی نے اُس سے اتفاق نہ کیا۔

(شیر پنجاب صفحہ ۱۰۱)

اُن دونوں کے تعلقات بگڑ گئے۔ مہاراجہ نے چاہا کہ سدا کور کو اپنا سارا علاقہ اپنے لڑکے شیر سنگھ کو سونپ دے۔ سدا کور اس کے تیار نہ ہوئی۔ مہاراجہ نے کچھ عرصے کے بعد سدا کور کو کسی بہانے سے اپنے پاس بلایا۔ اور اُسے قید کر دیا۔ اُس نے بھاگنے کی کوشش کی۔ مگر دوبارہ گرفتار کر لی گئی اور جیل میں ڈال دی گئی۔ اُس کی رہائی مرنے کے بعد ہی ہو سکی۔ زندگی میں مہاراجہ کی قید سے نکلنا اُس کے نصیب نہ ہو سکا۔ مہاراجہ نے اُس کا علاقہ بھی ضبط کر لیا۔

(تواریخ گورو خالصہ۔ صفحہ ۹۲۲)

ساس سے احسان فراموشی :- رانی سدا کور کے اس عبرتناک حشر

کے بارے میں گیانی گیان سنگھ جی فرماتے ہیں کہ:-

جس سداکور کی امداد سے مہاراجہ کو یہ عروج حاصل ہوا تھا اُس کے علاقے پر زبردستی قبضہ کر لیا گیا۔ یہ احسان فراموشی دیکھ کر لوگوں نے مہاراجہ کو بلکایا۔ اُونٹ کہنا شروع کر دیا۔ کیونکہ رانی سداکور نے مہاراجہ صاحب پر بڑے بڑے احسان کئے تھے۔

(تواریخ گورو خالصہ۔ چھاپہ پتھر۔ صفحہ ۸۸۸ پر)

۱۱۔ جن کے ہاتھوں تاج پوشی ہوئی تھی۔ اُن کی جاگیر ضبط۔

بابا سنگھ صاحب بیدی اُس زمانے کے مشہور سکھ بزرگ تھے اُن کی عظمت کا یہ ثبوت ہے کہ مہاراج جی کی تاج پوشی کی رسم اسی بزرگ کے ہاتھوں ادا ہوئی تھی۔ مہانما کلیان داس جی بیان کرتے ہیں کہ مہاراجہ نے اس بزرگ ہستی کو بھی نہیں چھوڑا تھا۔ اُس کی جاگیر بھی ضبط کر لی تھی۔

(اتہاس وشکرمابنس بندی براہمن جگت گورو۔ صفحہ ۱۱۵)

۱۲۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے سردار بگھیل سنگھ کی بیوہ سردارنی رام کور کا دو لاکھ کا علاقہ اور ۲۵ لاکھ کا خزانہ ضبط کر لیا اور ہر یانہ کے سب قلعے جن میں اسلحہ بھرا ہوا تھا۔ چھین لئے تھے۔ سردارنی صاحبہ روتی پیٹتی لدھیانہ چلی گئی۔

(تواریخ گورو خالصہ چھاپہ تیسر۔ صفحہ ۸۹۸)

۱۳۔ اپنے سمدھی رشتہ دار جیمل سنگھ کو بھی نہیں بخشا

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اپنے سمدھی اور مہاراجہ کھڑک سنگھ کے خسر سردار جیمل سنگھ جی کے مرنے پر اس کا سارا علاقہ ضبط کر لیا تھا۔ (سکھ سلاں۔ صفحہ ۸۵)

رنجیت سنگھ کو حلف کی کوئی پرواہ نہیں تھی

۱۴۔ مہاراجہ کلیان داس جی لکھتے ہیں کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جودھ سنگھ رام گڑھیا سے دربار صاحب امرتسر جا کر گورو گرنتھ صاحب کے حضور حلف اٹھا کر عہد کیا۔ مگر بعد کو یہ عہد سر سے بھلا کر اس کے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ رنجیت سنگھ ایسے حلف کی

کوئی پرواہ نہیں کیا کرتا تھا۔

(اتہاس دشکر بابنس بندی برہمن جگ گرو۔ صفحہ ۱۲۶)

سکھ حکومت میں مذہبی آزادی

پنجاب میں سکھ حکومت کی ابتدا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد سے ہوئی۔ اس سے قبل کوئی سکھ حکومت نہ تھی۔ صرف مار دھاڑ اور قتل و غارت کرنے والے کئی ایک ٹولے تھے۔ جو یہاں وہاں لوٹ مار میں مصروف رہتے تھے۔ کبھی ایک قصبے پر چھاپہ مارا۔ اور کبھی دوسرے شہر کو جا کر غارت کر دیا۔ لاہور جیسے مرکزی شہر کا یہ حال تھا۔ کہ یہاں تین سکھ سردار ڈیرے ڈالے بیٹھے تھے اور انہوں نے لاہور کے تین حصے کر کے آپس میں تقسیم کئے ہوئے تھے اور جب چاہتے۔ بیک وقت یا الگ الگ اپنے اپنے علاقے کے لوگوں کو لوٹ لیتے تھے۔ اس لوٹ مار سے تنگ آئے ہوئے لاہور کے لوگوں نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو خود بلایا تھا اور مہاراجہ کی تاجپوشی کی رسم سمت ۱۸۵۸ بکرمی کی بیساکھی کے دن ادا کی گئی۔ یہ رسم مشہور سکھ بزرگ بیدی صاحب سنگھ جی کے ہاتھوں انجام پائی۔

(مہاراجہ رنجیت سنگھ۔ صفحہ ۲۲۔)

سکھ حکومت کے خاتمے کے بعد سکھ قوم کی بہت ہی قابلِ رحم ہو گئی تھی۔ حکومت کی وجہ سے ایسے لوگ بھی سکھ بن گئے تھے۔ جنہیں سکھ دھرم سے کوئی عقیدت نہ تھی۔ ایسے لوگوں نے سکھ دھرما کو جلدی ترک کر دیا۔ وہ ایک کروڑ سے صرف ۱۸۔ ۱۷ لاکھ ہی رہ گئے .... اس شکست کا اثر صرف تعداد ہی پر نہ پڑا تھا۔ بلکہ سکھوں میں اداسی اور مایوسی چھا گئی تھی۔

(پنتھ دی چڑھدی کلا۔ صفحہ ۵۷)

رنجیت سنگھ کا مسلمانوں سے سلوک

بعض مسلمان رؤسا اور اُن کی بیوہ بیگمات کی جائیدادیں بغیر کوئی بہانہ بنائے ضبط کر لیں اور سکھوں میں بانٹ دیں۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے رلئے الیاس کی بیوہ سے اس کا علاقہ لدھیانہ وغیرہ چھین کر اپنے ماموں راجہ جیند کو عطا کر دیا۔ (بہت متعصب اور تنگ خیال تھا۔ ذہنیت لوٹ مار کی تھی)

(تواریخ گوردوارہ خالصہ۔ اردو حصہ سوئم۔ صفحہ ۸۸)

مہاراجہ نے بغیر کسی بہانہ بنانے کے ایک بیوہ مسلمان کا علاقہ چھین کر بڑا ظلم کیا۔ علاقہ اپنے ماموں کو دے کر محض ریوڑیاں بانٹنے کی رسم کو تازہ کیا۔ حالانکہ اُس بیچاری بیوہ کے دل میں سکھ دھرم کے خلاف کسی قسم کے جذبات نہ تھے۔ بلکہ اُس نے وقتاً فوقتاً گوردواروں کے نام زمینیں لگائی تھیں۔ چودھری رائے کلا کے بیٹے رائے احمد نے ۱۶۷۵ء میں رائے کوٹ آباد کر کے ریاست قائم کی تھی۔ یہاں کے آخری رئیس الیاس کی بیوہ رانی بھاگ بھری، ہیراں وغیرہ نے سکھ گوردواروں کو بہت زمینیں بخش دیں تھیں۔

(مالوہ اتہاس حصہ اوّل صفحہ ۱۶۱)

جب رائے کوٹ ریاست بنی۔ تو رائے کلا اور اُس کے آخری راجہ رائے الیاس کی رانی بھاگ بھری نے اُس گوردوارے کو بہت سی زمین دی۔ جو اَب تک قائم ہے۔

(مالوہ اتہاس۔ حصہ اوّل۔ صفحہ ۱۱)

---

(۱۵) گیانی گیان سنگھ جی نے مسلمانوں پر مہاراجہ کی سنگدلی اور کرم فرمائی کا ذکر یوں کیا ہے کہ:۔

الیاس غوث کی جائیداد محکم چند کو بخشنا۔ جو تعلقہ بیاس پرگنہ تھادا

میں واقع ہے۔ الیاس غوث سے لے کر حکم چند کو بخشا ایک اور کرم فرمائی کی۔ جگراؤں۔ جنڈیالہ۔ بدووالی۔ تلونڈی۔ ڈھاکہ دیلیسی وغیرہ تمام دیہات جو رائے الیاس کے قبضے میں تھے۔ راجہ جیند۔ راجہ نابھہ۔ سردار فتح سنگھ آہلووالیہ۔ دیوان حکم چند۔ سردار ودھاوا سنگھ۔ سردار ہنا سنگھ وغیرہ کے درمیان تقسیم کر دیئے۔

(تاریخ گورو خالصہ۔ حصہ سوئم۔ اُردو۔ صفحہ ۷۸)

---

(۱۶) اس سلسلے میں یہ بھی لکھا ہوا موجود ہے کہ ۱۸۰۷ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے نواب قطب الدین قصور والے کا علاقہ نہال سنگھ اٹاری والے کو جاگیر کے طور پر دے دیا۔

(سکھ راج۔ صفحہ ۲۳)

مسلمان حکمرانوں پر کیا گزری۔ مہاراجہ جی نے قصور پر محض اس لئے فوج کشی کی تھی کہ وہاں کے رئیس قطب الدین خان صاحب اسلام کے نام پر ریاست بنانے کے خواہش مند تھے۔ جیسا کہ گیان سنگھ جی نے لکھا ہے کہ:۔

مہاراجہ کو خبر پہنچی کہ قطب الدین خاں رئیس قصور نے صوبہ ملتان سے مل کر یہ منصوبہ گانٹھا ہے کہ فوج جمع کر کے با اتفاق پھر اپنی سلطنت محمدی قائم کریں۔ یہ سنتے ہی مہاراجہ کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ اور مارے

غصے کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور حکم دیا کہ فوجیں جمع ہو کر قصور پر حملہ آور ہوں۔

(تاریخ گورد خالصہ اردو حصہ سوم۔ صفحہ)

قصور کی خاندانی عورتوں پر کیا گزری۔

گیانی گیان سنگھ جی فرماتے ہیں کہ مہاراجہ صاحب کے بہادر سکھ تلواریں کھینچ کھینچ کر مسلمانوں پر جا پڑے۔ گویا کہ افغانوں پر آفت ٹوٹ پڑی...... سکھوں کی فوج نے شہر میں گھس کر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا........ بہت سی اشراف عورتیں۔ جنہوں نے ڈیوڑھی سے باہر قدم نہ رکھا تھا۔ اپنی عصمت اور عزت کے خوف سے خود پھانسی لے کر مر گئیں۔ یا کنوؤں میں ڈوب مریں۔ سکھوں نے بہت سی جوان اور خوبصورت عورتیں۔ لڑکیاں۔ لڑکے گرفتار کر کے قید کر لیا۔ شہر کو لوٹ کر محتاج کر دیا.........

یہ الزام کسی غیر سکھ کی طرف سے مہاراجہ رنجیت سنگھ پر نہیں۔ بلکہ مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی کی طرف سے اعتراف حقیقت ہے۔ اس سے واضح ہے کہ مہاراجہ جی کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف انتہائی دشمنی تھی۔ اسی دشمنی کی بنا پر انہوں نے بہانہ بنا کر قصور پر

حملہ کر دیا اور وہاں کے شہریوں پر قیامت برپا کر دی۔ مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کر کے اپنی سابقہ روایات کو پھر سے زندہ کیا۔ (آخر فطرت تو وہاں چلی آ رہی تھی)

(۱۷) اب ملتان کی آبروریزی کی نوبت آئی

سکھوں نے مظفر خاں کا کام تمام کر کے غارت گری اور لوٹ مار کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ قلعہ میں جس قدر پانچ چھ سو مکانات تھے۔ سب گرا کر زمین سے برابر کر دیئے اور تین چار دن تک برابر شہر لوٹتے رہے کسی کے پاس سوائے تن کے کپڑے اور کھانے پکانے کے برتنوں کے کچھ نہ چھوڑا۔ (تاریخ خالصہ اردو حصہ سوئم۔ صفحہ ۹۲)

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree

باوا پریم سنگھ سے سنئے :۔

قلعے کے خزانے کی چابیاں وزیر خزانہ حق نواز خاں نے اکالی پھولا سنگھ کے ہاتھ میں دے دیں۔ جو اُس نے قومی امانت سمجھ کر اسی وقت شہزادہ کھڑک سنگھ کو سونپ دیں۔ قلعہ کے خزانے سے بہت سا سونا چاندی اور نقد روپیہ ملا۔ اسی طرح سات ہزار بندوقیں۔ نو

توپیں اور کئی ہزار تلواریں اور بہت سا سامان جنگ خالصہ کے ہاتھ آیا۔
(سردار ہری سنگھ نلوا۔ صفحہ ۹۰)

۱۸۔ مہاراجہ مسلمانوں سے جو چاہتے چھین لیتے تھے

مہاراجہ صاحب مسلمانوں سے جب چاہتے اور جو چاہتے چھین لیا کرتے اور اُسے اپنا حق سمجھتے تھے۔ اگر کوئی مسلمان روک بننے کی کوشش کرتا۔ تو آپ اُس کے خلاف فوج کشی کا حکم صادر فرما دیتے۔ اور اُسے نیست و نابود کرنے میں کوشاں ہو جاتے۔ چنانچہ پشاور کے ایک مسلمان رئیس کے پاس ایک نامور گھوڑی تھی۔ مہاراجہ جی نے اُسے حاصل کرنے کی بہت کوشش کی۔ جیسا کہ سردار بہادر کاہن سنگھ نابھہ نے لکھا ہے کہ:-

لیلی گھوڑا۔ یہ گھوڑا سلطان محمد بارک زئی پشاور کے حاکم کے پاس تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس گھوڑے کی تعریف سن کر حاصل کرنے کی بہت کوشش کی۔ آخر ۱۸۸۶ بکرمی مطابق ۱۸۲۹ء۔ مہاراجہ صاحب کو کامیابی ہوئی۔

(مہان کوش۔ صفحہ ۸۰۲)

سکھ دو داتوں کے مطابق مہاراجہ جی نے اس لڑائی میں بارہ سو

سے زیادہ جوان کھیت رہے۔ لیلیٰ گھوڑی کو حاصل کرنے کے لئے اُس (مہاراجہ) کو بارہ سو سے زیادہ جوان شہید کروانے پڑے تھے۔
(رسالہ سنت سپاہی امرتسر۔ اگست ۱۹۶۴ء)

اس طرح کا ایک اور واقعہ گیانی گیان سنگھ صاحب یوں بیان کرتے ہیں کہ:۔

(مہاراجہ رنجیت سنگھ) سفیدی نامی گھوڑی ...... حافظ احمد خان رئیس مکھیڑا سے زبردستی لے آیا۔
(تواریخ گورو خالصہ۔ حصہ سوئم۔ اُردو۔ صفحہ ۱۴۰)

اسی طرح ایک اور گھوڑی سردار یار محمد خاں گورنر پشاور کے پاس تھی۔ جو بہت خوبصورت تھی۔ اُس کا نام بھی لیلیٰ تھا۔ مہاراجہ نے آسٹریلین سیاح چارلس ہیوگل کو بتایا۔ کہ اُس گھوڑی لیلیٰ کو حاصل کرنے کے لئے ساٹھ لاکھ روپیہ اور بارہ سو جانیں ضائع ہوئیں۔ (رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ جولائی اگست ۱۹۶۵ء)

مقامات مقدسہ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ

مسلمانوں کے مقامات مقدسہ۔ مساجد۔ مقابر اور پیر خانوں

کی بے حرمتی سکھ دور کی بڑی تخ یادگار ہے۔ لوگوں کو اذانیں دینے۔ نمازیں پڑھنے سے روک دیا گیا۔ کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ وہ اللہ اکبر کی صدا بلند کر سکے۔

بے شمار مساجد مسمار کر دی گئیں اور پورے علاقے میں اذان دینے کی ممانعت کر دی گئی۔

(سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج صفحہ ۹۳)

یہی مورخ بتلاتے ہیں کہ کئی مساجد میں گھوڑے کی لید پھینکی گئی۔ مسلمانوں کے سینے چھلنی کرنے کے لئے متعدد مساجد میں سور مارے گئے۔ بعض مساجد کی بنیادیں گرا دی گئیں۔ مسلمانوں کے ہاتھوں کو سور کے خون سے دھلایا گیا۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں بھی اسلامی مقاماتِ مقدسہ کی بے حرمتی کا سلسلہ جاری رہا۔ لاہور کی مشہور و معروف سنہری مسجد کافی عرصہ تک سکھوں کے قبضے میں رہی اور مسلمان بے بسی کے عالم میں دن کٹی کرتے رہے۔ بعض اوقات مہاراجہ جی اس مسجد کے مینار پر چڑھ کر شراب پیا کرتے تھے۔ (حیاتِ رنجیت۔ صفحہ ۳۶)

کافی عرصہ کے بعد مسلمان اس مسجد کو واگذار کرانے میں کامیاب ہو سکے۔ یہ مسجد سکھ مسلوں کے زمانہ میں مسلمانوں کے ہاتھوں چھن گئی تھی۔ ریلوے سٹیشن لاہور کے قریب مسجد شہید گنج پر سکھوں نے مسلوں کے زمانہ میں قبضہ جمایا تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ اپنے زمانہ میں صرف

سکھوں کا قبضہ ہی بحال نہ رکھا۔ بلکہ اُس کی اقتصادی حالت مضبوط کرنے کے لئے روزینے لگا دئے تھے۔ جیسا کہ مرقوم ہے۔ ۱۷۶۵ء کو سکھوں نے لاہور پر پختہ قبضہ جما لیا۔ جنگی سرداروں نے اِس تاریخی شہید گنج کی مسجد کو دھرم سالہ کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا اور یہاں سکھ مہنت مقرر کر دیا اور معافی لگا دی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بھی اپنے عہد میں جنگی سرداروں کی لگائی گئیں جاگیریں اور معافیاں نہ صرف قائم ہی رکھیں۔ بلکہ بہت بڑھا دیں اور لنگر اور دیگ کے لئے روزینے مقرر کر دیئے۔

(بھائی جودھ سنگھ، ابھی نندنی گرنتھ پنجاب صفحہ ۲۲۸)

بعض اہل علم حضرات نے بیان کیا ہے کہ لاہور کے ڈبی بازار میں ایک مسجد مغلوں کے زمانہ سے تھی۔ جس کو قاضی کی مسجد کہتے تھے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے یہ مسجد حکماً گرا دی تھی اور اس جگہ پر گوردوارہ باؤلی صاحب تعمیر کروا دیا تھا۔

(سکھ راج۔ صفحہ ۱۲۹۔ سکھی تے سکھ اتہاس۔ صفحہ ۲۳۰)

اِس گوردوارہ کی تعمیر کے لئے حکم ہوا کہ ہر ایک سرکاری ملازم ایک دن کی تنخواہ باؤلی صاحب کی تعمیر کے لئے پیش کرے۔ اِس طرح ستر ہزار روپیہ جمع ہوا۔ اس سے گوردوارہ باؤلی صاحب تعمیر کروایا گیا اور اس کا انتظام کرتارپور کے سوڈھیوں کے سپرد کر دیا۔

(سکھ راج صفحہ ۱۲۹)

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے سنگ مرمر اکھاڑنے کی کوشش بھی کی۔ مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ جیسا کہ مرقوم ہے :۔

حضرت میاں میر صاحب کے مقبرہ سے پتھر اکھاڑتے وقت مہاراجہ صاحب دو مرتبہ گھوڑے سے گر پڑے تھے۔ (دربار صاحب۔ صفحہ ۱۸)

سکھوں کے عہد میں تمام مساجد میں میگزین اور گولہ بارود رکھا گیا۔ کسی جگہ نماز ادا کرنے نہ دی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ جہانگیری عیدگاہ میں اُنہوں نے توپیں ڈھالنے کا کارخانہ تیار کیا تھا۔ بادشاہی مسجد میں اصطبل تھا۔ (مساوات لاہور عید ایڈیشن ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۴ء)

راجہ شیر سنگھ نے مسجد شہید گنج ساتھ ملحقہ مزار کو جو میر منوں (یا مزار کا کو شاہ بھی مشہور تھا) متوفی ۱۷۵۲ء کا تھا۔ گرا کر یہاں شراب کی دوکان کھول دی تھی۔

(نقوش لاہور نمبر فروری ۱۹۶۲ء)

مقبرہ شیخ عبدالرزاق مکیؒ المشہور نیلا گنبد انار کلی لاہور۔ یہاں ایک علیحدہ مکان میں لوہار بندوقیں بنایا کرتے تھے اور مقبرہ میں میگزین

بھرا تھا۔ مقبرہ مخدوم بیگم زوجہ نواب ابوالحسن خاں میں میگزین بھروا دیا گیا۔ مقبرہ علی مردان خاں کے اندر مہاراجہ نے میگزین بھر کر سردار گلاب سنگھ سے سپرد کیا۔ مسجد صالح سندھی...... مسجد حضرت ایشاں ...... مسجد بادشاہی کے حجروں میں میگزین بھرا رہتا تھا۔ مسجد میں کبھی توپخانہ۔ کبھی پلٹن اور کبھی رسالہ رہا کرتا تھا۔

(حیات رنجیت۔ صفحہ ۲۶)

طوائف موراں مسجد وزیر خاں کے مینار پر

مہاراجہ رنجیت سنگھ ایک روز موراں طوائف کو لیکر وزیر خاں کی مسجد کے مینار پر دن بھر شراب نوشی اور عیش کرتا رہا۔

(حیات رنجیت صفحہ ۲۸)

عیدگاہ میگزین اڑ گئی

عیدگاہ میں میگزین جمع تھا۔ توپ کے گولے سے میگزین کو آگ لگ گئی۔ اور مسجد اُڑ گئی۔ (سردار کرم سنگھ۔ اتہاسک کھوج۔ صفحہ ۱۳۴)

طلائی مسجد میں گوبر کا لیپن

ایک دفعہ انہوں نے (نہنگ سکھوں نے) مہاراجہ صاحب کو بھی ورغلا کر سنہری مسجد کو جو باؤلی صاحب کے ساتھ ملحق تھی۔ باؤلی صاحب میں ملا دینے پر آمادہ کیا۔ مہاراجہ نے حکم ملاں کو طلائی مسجد سے نکلوا کر وہاں گوبر کا لیپن کروا دیا اور گرنتھ صاحب رکھوا دیا۔ مسلمان رعایا اس حرکت پر سخت ناراض ہوئی۔ سب مل کر فقیر عزیز الدین صاحب کے پاس گئے۔ انہوں نے کلو ماشکی کو جو مہاراجہ کے مدت منہ لگا ہوا تھا۔ اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ الغرض اُنہوں نے سمجھا بجھا کر مسجد بدیں شرط مسلمانوں کو واپس دلوائی کہ وُہ زور سے اذان نہیں دیا کریں گے۔

(حیاتِ رنجیت۔ مطبوعہ ۱۹۰۵ء۔ صفحہ ۳۵)

شاہی مسجد میں سکھ شہید کی سمادھی

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ایک پلٹن کے انچارج اکالی پھولا سنگھ نے اپنی رہائش مسجد میں رکھی ہوئی تھی۔ اُس کے اندر ایک نامعلوم سکھ کی سمادھی بھی بنائی ہوئی تھی۔ (گورومت پرکاش امرتسر۔ دسمبر ۱۹۵۹ء)

ایک بزرگ مہاتما کلیان داس فرماتے ہیں کہ۔
رنجیت سنگھ نے دھوکے سے سب ریاستوں کو ختم کر کے اپنا راج قائم کیا...... پٹیالہ۔ نابھہ اور جیند اس لئے بچے رہے۔ کہ وہ انگریزوں کے ماتحت ہو گئے تھے۔ (سکھ راج۔ صفحہ ۱۵۲)

سردار کرم سنگھ زخمی کا بیان ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ.... کی تمام عمر ملک گیری میں ہی گذری۔ جس کی وجہ سے وہ سکھ راج کو دفتری حکومت کی شکل نہ دے سکے۔ نہ اُس کے عہد میں قانون بن سکے اور نہ عدالتیں قائم ہوئیں (پھر حکومت کیا ہوئی؟) آخری دنوں میں جس طرح مہاراجہ صاحب بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو گئے۔ اُسی طرح سکھوں کے راج میں خامیاں آگئیں ...... اور ڈوگرہ گردی سے راج کا خاتمہ ہونا کسی طرح بھی نہ بچ سکا۔
(سکھ راج۔ صفحہ ۱۳۲)

سکھا شاہی کا دور

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی پر فالج کا حملہ ہوا۔ اُن کی زبان بھی بند ہو گئی۔ آخر ۲۷ جون ۱۸۳۹ء کو دارِ فانی سے کوچ کر گئے مہاراجہ

صاحب کی لاش کے ساتھ گیارہ رانیاں زندہ جل گئیں۔

(شیرِ پنجاب۔ صفحہ ۱۶۴)

اُن رانیوں میں چار رانیاں اُن کی باقاعدہ رانیاں تھیں (باقی یونہی اِدھر اُدھر سے آئی ہوئی) اور لونڈیاں۔ گیانی گیان سنگھ جی کے مطابق مہاراجہ صاحب نے اپنے پیچھے ۸ لڑکے اور ۲۲ رانیاں چھوڑی تھیں کسی لڑکی کا اُن کے ہاں پیدا ہونا سکھ تاریخ سے واضح نہیں۔

(تواریخ گورو خالصہ۔ چھاپہ پتھر۔ صفحہ ۹۹۱)

مہاراجہ صاحب کے بعد اُن کے فرزندِ اکبر کھڑک سنگھ جی جنہیں وہ خود (ہری سنگھ نلوا کی مخالفت کے باوجود) اپنا جانشین مقرر کر گئے تھے۔ پنجاب کے حکمران مقرر ہوئے اور سکھا شاہی اپنے پورے جوبن سے لوگوں کے سامنے آئی۔ یعنی لوٹ مار خوب شروع ہو گئی۔

مہاراجہ کھڑک سنگھ جی باپ کی گدی پر تو بیٹھ گئے۔ مگر وہ حکومت کے اہل ثابت نہ ہو سکے۔ ایک سکھ وِدوان لکھتا ہے کہ سیدھے سادے مہاراجہ کھڑک سنگھ اب پنجاب کے تخت پر ہیں۔ مگر اُن میں نہ تو سیاسی سوجھ بوجھ ہے اور نہ حکومت کے لئے اُمنگ۔ یہ افیون کھانے والے اور گوربانی گننے والے ہی ہیں (سکھ راج۔ صفحہ ۵۷) اس دھیان سنگھ نے جو کھڑک سنگھ کا وزیر تھا۔ انہیں بدنام کرنے کے لئے اُن کے خلاف ایک مہم شروع کر دی کہ یہ انگریزوں سے مل گئے ہیں اور پنجاب اُن کے سپرد کرنا چاہتے

ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگ خود انگریزوں سے مل کر سکھ حکومت کے خلاف سازباز کر رہے تھے (کیونکہ کوئی بھی شریف النفس اور مہذب النسان لوٹ مار کو پسند نہیں کرتا) اور سکھ راج کی صف پلٹنے میں معروف تھے۔ یہاں تک کہ اُن کے اکلوتے بیٹے نونہال سنگھ کو بھی جسے دوسرا رنجیت سنگھ کہا جاتا تھا۔۔۔۔۔ (سکھ راج صفحہ ۵۷)

گورونانک جی کے قول کے مطابق راج۔ مال۔ روپ۔ ذات۔ جوبن پنجے ٹھگ۔ کنور نونہال سنگھ کو اِس بات کا یقین کروا دیا گیا۔ کہ اُن کا باپ انگریزوں کے پاس بک گیا ہے اور اب سکھ حکومت چند دنوں کی مہمان ہے۔ کنور نونہال سنگھ اپنے باپ کے سخت مخالف ہو گئے۔ انہوں نے ایک دن اپنے باپ کو رسیوں سے جکڑ کر ختم کرنا چاہا۔ مگر اُن کی والدہ چند کور وہاں پہنچ گئی۔ اور کھڑک سنگھ کا بچاؤ ہو گیا۔ (مہاراجہ دلیپ سنگھ صفحہ ۱۳)

آخر کنول صاحب نے اپنے باپ کو حکومت سے الگ کر کے نظر بند کر دیا۔ اور عنانِ حکومت خود سنبھال لی۔

(سکھ اتہاس۔ حصہ دوئم۔ صفحہ ۱۴۴)

مہاراجہ کھڑک سنگھ اِس نظر بندی کے غم میں تقریباً ایک سال تک بیمار رہے اور آخر کار ۵ نومبر ۱۸۴۰ء کو فوت ہو گئے۔ کھڑک سنگھ کے ساتھ اُن کی مہارانی چندر کور کے بغیر گیارہ رانیاں ستی ہوئیں۔

راجہ دھیان سنگھ نے یہ دھمکی دی تھی کہ اگر مہاراجہ کھڑک سنگھ

کی رانیاں ستی نہ ہوں گی تو اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں گے۔
جیساکہ مرقوم ہے کہ مہاراجہ کھڑک سنگھ کی رانیوں میں سے صرف مہاراجہ نونہال سنگھ کی والدہ ماتا چند کور ستی نہیں ہوئی لیکن بعد کو پتہ چلا کہ دوسری رانیاں زبردستی جلا دی گئیں۔ دھیان سنگھ نے اُن سے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ ستی ہو جائیں ورنہ تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آگ میں پھینک دیئے جائیں گے۔

(رسالہ سکھ دھرم امرتسر۔ فروری ۱۹۶۳ء)

باپ کی موت کے بعد ایک دن بھی نصیب نہ ہوا

جس دن مہاراجہ رنجیت سنگھ کی لاش جلائی گئی۔ تو اسی دن کنور نونہال سنگھ جی سازش یا حادثہ کا شکار ہو کر مر گئے۔ تمام سکھ محققین اس بات پر متفق ہیں کہ ان کی موت سردار دھیان سنگھ ڈوگرہ کی سازش کا نتیجہ تھا۔ (مہاں کوش۔ صفحہ ۵۲۰)

مہاراجہ شیر سنگھ

کنور نونہال سنگھ کے بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دوسرے بیٹے

شیر سنگھ کی باری آئے۔ لوگوں کا خیال تھا۔ کہ چونکہ کنور نونہال سنگھ کی رانی حاملہ ہے۔ اِس لئے اُس کا بیٹیا ہی تخت کا جائز وارث ہونا چاہیئے جب تک بچہ پیدا نہ ہو۔ نونہال سنگھ کی والدہ رانی چندر کور حکومت کا کاروبار چلائے۔ یہ تجویز چونکہ راجہ دھیان سنگھ کی منشاء کے خلاف تھی۔ اِس لئے کامیاب نہ ہو سکی اور راجہ دھیان سنگھ نے مہاراجہ شیر سنگھ کو اُکسا کر لاہور پر حملہ کروا دیا۔ جہاں اُس کی بھابی چندر کور حکمران تھی۔ ایک مصنّف یوں لکھتا ہے:۔

دیور نے بھاوج کے ملک پر حملہ کر دیا۔

آج تک دوبارہ جھنڈا الصب نہ ہُوا۔

خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ اُس کی بھاوج جو اُس کی ماں کے برابر تھی۔ اُس پر شیر سنگھ نے حملہ کر دیا۔ اس راجہ نے گورو کی بجائے اپنا سکہ چلایا اور ست نج کے اِس طرف بھی گورو برکت سے منکر ہو گیا۔ دراصل حقیقت گورو کی برکت کا مسئلہ ہی بے بنیاد ہو جاتا ہے۔ جب وہ خود دنیاوی حرص و لالچ کا شکار ہو کر رہ جائے۔ اُس کے منہ سے نکلی ہوئی بات ہرگز خدا کے منہ سے نکلی ہوئی بات کے برابر ہونا عجیب قسم کا اعتقاد ہے۔ خدا کبھی کو لوٹ مار اور قتل و غارت یا گناہ کی اجازت نہیں دیتا۔ سابقہ صفحات میں یہ بھی ذکر داذ کا ر آتا

رہا کہ فلاں گوردو نے میرے گھر پر ڈاکہ مارا۔ یا گرنتھ چوری کر کے لے گیا۔ وہ گرنتھ جو آمدنی کا ذریعہ تھا وغیرہ وغیرہ) گوردو نے اُس کا اعتبار چھوڑ دیا۔ اس راجہ کے پہلے سال ۱۸۴۱ء میں سری دربار صاحب کا جھنڈا چھ ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ چھ سال بعد ۱۸۴۷ء میں لاہور کے قلعہ پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ اُس وقت سر ہنری لارنس کی اجازت کے بغیر کوئی سکھ موتی محل کے خزانے سے ایک نانک شاہی پیسہ بھی نہیں نکال سکتا تھا۔ (رسالہ گورمت پرکاش امرتسر جولائی ۱۹۷۴ء)

یہ حقیقت ہے کہ چالاک اور ہوشیار لوگ ہمیشہ ایسے غلط اور بے بنیاد الزام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ جن کے وہ خود مرتکب ہوتے ہیں۔ راجہ دھیان سنگھ ڈوگرہ بھی اُن ہی لوگوں میں سے تھا۔ اُس نے مہاراجہ کھڑک سنگھ کو نیچا دکھانے کے لئے اُن پر الزام دیا کہ وہ انگریزوں سے مل کر پنجاب ان کے حوالے کر دینا چاہتا ہے۔ دھیان سنگھ نے اس الزام کی ایسے رنگ میں شہرت دی۔ کہ نہ صرف سکھ حکومت کے فوجی اور سول افسر بلکہ مہاراجہ کھڑک سنگھ کی رانی چندر کور اور اُن کا اکلوتا بیٹا کنور نونہال سنگھ بھی اُس پر یقین کر گیا۔ چنانچہ گیانی پرتاب سنگھ جی سابق جتھیدار اکال تخت امرتسر کا بیان ہے کہ دھیان سنگھ ڈوگرے نے شاہی خاندان میں پھوٹ ڈالنے کے لئے مہاراجہ کھڑک سنگھ کی رانی چندر کور اور اُس

کے بیٹے کنور نونہال سنگھ کو پٹی پڑھائی کہ مہاراجہ صاحب حکومت چلانے کے اہل نہیں ہیں۔ اس کے ساتھ ہی سکھوں میں یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ مہاراجہ کھڑک سنگھ چیت سنگھ کے ذریعے انگریزوں سے مل گیا ہے اُس نے لاہور کی آمدنی میں سے چھ آنے انگریزوں کو ادا کرنے مان لئے ہیں۔ وہ جلد لاہور پر انگریزوں کا قبضہ کروا دیگا۔ حالانکہ یہ جھوٹا پروپیگنڈا کرنے والا خود دھیان سنگھ انگریزوں سے ملا ہوا تھا۔

(سنت بابا بیر سنگھ۔ صفحہ ۷۵-۷۴)

اُن دنوں رانی جی کی حکومت کے متعلق سنت بابا بیر سنگھ کی رائے ملاحظہ ہو:۔

رانی (چند کور) جی! آپ کی حکومت میں اندھیر مچا ہوا ہے طاقتور غریبوں کو لوٹ کر کھا رہے ہیں۔ کسی کا مال اور عزت محفوظ نہیں۔ بابا عطر سنگھ کو بابا بجرم سنگھ نے مروا دیا ہے اور اُس کا گھر بار لوٹ لیا ہے۔ سارا علاقہ اور جائیداد ضبط کر لی ہے (گویا اب مسلمان نہیں رہے تو اپنوں نے اپنوں کو ہی لوٹنا شروع کر دیا ہے۔ لوٹ مار اس قوم کی عادت ثانیہ بن چکی ہے۔ جس کی بنا رخود گورو دھیان نے چار گروؤں کے بعد خود ڈالی تھی۔ اب اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ اس رجحان بد کی مثال اُن کے اپنے عمل و کردار کی ایک زندہ مثال ہو گئی ، بابا عطر سنگھ جی کی مستورات

اور بال بچے قید کر لئے گئے۔ اس طرح اُن گائیوں کو دکھ دیا گیا ہے۔ جس حکومت میں غریبوں پر ظلم ہو۔ اور حکمران انصاف نہ کرے اُس حکومت کا راج تباہ ہو جاتا ہے۔ آخر میں کہا کہ ان حرکات سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسروں کا بیڑہ تو پانی میں ہوتا ہے۔ آپ کا خشکی میں ڈوبے گا۔ اب آٹھ بیلوں کا سہاگہ پھرنے والا ہے۔ جس کے سامنے کوئی اینٹ یا روڑا نہیں رہ سکے گا۔

(سنت بابا بیر سنگھ جی۔ صفحہ ۲۸ پر)

سرہند، سہارنپور اور مالیر کی عورتوں کی فریاد کا عذاب شیر سنگھ پر۔

مہاراجہ شیر سنگھ بھی تخت نشینی کے تقریباً دو سال بعد ۱۵ ستمبر ۱۸۴۳ء کو سردار اجیت سنگھ کے ہاتھوں گولی لگ جانے سے مارا گیا۔ (جہاں کوش۔ صفحہ ۱۷۱۔ سکھ راج۔ صفحہ ۶۸۔ مہاراجہ دلیپ سنگھ صفحہ ۴۲) اُسی روز اُس کا لڑکا کنور پرتاب سنگھ سندھاوالیہ سرداروں کے ہاتھوں ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ (یہ رنجیت سنگھ کا پوتا تھا) اس بچے نے بہت شور مچایا۔ منت سماجت بھی کی۔ پر اس کی

ایک بھی نہ سُنی گئی۔ (سکھ راج۔ صفحہ ۴۸۔ اتہاس حصّہ دوم۔ صفحہ ۱۶۵)

سکھ راج میں ایک دن میں دو دو راجے قتل کر دیئے گئے

نیز سکھ راج کا مشہور و معروف وزیر راجہ دھیان سنگھ بھی اسی روز قتل کر دیا گیا۔ (سکھ اتہاس۔ حصّہ دوم۔ صفحہ ۱۶۵ سکھ اتہاسک لیکچر صفحہ ۲۰۸ اور ہماں کوشش۔ صفحہ ۵۰۵) سندھاوالیہ نے چالاکی کر کے دھیان سنگھ کی لاش کے ساتھ ایک مسلمان کی لاش کے تین ٹکڑے رکھ کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ ہم نے دھیان سنگھ کو نہیں مارا۔ بلکہ ایک مسلمان نے قتل کیا ہے۔ جسے ٹکڑے کر دیئے گئے ہیں۔ (سنت بابا بیر سنگھ جی صفحہ ۸۲-۸۳)

سردار کرم سنگھ نے مہاراجہ شیر سنگھ جی کی سنگدلی کے کچھ اِنک واقعات بیان کئے ہیں۔ جس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

مہاراجہ شیر سنگھ کا وطیرہ یہ ہے کہ دن رات شراب پیتا ہے۔ (جسے گورونانک جی نے حرام قرار دیا تھا) اور مسخروں کے ساتھ مسخریاں کرتا ہے۔ کنچنیوں سے کھیلتا ہے..... عام لوگ شیر سنگھ کی طرف اس لئے مائل نہیں ہوتے کہ اُس کی زبان کا

کوئی اعتبار نہیں۔ کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ اور۔ ظالم بھی بہت ہے جب سے تخت پر بیٹھا ہے۔ کئی ہزار آدمیوں کو پھانسی پر لٹکا چکا ہے۔ یا اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹ چکا ہے۔ حالانکہ اُن کا قصور اتنا بڑا نہ تھا۔ مہاراجہ شیر سنگھ کی سنگدلی کے جو ہولناک واقعات لکھے ہیں۔ اُن میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ شیر سنگھ نے کنور نونہال سنگھ کی حاملہ بیوہ کو اس خیال سے زہر دے کر ہلاک کر دیا۔ کہ اُس کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا۔ تو سلطنت کا حقیقی وارث ہو گا اور شیر سنگھ کو تخت سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ (سکھ اتہاس۔ حصّہ دوئم۔ صفحہ ۱۶۲)

اس کے علاوہ اُس نے کنور صاحب کی والدہ ماجدہ اور اپنی بڑی بھاوج رانی چندر کور سے جو مہاراجہ کھڑک سنگھ کی مہارانی تھی۔ شادی کرنے کی کوشش کی۔ جسے چندر کور نے پسند نہ کیا۔ اُسے بھی زہر دے کر ہلاک کرنا چاہا۔ مگر وہ بچ گئی۔ سکھ سردار اور اکثر فوجیوں نے شیر سنگھ کی اِن حرکات کو بہت ناپسند کیا اور وہ برملا کہنے لگے۔ کہ ہم رانی چندر کو تخت پر بٹھا دیں گے اور شیر سنگھ کو اُسی گمنامی گڑھے میں اتار دیں گے۔ جس میں وہ پہلے دن کٹی کرتا تھا۔ (سردار کرم سنگھ دی اتہاسک کھوج۔ صفحہ ۲۲۳)

آج مغلانیوں۔ پٹھانیوں اور سیّدانیوں کا وقت رنجیت سنگھ کی بہو پر آیا۔

مہاراجہ شیر سنگھ (پسر راجہ رنجیت سنگھ) اور دھیان سنگھ نے اس کے بعد رانی چندر کور (رنجیت سنگھ کی بہو) کو اُس کی خادماؤں کے ذریعے پتھروں کی مار کروا کر ہلاک کر دیا۔
(سکھ اتہاسک لیکچر صفحہ ۳۸۵)

پھر اُن خادماؤں کے ہاتھ پاؤں اور ناک کان وغیرہ اعضاء کٹوا دیئے کہ انہوں نے رانی چندر کور کو قتل کر دیا ہے۔ مگر وہ خادمائیں یہی کہتی رہیں کہ شیر سنگھ اور دھیان سنگھ نے جاگیروں اور انعاموں کا لالچ دے کر ہم سے یہ جرم کروایا ہے ورنہ ہمیں کیا ضرورت تھی کہ اپنی اَن داتا کو ہم مار دیتیں۔ اب اپنے بچاؤ کے لئے سارا الزام ہمیں دیا جا رہا ہے۔ آخر ہمارا انصاف ہمارا خدا کرے گا۔
(سکھ راج صفحہ ۶۵۔ سکھ دھرم فروری ۱۹۶۳ء)

رانی چندر کور کو اپنے بہو بیٹوں کے زنا کا علم تھا

جب شیر سنگھ مارا گیا۔ تو اُس کی کوئی بیوی بھی اُس کے ساتھ

ستی نہیں ہوئی تھی۔ جب جواہر سنگھ (دھیان سنگھ ڈوگرہ کا بھائی) وزیر بنا۔ تو اِس ڈشٹ نے سب کی عصمت دری کر ڈالی اور خدائے تعالےٰ کا خوف بھلا کر بُرے فعل کیئے۔ اُس بہن جنداں کو سب معلوم تھا۔ لیکن بھائی کو کچھ نہ کہتی تھی۔ (بابا نرائن سنگھ کے قول کے مطابق) "اِن بیواؤں کی زبان پر یہ تھا کہ لاہور میں سکھوں کی ایک ڈھیم بھی نہیں رہے گی"۔

اب جب کہ جواہر سنگھ مارا گیا۔ تو اُس کی سات بیویوں سے کہا گیا کہ کیا معلوم کل کو تمہاری عصمت دری کوئی کر دے۔ تم خاوند کی لاش کے ساتھ ستی ہو جاؤ۔ اُنہوں نے انکار کر دیا۔ اُس نے (سربراہ چیندر کور نے) کہا کہ میں دوسری طرح ایک دن کے اندر اندر مروا دوں گی۔ آخر وہ مان گئیں۔ موتی مندر کھول دیا گیا اور ساتوں عورتیں مختلف قسم کے زیورات سے آراستہ ہو گئیں جب بادامی باغ میں اُن کی پالکیاں لے گئے۔ تو سکھوں نے راستے ہی میں سب اشیاء اُن سے چھین لیں۔ بیچاریوں کے کانوں اور ناکوں سے خون کے فوارے چل پڑے اور اُن کی زبان پر یہ جاری تھا کہ بھائی ویر سنگھ نے چار بلوں کا سہاگہ پھیرا ہے۔ اب آٹھ بلوں کا پھیرے گا۔ لاہور میں سکھوں کی ایک ڈھیم بھی نہیں رہے گی۔ (سردار کرم سنگھ۔ اتہاسک کھوج۔ صفحہ ۲۷۷)

یہ دردناک نظارہ سرہند کی سیدانیوں سے بھی کم ہے۔

یہ کتنا دردناک نظارہ ہے کہ جواہر سنگھ کی بیویاں اپنے مردہ خاوند کی لاش کے ساتھ جلنے کو جا رہی ہیں اور ایسی حالت میں اُن پر بھی ترس نہ کیا گیا۔ لوٹ مار شروع ہو گئی اور لہولہان کر دیا جاتا ہے۔ یہ سنگدلی کی بدترین مثال ہے۔

خالصہ راج کے وزیروں کے سر لوہاری دروازے پر

سکھ راج کے وزیر ہیرا سنگھ کو موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا: اُس نے بھاگنے کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ سردار کرم سنگھ زخمی لکھتے ہیں کہ:۔ وہ لاہور سے بھاگ کر تھوڑی دو ہی گیا تھا۔ اس کے ہمراہ پنڈت جلا تھا۔ کہ خالصہ فوج نے اُسے لاہور سے سات میل دُور جا کر پکڑ لیا۔ معمولی سی لڑائی ہوئی اور پنڈت جلا۔ راجہ ہیرا سنگھ ...... مارے گئے ...... ہیرا سنگھ کا سامان لوٹ لیا گیا ...... ہیرا سنگھ کا سر لوہاری دروازہ (لاہور) پر لٹکا دیا گیا۔ بعدازاں پنڈت جلے کا سر بازاروں میں

پھر اکر کتوں کو ڈال دیا گیا۔ (سکھ راج ۔ صفحہ ۷۲-۷۳)

رانی جِندو کور جوان دنوں اپنے لختِ جگر حکمران دلیپ سنگھ کی نگران ہونے کی وجہ سے سکھ راج کی سربراہ تھی۔ اپنے وزیر ہیرا سنگھ کی موت کی خبر سُن کر انتہائی خوش ہوئی۔ توپیں چلا کر خوشی منائی گئی۔ اس نے یہ اعلان کیا کہ رات کو سارے لاہور میں چراغاں کیا جائے اور ہر دوکاندار اپنی دوکان پر پانچ پانچ گھی کے دیئے جلائے۔ چنانچہ سردار کرم سنگھ ہسٹورین نے لکھا ہے کہ:-

راجہ ہیرا سنگھ۔ پنڈت جلا اور میاں لابہ سنگھ مارے گئے شام کو راجہ ہیرا سنگھ۔ پنڈت جلا اور میاں لابہ سنگھ کے سر مائی صاحبہ کے سامنے پیش کئے گئے ...... مائی صاحبہ کے حکم سے توپیں چلائی گئیں۔ شام کے وقت تمام بازاروں میں حکم دے دیا گیا کہ ہر ایک دوکان پر گھی کے پانچ پانچ دیئے جلائے جائیں۔

(سردار کرم سنگھ دی اتہاسک کھوج۔ صفحہ ۴۲۹)

نواب جلال آباد لوہاری کی ناک شیر سنگھ کاٹی گئی تھی۔ اب ہیرا سنگھ کا سر جو لوہاری دروازہ پر لٹکایا گیا تھا اُسے اتار کر گندی نالی میں پھینکا گیا۔ سرہند کا گورنر یاز سنگھ گھوڑے پر چڑھنے سے پیشتر ایک مسلمان کا سر قلم کر کے اس پر قدم رکھ کر چڑھا کرتا

تھا۔ ایسے لوگوں کا حال سن لیجئے :-

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے سالے اور رانی چند کور کے بھائی جواہر سنگھ کو ہیرا سنگھ کے قتل کے بعد مہاراجہ دلیپ سنگھ کا وزیر بنایا گیا۔ مگر اُسے بھی بپھرے ہوئے سکھ فوجیوں نے ہلاک کر دیا۔ اُس کے تمام زیورات لوٹ لئے گئے۔ سردار کرم سنگھ ہسٹورین لکھتے ہیں:-

مانگہ گاؤں کا ایک سکھ منگتی ہاتھی کی دم پکڑ کر اوپر چڑھ گیا۔ اور وزیر کے زیورات اُتار لئے (قوم کی فطرت ہی کچھ ایسی بن چکی تھی۔ کہ وہ لوٹ مار سے بغیر رہ نہ سکتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے ورثہ میں اپنے آباؤ اجداد سے اس قسم کے سیل (مطلق) حاصل کئے تھے۔ جو ڈاکٹروں کے اصول کے مطابق لوگوں کے چال چلن بنانے میں مخصوص اہمیت رکھتے ہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ تخم تاثیر۔ تے صحبت کا اثر۔ یہاں تخم کو بھی دخل ہے اور صحبت کو بھی۔ اب دیکھ لیجئے کہ اس جُرم کی ابتدا کہاں سے ہوئی۔ بابا گورونانک جی نے تو ایسی تعلیم ہرگز نہ دی تھی۔ سکھی تعلیم سے انحراف گورو ارجن جی سے ہوا۔ اور دن بدن بڑھتا ہی گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً ڈیڑھ صدی تک صوبہ پنجاب کے ہر شہر اور قصبہ میں مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹتے رہے۔ اور جابجا لوٹ مار۔ قتل و غارت اور عصمت دری کے واقعات روزمرہ کے معمول بن کر رہ گئے تھے) جب منگتی ہاتھی سے نیچے اُترا۔ تو سب اُس پر لوٹ پڑے اور اُسے بھی لوٹ لیا۔ معلوم نہیں کہ وہ بچ گیا۔ یا

مارا گیا۔ (سردار کرم سنگھ دی اتہاسک کھوج۔ صفحہ ۲۴۴)

واقعی اے نیلے آسمان! تیرے ہاتھ الفت ہے۔

رانی چند کور اپنے بھائی جواہر سنگھ کے قتل پر بہت روئی داویلا و چیخ دپکار کی۔ سکھوں نے اُسے کہا کہ تجھے بھائی کے ساتھ ہی روانہ کر دیں گے۔ جواہر سنگھ کی لاش باہر ہی پڑی رہی۔ رات کو جنداں نے باہر آ کر رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ سکھوں نے کہا کہ ہم تجھے بھائی کے ساتھ ہی روانہ کر دیں گے۔ وہ خوفزدہ ہو کر اندر چلی گئی (سردار کرم سنگھ دی اتہاسک کھوج۔ صفحہ ۲۴۴) اپنے بھائی ہیرا سنگھ کی موت کا ان کو بھی رانی چندکور کا یہ مشورہ دیا کہ اگر عصمت دری سے بچنا ہے تو اپنے مردہ خاوند کے ساتھ جل مرو۔ یہ مشورہ اس علامت کی دلیل ہے کہ اُن دنوں سکھ بہت بگڑ چکے تھے۔ یعنی زنا کرنے کے بہت مشتاق ہو چکے تھے اس سے قبل ایک مرتبہ ہیرا سنگھ اسی جواہر سنگھ کو قید کر چکا تھا۔ اس کشت و خون کے دوران رنجیت سنگھ کا بیٹا کنور کشمیرا سنگھ موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا تھا۔ اُن کے دوسرے لڑکے کنور پشاور سنگھ کو مار کر اُس کی لاش دریائے اٹک میں بہا دی گئی۔ (مہاراجہ دلیپ سنگھ صفحہ ۲۵) مختصر یہ کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کی وفات کے بعد ۱۸۳۹ء سے ۱۸۴۹ء تک دس سال کے عرصہ میں خون کی جو ہولی کھیلی گئی۔ وہ بہت ہولناک ہے۔ خود مہاراجہ رنجیت سنگھ کا اپنا تمام خاندان خون میں

لٹ پٹ ہو گیا۔ اور اُس کی مثال دنیا کی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ (جن دنوں میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کو ہر طرف سے فتوحات ہی فتوحات ہو رہی تھیں۔ کوئی شخص اُن کے سامنے روڑا بھی اٹکا نہ سکتا تھا۔ کیا معلوم ایک دن اُس کے مظالم کیا رنگ لائیں گے) یہ زمانہ صرف پنجاب کے عوام کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ خود مہاراجہ رنجیت سنگھ کے گھرانہ کی عورتوں کے لئے بھی ایک قیامت کا دُور تھا۔

اس عرصہ میں باہمی قتل و غارت اور کشت و خون کے علاوہ سکھوں کی انگریزوں سے بھی لڑائیاں چھڑ گئیں اور ان لڑائیوں میں سکھوں کو جو شکستیں نصیب ہوئیں۔ اُن میں بہت بڑا دخل سکھ فوج کے افسروں اور سرداروں کی غداری کا تھا اور آخری لڑائی سکھ تاریخ میں گجرات کی لڑائی کہلاتی ہے۔ جس کا آخری فیصلہ ۲۶ مارچ ۱۸۴۹ء کو راولپنڈی میں ہوا۔ جب سکھ فوج نے انگریزوں کے سامنے ہتھیار ڈالے اور اپنی شکست تسلیم کر لی۔ سکھ فوج گجرات سے بھاگ کر وہاں (راولپنڈی) چلی گئی تھی۔ اُس وقت سکھ فوجیوں اور سرداروں نے آنسو بھری آنکھوں سے انگریزوں کے سامنے ہتھیار ڈالے اور زبان سے صرف اتنا ہی کہا۔ کہ ..... "آج مہاراجہ رنجیت سنگھ مرا ہے۔" قصہ تمام شد بعد افسوس۔

گورو گوبند سنگھ جی نے پانچ ککّوں کا حکم کیوں دیا

گورو گوبند سنگھ جی نے بابا نانک جی کے تمام اصلاحی اصولوں کو پس

پشت ڈال کر یہ تہیہ کر لیا کہ سکھ فرقہ ایک مسلح جنگجو قوم بن جائے۔ اُسے
خالصہ فوج کے نام سے پکارا گیا۔ دسویں گرو گوبند سنگھ نے تیسرے
مذہب کی بنیاد ڈالی۔ اس مذہب کا نام خالصہ رکھا گیا۔ اس کا مقصد
(بقول بھائی نندلال جی) چند اشعار میں ظاہر کیا گیا۔ جس کا مطلب یہ
ہے کہ خالصہ کا تعلق خالص سیاست سے ہے۔ کیونکہ اس شخص کو خالصہ
قرار دیا گیا تھا۔ جو مسلح ہو گھوڑے کی سواری کا ماہر اور جنگ کرنے
کے لئے ہمیشہ تیار ہو۔ (تنخواہ نامہ نندلال صفحہ ۳۰-۲۹)

گیانی گیان سنگھ جی فرماتے ہیں۔

پن پنتھ نے تب کیو ہرا   ترک سیں کیا میل ہے
جیوں اگنی اور بارود پانی   تیج تم سم کھیل ہے

یعنی سکھوں کا مسلمانوں سے وہی رشتہ ہے۔ جو بارود کا آگ
سے۔ جس طرح بارود آگ کے قریب جانے سے بھڑک اُٹھتا
ہے اور سب کچھ جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔ اسی طرح سکھ مسلمانوں کو دیکھتے
ہی مشتعل ہو جاتے ہیں۔ (گورمت سدھاکر۔ صفحہ ۲۲)

اور مشہور مؤرخ سردار تن سنگھ بھنگو نے سکھ کی تعریف یوں کی ہے:۔

[دنگا سنگھن کی ذات سوگوت۔ دنگا سنگھن کی اوت پوت]
[بن دنگیوں گذر کب ہوئے۔ کہے دنگا سنگھ بھنے سوئے]

"پراچین پنتھ پرکاش۔ صفحہ ۲۱۵۔"

گیانی گیان سنگھ فرماتے ہیں کہ:-

ذات گوت سنگھن کی دنگا۔ دنگا ہی اُن گوت تے منگا
اُن نہ پیچھے کرے بن دنگا۔ دنگے بن۔اُن رہے نہ انگا
(پراچین پنتھ پرکاش۔ صفحہ ۲۱۵)

گورو گوبند سنگھ کا مشن یا نصب العین جیسا کہ سکھ محققین کو اقرار ہے۔ بھارت سے مسلمانوں کے اقتدار کا خاتمہ کر کے سکھوں کو راج دینا تھا۔ جو اُن کی زندگی میں پورا نہ ہو سکا۔ البتہ وہ ایسی تعلیم (دنگا فساد) ضرور چھوڑ گئے۔ جس پر عمل کر کے سکھوں نے آخر پنجاب میں اپنا اقتدار قائم کر لیا۔

گورو جی کی تعلیم یہ تھی کہ نامدھاری فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے نت نیم میں ایک بانی اگر دتی کے نام سے درج ہے۔ یہ بانی اُن کے ہاں روزمرہ کی عبادت میں باقاعدگی سے پڑھی جاتی ہے۔ اگردتی کی وار میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی درج ہے۔ کہ گورو گوبند سنگھ جی نے سکھوں کو یہ تعلیم دی ہے۔ کہ گائے کا گوشت کھانے والے مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے اور فتح کے گیت گائے جائیں۔

(اگردتی کی وار ۵۔ نامدھاری نت نیم۔ صفحہ ۲۹۰)

۸۱

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree...

اب مسلمانوں کو خوف زدہ کرنے کے لئے سکھوں کے لئے پانچ ککّے فرض قرار دیئے گئے :-

اوّل۔ کیس۔ لمبے لمبے سر کے بال۔ لمبے لمبے بالوں کے ساتھ داڑھی کے لمبے بال بھی شامل ہیں۔

دوئم۔ کنگھا۔ بالوں کے لئے کنگی کرنی بھی پڑتی ہے۔ تاکہ گرد وغبار اور جراثیم وغیرہ سے صاف رکھا جائے۔

سوئم۔ کچھا۔ تاکہ حملہ کرتے وقت کوئی لمبا کپڑا ارکاوٹ نہ ڈال سکے اور ہلکے پھلکے ادھر ادھر بھاگ سکیں۔

چہارم۔ لوہے کا کڑا۔ وہمی لوگوں کے نزدیک لوہے کا کڑا تقویت کا باعث بنتا ہے۔

پنجم۔ کرپان۔ بوقت ضرورت مزاحمت کرنے والوں اور دشمنوں کا صفایا کیا جاسکے۔

مغلوں کی فوجوں یا ریاست کے راجاؤں اور نوابوں میں جب شبخون مارے جائیں۔ تو خالصہ کے سکھ بہادر کال بلی کا رُوپ دھار کر اور خوف کا سماں طاری کر کے سب کو بھگا دیں۔

کال بلی کی حقیقت کیا ہے۔ آپ نے نہیں دیکھا۔ تو آپ کے بزرگوں نے دیکھا ہوگا۔ ممکن ہے کہ بھارت میں دُسہرہ کے موقعہ پر چھکڑوں اور گاڑیوں پر جہاں رام چند۔ لچھمن۔ سیتا وغیرہ وغیرہ کی جھاکیاں نکالی

جاتی ہیں۔ اُن میں سے ایک جھگڑے پر کال کی جھاکی آج کل بھی دکھائی جاتی ہوتی ہے۔

کال بلی (پہلوان) کا روپ اور کام۔

اُس نے تمام جسم سیاہ رنگ سے چمکتا ہوا۔ اور ہاتھ میں خوفناک گرز یا تلوار پکڑے ہوئے۔ سرخ خون آلودہ ہونٹ اور زبان بوقت حملہ باہر نکالتے ہوئے رُوپ دھارا ہوتا ہے۔ خوب شراب سے مخمور ہو کر بلند آواز سے للکارتا ہے۔ جس سے تمام لوگ میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں۔ سر کے لمبے لمبے بال چھوڑے ہوتے ہیں۔ جسم ڈھانپنے کے لئے صرف ایک کچھا ہوتا ہے۔ جس کے اوپر پیٹی اور پیٹی کے ساتھ گھنگرو لگائے ہوتے ہیں۔ ساتھ ایک کرپان بھی لٹکی ہوتی ہے۔ دونوں پاؤں کے ساتھ گھنگرو باندھے ہوتے ہیں۔ چھکڑے پر کھڑا آواز بلند گھنگروؤں کی جھنکار میں للکارتا ہے۔ لوگ خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ بچے اُس کی دستبرد سے بچنے کے لئے اِدھر اُدھر روتے چلاتے بھاگنے لگ جاتے ہیں اور کہیں چھپنے کی کوشش کرتے ہیں مگر اُس کی پیٹی کے ساتھ ایک بڑا مضبوط رسہ باندھا ہوتا ہے۔ جس نے اُسے مضبوط ہاتھوں سے جکڑا ہوتا ہے کہ وہ چھوٹ نہ سکے۔ مختصر یہ کہ کال اپنی ڈراؤنی شکل میں ہیبت ناک طرز سے اور جوشیلی بلند آواز سے پکارنے لگتا ہے کہ:۔

"ارے میں کال بلی ہوں۔ مڑیوں مسانوں میں رہتا ہوں۔ بچے مُردے کھاتا ہوں۔ .... راجہ توں مجھے چھوڑ مان۔ میں کال بلی ہوں۔ راجے نے نہ مجھے چھوڑیا۔ تو میں کال بلی ہوں۔ راجہ توں مجھے چھوڑ ماں۔ گر راجے نے نہ مجھے چھوڑیا۔ تو میں آپ کال بلی ہوں!" یہ کہتے ہوئے وہ چھکڑے پر سے ایک بہت لمبی چھلانگ مار کر لوگوں کے درمیان آ دھمکتا ہے لوگ جانیں بچانے کے لئے اِدھر اُدھر بھاگنے لگ جاتے ہیں۔ آخر کار جن لوگوں نے اُسے رسّوں سے باندھا ہوتا ہے وہ اُسے واپس اُس کے ٹھکانے پر لے جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ پس ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ گورو گوبند سنگھ جی کے احکامات کا پس پشت کا کیا مقصد یا فلسفہ تھا۔

لیکن قابل غور بات تو یہ ہے کہ جن مغل فوجوں پر شبخوں مارنا ہوتا تھا۔ یا وہ زُد مار جو والئے ریاست ہوتے تھے اور اُنہیں لوٹنا ہوتا تھا۔ وہ تو عرصہ سے ختم ہو چکے ہوئے ہیں۔ پھر انگریز بھی سو سال حکومت کر کے چلے گئے۔ اب حالات دگرگوں ہیں۔ اب کس کو ڈرانا دھمکانا باقی رہ گیا ہے کہ سر پہ لمبے لمبے بال رکھنا ابھی تک ضروری کہا جاتا ہے۔ قاعدے کی بات ہے کہ کسی مذہب میں کوئی حکم جاری کیا جائے تو اُس کی ضرور کوئی بہتری مقصود خاطر ہوتی ہے۔ یا اُس کا کوئی فلسفہ ہوتا ہے۔ جب اُس فلسفے کا وقت ختم ہو جائے تو احکامات کی تنسیخ خود بخود ہو جاتی ہے۔ اب یہ کہہ دیا جائے۔ گورو جی کے مُنہ سے جو بات

نکلتی ہے۔ وہ خدا کے مُنہ سے نکلی ہوتی ہے۔ مگر گورو جی کو کبھی خدا
نے منتخب نہیں کیا۔ گوریائی گدی کیلئے جھگڑے ہوتے رہے۔ مغل
شہنشاہ اپنے تدبر سے مناسب فیصلے صادر کر دیا کرتے تھے۔ کوئی دیانت
کے حقوق کے پیش نظر گدی سنبھال بیٹھا اور کوئی بزور بازو گدی کا
مستحق ہو جاتا رہا۔ نامعلوم مندرجہ بالا اعتقاد کن بنیادوں پر بنایا گیا
ہے اور اُسے کیوں اٹل کہا گیا ہے۔ یہ فیصلہ میں آپ حضرات پر چھوڑتا ہوں۔

اگر کسی گورو جی کے مُنہ سے یہ بات نکل جائے کہ "برصغیر میں یا
صوبہ پنجاب کوئی مسلمان زندہ نہ بچ سکے۔ یہ تمہارا مذہبی فرض ہے
کہ ان ختم کر دو" تو میں کیا! دنیا کی کوئی مہذب قوم اس امر کو تسلیم کرنے
کے لئے تیار نہیں ہے۔ یہ الفاظ خدا کے مُنہ سے نکلے ہوئے ہیں۔
لہٰذا کوئی انسان اس کو ٹال نہیں سکتا۔

بھائی گورداس جی کی ایک وار میں جو بیان کیا گیا ہے۔ اُس کا خلاصہ
یہی ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی کے خالصہ جی نے اپنے رسم بادشاہ کی
تعلیم پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں کو خوفزدہ کر دیا اور متعدد مساجد
شہید کر دیں۔ قبریں اکھاڑ دیں۔ مسلمانوں کو اذانیں دینے اور نمازیں
پڑھنے سے روک دیا اگر آج باباگورونانک اذان دینے یا نماز پڑھنے
لگ جاتے۔ تو پھر شائد مفسدہ پرداز گروہ اُنہیں بھی روک دیتا۔ یا شہید

کر دیا۔ ان دنوں کوئی کلمہ طیبہ بھی نہیں پڑھ سکتا تھا۔ کس نے حکم دیا تھا (کیا یہ باتیں بھی خدا کے منہ ہی سے نکلی ہوئی تھیں۔)

گیانی گیان سنگھ جی بیان کیا ہے کہ ایک وقت ایسا بھی آیا۔ جب کہ سکھ لوگ مسلمانوں کو پکڑ کر کھا جایا کرتے تھے۔ جیسا کہ ان کا فرمان ہے کہ:۔ سنگھن سے کر۔ ترک جو آویں

کاٹ تائیں۔ بھرے کر کھادیں

(دیکھئے پنتھ پرکاش۔ چھاپہ تیسر۔ صفحہ ۳۲۸)

یعنی مسلمان سکھوں کے ہاتھ لگ جاتے۔ انہیں وہ ٹکڑے ٹکڑے کرکے کھا جاتے تھے۔ کیا ایسے احکام کسی گورو کے منہ سے نکلے تھے۔ یا خدا کے منہ سے نکلے تھے۔ جو انہیں سمجھے جاتے ہیں۔

ظالم لوگوں کی حکومت قانونِ قدرت کے مطابق زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی۔ ادھم مچانے اور غارت گری کرنے اور دھاندلی کو رواج دینے والی مملکت کا انجام وہی ہوتا ہے۔ جو ظالموں کا ہوتا ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے فوت ہو جانے کے صرف دس سال بعد خالصہ راج انتشار کا شکار رہا۔ پھر ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ صرف سکھا شاہی کا محاورہ باقی رہ گیا۔

سر پر لمبے بال رکھنا محض سیاسی اہمیت کا حامل ہے۔ سے ہرگز مذہبی

اہمیت نہیں دی جا سکتی۔ اگر مذہبی اہمیت حاصل ہوتی۔ تو یقیناً گورو نانک جی اور پہلے آٹھ نو گورو صاحبان بھی رکھتے۔ یہ سلسلہ گورو گو بند سنگھ جی سے شروع ہُوا۔ جب کہ یہ مذہبی فرقہ ایک جنگجو فرقے میں بدل گیا تھا۔

گورو نانک جی کے کیس نہیں تھے

گورو نانک جی کے زمانہ میں سکھوں کے سر پر موجودہ سکھوں کی طرح بال نہ تھے۔ سکھ دھرم کے بانی گورو نانک جی کیس نہیں رکھتے تھے۔ (پریت لڑی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء)

چنانچہ گورو رام داس جی کے بڑے پوتے سوڈھی مہربان کے بقول گورو جی کا بچپن میں مُنڈن ہُوا تھا۔ جو اُن کے والدین نے خوب دھوم دھام سے کروایا تھا۔ جب تین برس کا ہوا۔ تب بھدن ہوا (منڈن ہُوا) تب لوگ اور رشتہ دار آئے۔

(جنم ساکھی گورو نانک جی شائع کردہ خالصہ کالج۔ امرتسر)

گورو ارجن جی کے اپنے بیٹے گورو ہرگو بند کا بھی منڈن سنسکار کیا تھا۔ (پراچین بیڑاں۔ صفحہ ۱۹۹)

(نیز ؍ صفحہ ۲۰۰)

ایک سکھ ودوان نے لکھا ہے کہ میں نے ایک تصویر دیکھی ہے
جس وِچ گورونانک جی دے سر تے ٹوپی دکھائی گئی ہے۔
(خالصہ پارلیمنٹ گزٹ۔ جولائی اگست ۱۹۳۲ء)

سکھ مورخین نے بیان کیا ہے کہ گورو ہرگوبند جی تک سکھ گورو صاحبان کو گورو گدی ملنے کی رسم ادا کرتے وقت سیلی ٹوپی پہنائی جاتی تھی۔ (گورومت لیکچر۔ صفحہ ۲۲۱ سکھ اتہاس۔ صفحہ ۲۳۱۔)

گورونانک جی پگڑی کے مقابلہ میں ٹوپی کو پسند کرتے تھے۔
(جنم ساکھی بھائی منی سنگھ۔ صفحہ ۲۰۲)

سکھوں میں عورتوں سے پردہ کرایا جاتا تھا۔ پہلے گوروؤں کے زمانہ میں پردہ کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ شہوت کا زینت (بے پردگی) سے اور بھوگ کا مزہ سے تعلق ہے۔
(گرنتھ صاحب۔ راگ ملارہ محلہ ۱۔ صفحہ ۱۲۸۸)

ایک سکھ کی آنکھیں غیر محرم عورت کو نہیں دیکھ سکتیں۔
(گوڑی محلہ۔ ۵ - ۲۷۴)

غیر محرم عورت کی زینت تک بھی ان آنکھوں سے مت دیکھو۔
کیونکہ اس لئے کہ کہیں زینت دیکھ کر دل نہ ڈھل جائے۔
(رسالہ گورمت امرتسر جنوری ۱۹۵۶ء)

جو لوگ چھپ چھپ کر عمداً غیر محرم عورتوں کو دیکھنے کی کوشش کریں گے۔ اُنہیں عزرائیل فرشتہ بہت سخت سزا دے گا۔

(واڑھی گوری۔ مجلہ ۵۔ صفحہ ۲۱۵) اسلام ہی تہذیب سکھاتا ہے۔

مندرجہ بالا سطور سے ثابت ہوا کہ سکھ دھرم کی تہذیب اور تمدّن کا دارومدار اسلامی تعلیم اور سنت محمدی پر ہے۔

اسی طرح اسلام کے قوانین پر عمل کرتے ہوئے۔ ہمیں لازماً یہ کہنا پڑتا ہے کہ مرنے کے بعد مردہ لوگوں کو ہرگز جلانا نہیں چاہیئے۔ یہ ہندوؤں کی رسم ہے۔ جب گورو بابا نانک جی نے یہ ارشاد فرما دیا کہ مستند اور ہدایات سے بھرپور کتاب صرف قرآن مجید ہے۔ اسے پڑھو۔ اس میں سے تمام ہدایات تمہیں مل جائیں گی۔ اُن پر عمل کرو۔ تاکہ بہشت میں داخل ہو سکو۔ جب قرآنی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق میّت کی تجہیز و تکفین ایسی ہی ہونی چاہیئے جیسے مسلمان ادا کرتے ہیں۔ تو کوئی معقول وجہ نہیں ہے کہ سکھ ہوتے ہوئے بھی اپنی میتوں کو ہندوؤں کی طرح جلایا کریں۔ جب ہندو مذہب ترک کیا۔ تو پھر گورو بابا نانک جی کا حکم کیوں نہیں مانتے۔ اُن رسومات بد کو کیوں نہیں چھوڑتے۔ ہندوؤں کی غلامانہ ذہنیت ترک کر کے باباجی کی پوری پوری اطاعت کا ثبوت دیں اور اپنی میتوں کو قبروں میں دفن کیا کریں۔ سکھ بن کر پھر ہندوؤں کی طرف کیوں بھاگے پھرتے

ہو۔ دورنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا۔ یعنی منافقت چھوڑ دے۔
اور مخلص سکھ پیرو کار ہو کر زندگی بسر کرو۔
آخر میں یہ دعا ہے کہ خدا سب سکھوں کو یہ ہمت دے کہ
وہ بابا گورو نانک جی کے احکامات کی پوری پوری پیروی کریں اور
عملی ثبوت پیش کر کے یہ ثابت کر دیں کہ آپ حقیقی معنوں میں
بابا گورو نانک جی اور اُس کے مسلمان مرشد راہ متین حضرت
مراد صاحبؒ کے سچے چیلے ہیں اور نیز یہ ہم ہندوؤں کی رسومات
کو اُسی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جس طرح بابا گورو نانک
جی نفرت اور آزردگی کی نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے۔ وہ چیلہ
ہی کیا۔ جو گورو جی کا حکم نہ مانے۔

---

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree...

حصہ چہارم

مغلوں اور سکھ گوروؤں کا زمانہ

کسی بھی مغل بادشاہ مثلاً بابر۔ ہمایوں یا اکبر نے گورو نانک جی سے لے کر گورو رام داس جی تک کوئی تکلیف نہیں دی۔ بلکہ انہیں بنظرِ احترام دیکھتے رہے اور خوب مالا مال بھی کر دیا۔

(ریاست جگ جیون نگر۔ پوہ سمت ۲۰۱۶ بکرمی)

گورو صاحب بابر کی حکومت کو اپنی خیال کرتے تھے۔

(سکھاں نے راج کیویں لیا۔ صفحہ ۲۶)

سابقہ روایات

۱۔ جیرام جی (بابا جی کے بہنوئی) کی درخواست پر دولت خاں لودھی نے گورو نانک جی کو سلطان پورہ میں مودی خانہ پر لگا دیا۔

(جنم ساکھی صفحہ ۱۵)

۲۔ رائے بلار ایک مسلمان رئیس نے بابا نانک جی کو ننکانہ صاحب (تلونڈی) میں سات سو مربعے کی ایک بہت بڑی جاگیر دے دی

تھی۔ جس پر آج ننکانہ آباد ہے۔

۳۔ اکبر بادشاہ نے گورو امرداس جی کو بارہ گاؤں کی ایک وسیع جاگیر دی۔ جس پر آج امرتسر آباد ہے۔

(پنج دیر پرکاش صفحہ ۳)

۴۔ جہانگیر نے گورو ارجن جی کو کرتار پور کی زمین ۱۵۹۸ء میں معافی پٹہ پر مرحمت فرمائی۔ جس کا رقبہ ۶ ۲ ۹ ۸ گھماؤں۔ ۷ کنال اور ۱۵ مرلے درج ہیں۔

(راگ مالا کھنڈ۔ صفحہ ۷)

۵۔ جہانگیر نے شہزادگی کے زمانے میں گرنڈوال کے نام پر گیارہ سو روپیہ سالانہ کی جاگیر دی۔

(انسا ئیکلو پیڈیا آف سکھ لٹریچر۔ صفحہ ۲۲۸)

۶۔ جہانگیر نے گورو ہرگوبند جی کو ۵۰۰ روپیہ یومیہ تنخواہ پر پنجاب کا حاکم بنایا تھا۔ (تواریخ خالصہ صفحہ ۹۹)

۷۔ جہانگیر نے گورو ارجن جی کی خدمت میں پانچ ہزاری خلعت اور کئی دوسری اشیاء پیش کیں۔ (تواریخ خالصہ صفحہ ۷۹۰)

۸۔ گورو ہررائے جی کو عالمگیر نے ڈیرہ دون میں جاگیر دی۔ جس پر آج گوردوارہ آباد ہے۔ (تواریخ گورو خالصہ۔ صفحہ ۸۱۱)

۹۔ گولڈن ٹمپل۔ امرتسر کی پہلی اینٹ حضرت میاں میر لاہوری صاحبؒ نے رکھی۔ (جنم ساکھی۔ صفحہ ۶۳۲)

۱۰۔ گورو گوبند سنگھ کو ماچھی واڑہ کی جنگ میں غنی خاں اور نبی خاں نے بچایا۔ اور اس طرح اُن کی جان بچائی۔ (جنم ساکھی۔ صفحہ ۷۷)

۱۱۔ اُستاد قاضی میر محمد خاں کو گورو گوبند سنگھ کو غنی خاں کی معرفت نیلوں لباس پہنا کر مالوہ کی طرف روانہ کر دیا اور اس طرح بھیس بدلا کر اُن کی جان بچا دی گئی۔ (جنم ساکھی۔ صفحہ ۷۷)

۱۲۔ رائے بلار نے تلونڈی میں ایک وسیع جاگیر ۷۰۰ مربعے جو دی تھی۔ اس کے علاوہ دو عدد تالاب (گوردوارہ بال لیلا کی جانب مشرق ایک تالاب جو رائے بلار نے گورو صاحب کے نام پر بنوایا۔

(مہان کوش صفحہ ۲۷۶)

۱۳۔ دوسرا نانک سر کا تالاب جو رائے بلار نے گورو نانک کے نام پر بنوایا تھا۔ (مہان کوش۔ صفحہ ۲۷۲ اور جنم ساکھی چھوٹی صفحہ ۵۹)

۱۴۔ گوردوارہ پنجہ صاحب کا حوض اور بارہ دری شمس الدین نے تعمیر کروائی۔

۱۵۔ اور سن لیجئے۔ رائے بلار نے چاروں گوردواروں کی کل جاگیر ۷۶۲ مربع زمین عطا کی۔

(ا) جنم استھان کے لئے ۳۷۰ مربع زمین رائے بلار نے لگائی۔

(گورو دھام دیدار۔ صفحہ ۳۶)

(ب) گوردوارہ بال لیلا کے لئے ۱۲۰ مربع زمین اور ۳۱ روپے

سالانہ جاگیر۔

(ج) گورودوارہ مال جی کے لئے ۱۹۰ مربع زمین اور پچاس روپے کی جاگیر
(د) گوردوارہ گیارہ صاحب کے لئے ۵۴ مربعے زمین رائے بلار نے دی۔
(گورودھام دیدار صفحہ ۲۰ - ۱۲۷)

یہ گنبدوں والا شہر اجمیر شریف یا بغداد شریف نہیں ہے۔ یہ شہر ننکانہ صاحب اور پنجہ صاحب کے ہیں۔ جو مسلمانوں کی تہذیب اور تمدن کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔

گورونانک کو گزرے ہوئے پانچ سو سال گزر گئے مگر آج تک کسی انگریز نے۔ یا ہندو نے سکھوں کے مقدس مقامات کے نام پر پانچ کوڑی کی انعامی جاگیر نہیں دی۔ مسلمانوں نے سکھوں کو مالا مال کر دیا۔ اور عجب بات ہے کہ یہ قوم مسلمانوں کے ہی خون سے ہولی کھیلنے لگ گئی اور ایسا تعصب چھایا کہ اپنے اصلی مذہب کو بھی بالائے طاق رکھ کر مال و زر کی لوٹ مار کو اپنا خدا رسول سمجھ لیا۔ خدا محمدؐ اور علیؓ کے ناموں کا تمسخر اڑایا گیا۔ مسجدوں کو جلایا گیا اور کیا کیا لکھا جائے۔ جو سکھوں نے کر دکھایا گورو گوبند سنگھ جی تو مذہب کی بجائے سیاست کو مقدم رکھا اور مسلمانوں کو قتل کرنا مذہبی فریضہ بتلایا۔ یہ تعلیم خالصہ سکھ فواج اور عوام کے گھروں اور گوردواروں میں ہر روز دی جاتی تھی۔ سکھوں کے لئے یہ قتل و غارت گری مذہبی فریضہ قرار دیا گیا۔

ہاں مغلوں کے عہد میں سکھ بہت مالدار ہو گئے تھے۔ بابا گورونانک

نے فرمایا تھا:۔

راج۔ مال۔ روپ۔ ذات۔ جوبن پنجے ٹھگ۔
انہیں ٹھگیں جگ ٹھگیا۔ کنی نہ رکھی لج۔
دگوردگرنتھ شلوک۔ محلہ ادار ملار۔ صفحہ۔ ۱۲۸۸)

حکومت۔ دولت۔ حُسن۔ ذات پات کی بڑائی کا خیال اور جوبن کا نشہ یہ پانچوں ٹھگ ہیں۔ جو دنیا کو ٹھگ رہے ہیں۔ اُن کے دھوکے میں آنے والے لوگ عزت حاصل نہیں کر سکتے۔

اب سکھوں کے آئندہ تعلقات ٹوٹیں گے۔ تو انہیں اسباب کی وجہ سے ٹوٹیں گے۔ چار گوروؤں تک یعنی گورونانک۔ گورو انگد۔ گورو امرداس اور اُن کے داماد رام داس تک سکھوں اور مسلمانوں کے مابین تعلقات خوشگوار گزرے۔ مگر پانچویں گورو ارجن سے یہ خوشگوار ماحول نہ رہا۔

تیسرے گورو امرداس ہو گزرے ہیں۔ ایک دن گورو امرداس چوکی پر بیٹھے نہا رہے تھے۔ اور اُن کی بیٹی بی بی بھان اُن کو نہلا رہی تھی۔ پاؤں میں کیل لگ گئی۔ بہت خون بہا۔ والد نے اپنی بیٹی بی بی بھان جی سے کہا۔ مانگ کیا چاہتی ہے۔ اُس وقت بیٹی نے درخواست کی۔ کہ یہ گوریائی کا مرتبہ جو میرے خاوند کو آپ نے عطا کیا ہے۔ میں چاہتی ہوں۔ کہ میرے ہی خاندان میں چلتا رہے۔ گورو امرداس جی نے کہا۔ مجبوراً قبول کرنا پڑتا ہے۔ ورنہ اس رتبہ کا موروثی ہونا اچھا نہیں کیونکہ

اس سے سینکڑوں جھگڑے اور فساد پیدا ہوتے ہیں۔
(جنم ساکھی۔ بھائی بالے والی۔ صفحہ ۶۲۸)

اور ہوا بھی ایسے ہی۔ گورو امرداس اور بی بی بھان جی کے بطن سے تین بچے پیدا ہوئے۔ سب سے بڑا لڑکا پرتھی راج۔ دوسرا مہا دیو اور تیسرا سب سے چھوٹا ارجن جی تھے۔ پرتھی چند اگرچہ سب سے بڑا تھا۔ مگر عقل میں چھوٹا ہونے کی وجہ سے ہمیشہ اپنے باپ کی نافرمانی کرتا تھا۔ مہا دیو ایک لاپرواہ اور سست شخص تھا۔ ہمیشہ یاد الٰہی میں محو رہتا تھا اور دنیاوی کاموں سے بالکل الگ رہتا تھا۔ ارجن جی سب سے چھوٹے تھے۔ باپ کی فرمانبرداری میں دل و جان سے مشغول رہتے۔ اسی وجہ سے گورو امرداس نے ان کو ہر طرح سے لائق سمجھ کر اپنا جانشین قرار دیا۔ (جنم ساکھی بھائی بالے والی۔ صفحہ ۶۳۰)

مسلمانوں کا اور سکھوں کا بگاڑ ارجن جی سے ہوا تھا

پوری دنیا کے مسلمان اس بات سے حیران ہیں کہ جب کہ سکھوں اور مسلمانوں میں اس قدر قربت ہے۔ یہ اختلاف کہاں سے پھوٹ پڑا۔ گورونانک جی نے کہا تھا۔

راج۔ مال۔ روپ۔ ذات۔ جوبن پنجے ٹھگ
انہیں ٹھگیں جگ ٹھگیا۔ کنی نہ رکھی لج۔

گورو ارجن جی کے نانا گورو امرداس جی نے کہا تھا۔ کہ گدی کا مالک

اللہ ہے۔ اگر اس کو کوئی اپنی کہے تو جھگڑے فساد ہوتے ہیں۔ یہ فساد نہ گورو نانک جی کے زمانے میں رہا۔ نہ گورو انگد جی کے زمانے میں اور نہ گورو امرداس جی کے زمانے میں ہوا۔ یہ فساد گورو رامداس جی کے زمانے میں ہوا۔ مگر یہ فساد صرف مسلمانوں کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اپنے بڑے بیٹے پرتھی چند سے شروع ہوا۔

اخر کار ملی خان نے پرتھی چند اور گورو ارجن صاحب کا باہمی فیصلہ اس طرح کرایا کہ تمام سکھی سیوکی کا مالک تو گورو ارجن صاحب کو بنا دیا۔ اور باقی گورو چک کے کل زمینداره وغیره کی ودراثت مع کچھ حصہ سند کے جو اکبر بادشاہ سے ملا تھا۔ پرتھی چند کو دے دیا۔ اس سند میں چودہ ہزار بگیہ غیر مزروعہ اراضی کنارہ دریائے ستلج۔ چودہ ہزار بگیہ غیر مزروعہ اراضی۔ مواضعات ہیر (کلیر) وقف بھی تھی۔

(جنم ساکھی بھائی بالے والی صفحہ ۶۲۳)

باوجودیکہ گورو رامداس صاحب کی اولاد میں باہم مسند گوریائی کے تحت ہمیشہ جھگڑے اور فسادات ہوتے رہے مگر گورو ارجن صاحب کی فضیلت اور برکت اقبال سے سکھوں کے فرقہ کو دن بدن افزونی ہوتی رہی پوتھیوں میں ان کے دولت مند ہونے کے متعلق یوں روایت ہے۔ کہ دنیا کی دولت گورو نانک جی سے بارہ کوس کے فاصلے پر رہتی تھی اور گورو انگد صاحب سے چھ کوس پر اور گورو امرداس صاحب کے دروازے پر اور گورو رامداس صاحب کے قدموں میں اور گورو ارجن

صاحب کے گویا گھر میں یہ دولت رہتی تھی اور یہی وجہ ہے کہ دولت امرتسر میں ہر مندر صاحب کے چاروں دروازوں سے آتی ہے۔

(جنم ساکھی بھائی بالے والی۔ صفحہ ۶۳۲)

جہانگیر بادشاہ اور گورو ارجن جی کا ایک زمانہ تھا۔ سکھ کتب کی روشنی میں یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ شروع شروع میں ان دونوں میں چپقلش نہ تھی اور جہانگیر کے دل میں گورو صاحب کے لئے بہت عزت اور احترام تھا۔ مگر گورو ارجن جی سے چند خطرناک غلطیاں ہوئیں جو ان کے شایان شان نہ تھی۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔

سکھ اسکالر سردار کاہن سنگھ جی نابھہ کا بیان ہے کہ۔

اکبر کے زمانہ میں شہزادہ سلیم (جہانگیر) نے کرتارپور کی معافی کا پٹہ دھرم سال کے نام ۱۵۹۸ء میں دیا۔ جس کا رقبہ ۸۹۰۶۶ گھماؤں ۷ کنال اور ۱۵ مرلے درج ہے۔ (راگ مالا کھنڈن۔ صفحہ ۷۔ دھان کوش صفحہ ۲-۹)

گورو ارجن جی نے اس دھرم سال زمین کے وقف شدہ رقبہ پر قبضہ کر لیا اور کرتارپور کو وہاں آباد کر دیا گیا۔ جو آج کل ضلع جالندھر میں واقع ہے۔ جہانگیر بادشاہ کا گورو ارجن کو اتنی بڑی جاگیر عطا کر دینا اس امر کی دلیل ہے کہ ابتداء میں اُس کے دل میں گورو صاحب کے لئے کوئی نفرت نہ تھی۔

جہانگیر کے دربار میں چندو لال نامی ایک درباری تھا۔ یہ بھی ارجن جی کا اشد دشمن تھا۔ اُس کی مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ اُس نے اپنی لڑکی کا رشتہ گورو ارجن جی کے اکلوتے بیٹے گورو گوبند سنگھ کے لئے دینا چاہا۔ مگر گورو ارجن جی نے یہ رشتہ لینے سے انکار کر دیا تھا۔

اس طرح سکھ تاریخ میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ایک مرتبہ جہانگیر کی جنم پتری گم ہو گئی۔ کافی تلاش کرنے سے بھی دستیاب نہ ہو سکی۔ چندو لال نے بادشاہ سلامت کے آگے عرض کی کہ اُن کی جنم پتری گورو ارجن نے چوری کروائی ہے۔ اُس نے بڑے بڑے چور اور ڈاکو اپنے اردگرد جمع کر رکھے ہیں۔ وہ اُن کے ذریعے سے چوریاں کرواتا ہے۔ مگر بادشاہ پر اس کا کوئی اثر نہ پڑا۔ جہانگیر نے چندو لال سے صرف اتنا ہی کہا کہ تم ہماری طرف سے گورو صاحب کو لکھ دو کہ اگر لنگر کے اخراجات زیادہ ہیں۔ (فراخدلی اور ذہانت ملاحظہ ہو) اور ہماری دی ہوئی جاگیر ان اخراجات کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ تو ہم تم کو مزید جاگیر دے دیں گے۔ اس طرح لوٹ مار سے عزت نہیں ہوگی۔ ہمارے دل میں گورو نانک جی کی وجہ سے اس گدی کا بہت احترام ہے۔

دگور بلاس پاتشاہی چھ ادھارے کے دگورو پرتاب سورج

راس ۲ انشو ۲۷)

بادشاہ نے کہا۔ دیوان جی۔ یہ بات قابلِ قبول نہیں۔ میں اپنے والد

اکبر بادشاہ سے گورو نانک پیر کا حال سن چکا ہوں۔ کہاں وہ پیر صاحب گدی کے مالک اور کہاں وہ چوریاں کروائیں۔ یہ نہیں ہو سکتا وہ قابلِ تعظیم ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ والد بزرگوار نے گدی کے نام کئی گاؤں لگائے ہیں۔ صبح چل کر پتہ کریں گے۔ اگر ان گاؤں کی آمدنی سے اُن کے اخراجات پورے نہ ہوتے ہوں۔ تو مزید گاؤں دے دیں گے۔

(سوڈھی چمتکار۔ صفحہ ۲۹۲)

سکھ کتب کی ورق گردانی اور توزکِ جہانگیری سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ گورو ارجن جی نے جہانگیر کی حکومت کی خوب مخالفت شروع کر دی تھی۔ اس سلسلہ میں ایک سکھ وِدوان کا قول ہے کہ گورو ارجن جہانگیر کے اسلامی شریعت پر حکومت کی بنیاد رکھنے کے خیال کا اشد ترین مخالف تھا۔ توزکِ جہانگیری سے یہ واضح ہوتا ہے۔ کہ گورو ارجن جی کی یہ مخالفت محض خیالات کی حد تک محدود نہیں رہی تھی۔ بلکہ افسوس کی بات ہے کہ اُس نے اُسے عملی طور پر بھی ثابت کر دکھایا تھا۔ چنانچہ اُس نے کھلے بندوں سیاسی معاملات میں دلچسپی لی تھی اور حکومت کے خلاف بعض ایسی نازیبا حرکات کی تھیں کہ جن کی بنا پر جہانگیر کو مجبوراً ایسا فرمان جاری کرنا پڑا تھا۔ اور اُن حرکات میں سے ایک بڑی بات جہانگیر کے بیٹے شہزادہ خسرو کی بغاوت میں مدد دینا تھا اور اُسے قشقہ لگا کر ایک رنگ میں اُس کی تاجپوشی کی رسم کا ادا کرنا تھا۔ جو کھلی بغاوت ہے۔ بادشاہ سے سرکشی کا الٹیمیٹم ہے۔ سکھ وِدوان یہ جانتے ہیں کہ گورو گھر میں یہ قشقہ لگانا تاجپوشی

کی رسم ہے اور جہانگیر نے بھی اس تلک کو راج تلک ہی تسلیم کیا تھا۔
دادو دہش کے فراخدالی سے عمل کا بادشاہ نے یہ نتیجہ پایا۔
(پراچین بیڑیاں۔ صفحہ ۹۶)

رسالہ پنج دریا۔ جنوری ۱۹۵۲ء کا بیان بھی ملاحظہ ہو:۔
شہزادہ خسرو اچھی طرح جانتا تھا کہ گورو ارجن جہانگیر کے اسلامی شریعت پر (جسے بابا گورو نانک صاحب بہت پسند کرتے تھے) حکومت کی بنیاد رکھنے کے خیال کا اشد دشمن ہے۔ نیز گورو ارجن ایسی عظیم اور بے خوف شخصیت کا مالک ہے کہ وہ ایسے وقت میں بھی جب کہ شہنشاہ خود شہزادے پر فوج کشی کے لئے پیچھے پیچھے چلا آرہا ہو خسرو کو تسلی اور مدد دینے سے دریغ نہیں کرے گا۔ پس ایسا ہی ہوا۔
تاریخ گورو خالصہ ایڈیشن دوئم۔ صفحہ ۲۹۶ کا بیان بھی سُن لیں:۔
مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی کا بیان ہے کہ خسرو نے اپنی اس ملاقات میں یہ پیشکش بھی کی تھی کہ اگر وہ اس مہم میں کامیاب ہو گیا۔ تو اُسے پنجاب کی حکومت حوالے کر دی جائے گی۔

شہزادہ خسرو نے کسی کشتری کی بیٹی خوبصورت دیکھ کر زبردستی اپنے گھر میں ڈال لی۔ کشتریوں نے مل کر فریاد کی۔ جہانگیر نے خسرو کو گرفتار کرنے کے لئے فوج بھیجی۔ تو اُس نے مقابلہ کیا اور آخر شکست کھا کر کابل کی طرف

بھاگ گیا۔ جہلم کے نزدیک ایک مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ تو ایک ملاں نے پکڑوا دیا۔ جہانگیر کے روبرو لایا گیا۔ اس کے ساتھی زمین میں گڑوا کر مروا دیئے گئے اور اُسے قتل کر دیا گیا۔

(تواریخ گورو خالصہ۔ ایڈیشن دوئم۔ صفحہ ۲۰۷)

ایک ہندو ودوان نے لکھا ہے :۔ اِس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سکھ گوروؤں کے دلوں میں پہلے ہی سے اپنی طاقت کو بڑھانے اور جتھہ کو مضبوط کرنے کا خیال پیدا ہو چکا تھا اور انہوں نے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ مسلمان حکام کی نظروں میں خار کی طرح کھٹکنے لگے تھے۔ لیکن اُن کی تکلیف اور مصیبت کا آغاز گورو ارجن دیو سے شروع ہوا۔ جنہوں نے جہانگیر کے باغی لڑکے خسرو کی امداد کی۔ اگر سکھوں کے گورو مسلمان حاکموں سے چھیڑ چھاڑ نہ کرتے یا شاہی باغیوں کو مدد نہ دیتے۔ تو اُن پر کسی قسم کی سختی کا نازل ہونا ایک ناممکن بات تھی۔ (بالکل درست کہا)

(ہندو جاتی اور سکھ گورو۔ صفحہ ۵۰۷)

گورو ارجن جی نے اپنے دربار کی ٹھاٹھ باٹھ شاہی دربار کی طرح بنائی اور جتھہ بندی کو ترقی دیکر ایک رنگ میں حکومت کا سلسلہ شروع کیا۔ . . . . . . جس کے سرتاج سچے بادشاہ (یعنی گورو) خود تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ سکھوں نے اس وقت تک مغلیہ حکومت کے اندر

ہی اندر سوراج کی تربیت حاصل کر لی تھی۔
(جیون کتھا گورو گوبند سنگھ جی۔ صفحہ ۱۳۵)

جب راجہ بیربل نے امرتسر کے ہندوؤں پر ایک ٹیکس لگا دیا...... تو گورو صاحب نے لوگوں کو یہ ٹیکس ادا کرنے سے منع کر دیا۔ (رسالہ سنت سپاہی۔ جون ۱۹۵۴ء)

سکھوں نے گورو ارجن دیو کے زمانہ میں آہستہ آہستہ اپنی ریاست بنالی تھی (یہ مغلوں کی کوتاہ اندیشی اور فیاضی کا نتیجہ تھا۔ جو آگے چل کر مسلمانوں کے قتل عام کا باعث بنا) اور اپنے گورو کو.... سچا بادشاہ (باقی سب جھوٹے بادشاہ ہیں) کہنا شروع کر دیا تھا۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں گورو ارجن جی نے سوراج قائم کر لیا تھا۔

(پنجابی صوبہ۔ صفحہ ۷۵)

اسی دوران میں خسرو نے جہانگیر کے خلاف بغاوت کا علم بلند کر دیا اور گورو جی نے روپیہ سے اُس کی امداد کی۔ (یہ اتنا روپیہ کہاں سے آیا۔ جہانگیر سے) اور کچھ عرصہ اپنے پاس ٹھہرایا۔ یہ باتیں ایسی نازیبا اور ناقابل برداشت تھیں کہ جن سے گورو جی کے بارے میں پہلے سے پیدا شدہ شکوک و شبہات کو تقویت پہنچی۔ ایسے حالات

یں کسی بھی حکومت کے لئے چپ رہنا ناممکن ہے۔ انہیں حالات کے پیش نظر گورو ارجن کے خلاف فرمان جاری کرنا پڑا۔ چونکہ حکومت کے اہل کاروں میں چندو لال ایسے لوگ بھی موجود تھے۔ جنہیں بقول سکھ مؤرخین کے گورو صاحب سے ذاتی عداوت تھی۔ انہوں نے اس وقت سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ چنانچہ سکھ مؤرخین کا بیان ہے کہ چندو لال نے گورو صاحب کو اپنے قبضے میں لے لیا اور اپنے گھر لے جاکر حکومت کی منشار اور علم کے خلاف بہت تکالیف دیں۔ یہاں تک کہ گورو جی کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ (اگر لڑکی کا رشتہ لے لیتا۔ تو آج یہ نوبت نہ آتی) یہی وجہ ہے کہ جب جہانگیر کو اس کا علم ہوا۔ کہ چندو نے محض اپنی ذاتی عداوت کی بنا پر گورو صاحب کی جان ضائع کی ہے۔ وہ تو آئین جہانگیر اور عدل جہانگیری کے سراسر خلاف ہے۔ تو اس نے اسے اسی وقت معزول کر کے گورو ہرگوبند صاحب کے حوالے کر دیا۔ یہ تمہارے باپ کا قاتل ہے۔ اس کو جو چاہیں۔ اسے سزا دیں۔

گور پرتاب سورج سمپادت۔ صفحہ ۲۳۸ پر لکھا ہے :-

یہ اس زمانے کا رواج تھا کہ مجرم کو جن کا اس نے جرم کیا ہو۔ ان کے حوالے کر دیا جاتا تھا۔ تاکہ وہ اسے سزا دیکر اپنا دل ٹھنڈا کر لیں۔

یہ سری گورو ارجن گورو گھر کے پہلے شہید ہیں۔ جو مسلمانوں

کے ہاتھوں سے نہیں۔ بلکہ خالص ایک ناپاک دشمن ہندو کشتری کے ہاتھوں قتل کا ذمہ دار چندو دیوان کتر ہندو تھا۔ چندو دیوان رشوت خور ظالم حاکم تھا۔ (سنگور بتاں ہور کچی ہے بانی۔ صفحہ ۳۳)

ارجن جی کے فرزند ہرگورو گوبند جی سے انہوں نے یہ کہا تھا کہ چندو لال نے میرے باپ کے ساتھ بہت ظلم کیا۔ اُس نے آپ کا (جہانگیر کا) بھی کوئی ڈر خوف نہیں کیا۔ یعنی آپ کے حکم اور منشا کو بھی نظر انداز کر دیا

(پنتھ پرکاش نواس ۔ ۱۵، صفحہ ۱۰۶)

خالصہ پارلیمنٹ گزٹ۔ جنوری ۱۹۵۶ء کا بیان ہے :-

سکھ تاریخ کے مصنفین۔ ناظرین اور سکھوں کا یہ پختہ یقین تھا کہ گورو ارجن جی کو شہید کرنے کی ذمہ داری دیوان چندو شاہ پر ہے اور مغل حکومت کا اس سانحہ میں سیدھا یا اُلٹا کوئی ہاتھ نہ تھا۔ جہانگیر نے گورو ارجن کو بغاوت کی سزا میں دو لاکھ روپے جرمانہ عائد کیا تھا۔ نہ کہ موت کی سزا۔ بڑے بھائی اور چندو لال نے اپنا انتقام لیا اور گورو جی کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا۔ جہانگیر نے صرف یہ سزا تجویز کی تھی کہ دو لاکھ روپیہ خزانہ میں داخل کر دیں۔ جو اُس نے داخل نہ کیا تھا۔

بادشاہ نے گورو صاحب سے کہا۔ کہ تم نے ہمارے دشمن کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ کی امداد دی تھی۔ اس کے عوض دو لاکھ روپیہ خزانہ شاہی میں داخل

کر دو۔ ورنہ جان سے جاؤ گے۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہم فقیروں کے پاس سوائے نام خدا کے اور کوئی دولت نہیں ہے۔

(جنم ساکھی بھائی بالے والی۔ صفحہ ۲۹۱)

جب لاہور میں سکھوں نے سنا تو وہ فوراً روپیہ جمع کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور تاوان ادا کرنا چاہا۔ مگر گورو صاحب نے روک دیا۔

(سکھوں کے دس گورو اور ان کی تعلیم" کتاب کا صفحہ ۳۷)

اور سُن لیجئے۔ گورومت اتہاس گورو خالصہ۔ صفحہ ۱۱۸-۱۱۷۔ پر کیا لکھا ہے:-

"اب ہم اشنان کر کے وفات پانے لگے ہیں۔ ہمارے مردہ جسم کو دریا میں بہا دیا جائے۔ یہ کہہ کر گورو جی نے اشنان کیا اور چادر تان کر وفات پا گئے ...... سکھوں نے ست نام کہہ کر گورو جی کو دریا میں بہا دیا۔ (گویا جلایا نہیں۔ نیز یہ کہ انہیں قتل کرنے والا کوئی شخص نہیں تھا۔ وہ قدرتی موت وفات پا گئے۔)

گورو ہر گوبند کا زمانہ

جہانگیر نے گورو ہر گوبند صاحب سے بڑا اچھا سلوک روا رکھا۔ شہنشاہ

جہانگیر نے گورو ہرگوبند جی کو پانچ سو روپیہ یومیہ تنخواہ پر پنجاب کے حکام
کا نگران مقرر کر دیا۔

(تواریخ گورو خالصہ اردو۔ صفحہ ۹۹)

گورو ہرگوبند جی دو تلواریں باندھے تھے۔ ایک مرتبہ جہانگیر نے
اس کا سبب دریافت کیا۔ تو گورو جی نے جواب دیا۔

"ین ایک آپ کے شترو ہیت ہے ڈوئی دو کھتن گورن کیت"۔

(ترجمہ) ایک تلوار تو آپ کے دشمنوں کے خلاف استعمال کرنے کے
لئے ہے اور دوسری گورو گھر کے بدخواہوں کو راہِ راست پر لانے کیلئے ہے۔

(پنتھ پرکاش نواس ۱۶ کے صفحہ ۱۰۷ پر)

جہانگیر کا سپہ سالار گورو ہرگوبند صاحب

گیانی گیان سنگھ جی فرماتے ہیں:-

ایک ہندو راجہ تارا سنگھ۔ نالاگڑھ۔ جہانگیر کی اطاعت سے منحرف
ہو گیا۔ تو جہانگیر نے گورو جی کو اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا۔ تاراچند کو
اطاعت کرنے پر مجبور کر دیا۔

(تواریخ گورو خالصہ۔ صفحہ ۱۰۴۔ نیز رسالہ سنت سپاہی جنوری ۱۹۵۲ء)

ایک موقعہ پر جہانگیر نے گورو صاحب کو پانچ ہزاری خلعت (در ترتیب) اور کئی دوسری اشیاء دے کر نوازا تھا۔ اور گوالیار کے قلعہ میں ۵۲ شاہی قیدی جو والیان ریاست کے تھے۔ اُنہیں گورو ہر گوبند جی کی سفارش پر بادشاہ نے معاف کر کے رہا کر دیا تھا۔

(بھارتی راشٹریہ کانگرس ۱۹۴۶ء۔ صفحہ ۴۲)

گورو تیغ بہادر کا زمانہ (آٹھواں گورو)

چار گوروؤں کے بعد پانچویں گورو سے دسویں گرو تک ملکی اور سیاسی معاملات میں اختلافات پیدا ہو گئے۔ ان اختلافات میں تین بڑے اختلافات ہیں:۔ پہلا گورو ارجن جی کا قتل۔ دوسرا گورو تیغ بہادر اور اورنگ زیب۔ تیسرا اختلاف گورو گوبند سنگھ جی (دسواں گورو) کے بچوں کا مسئلہ ہے۔ آزاد مصنف مسٹر نکولاس منوچی جو شاہجہان سے لیکر شاہ عالم کے زمانہ تک مغلیہ دربار میں رہا اور جس نے اورنگ زیب کی ہر ایک حرکت اور چھوٹے بڑے ظلم کو بھی قلم بند کیا ہے۔ اس کی کتاب میں بھی کسی کو اس امر کا نام و نشان نظر نہیں آتا۔ کہ اورنگ زیب نے پنجاب۔ بنگال۔ بہار۔ اوڑیسہ۔ یوپی اور دکن کے باشندوں کو جبراً مسلمان ہونے کو کبھی کہا ہو۔

مسٹر فارسٹر ایک انگریز سیاح نے گورو تیغ بہادر کے قتل سے

متعلق یہی خیال ظاہر کیا ہے کہ اورنگ زیب اس قسم کا کوئی حکم نہیں دے سکتا تھا۔ یہ قصہ ایک مسلمان بادشاہ کو بدنام کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

گورومت لیکچر صفحہ ۱۲۱ ۳۲ کا بیان

گورو نانک کا آٹھواں گدی نشین جن کا نام گورو تیغ بہادر تھا۔ بہت سے سکھ جمع کرکے طاقتور ہو گیا اور کئی ہزار آدمی اُس کے ہمراہ پھرا کرتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ دونوں (حافظ اور گورو تیغ بہادر) مل کر بہت سختی اور ظلم ڈھایا کرتے تھے اور تمام ملک پنجاب میں چکر لگایا کرتے تھے۔ گورو تیغ بہادر ہندوؤں سے روپیہ وصول کرتا اور حافظ مسلمانوں سے۔

سکھ ہسٹری ۱۳۱ کا بیان

یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ گورو تیغ بہادر نے اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہانسی اور ستلج کے درمیان جنگلات میں آزاد زندگی بسر کرنا شروع کر دی اور آپ کے سکھ اس طریق سے مار دھاڑ کرتے۔

کہ اپنی بہادری سے کسانوں کے دل جیت لیتے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ جو شیلے مسلمان آدم خانظ سے جانے جاتے تھے۔ گورو جی نے مالدار ہندوؤں پر ٹیکس لگایا ہوا تھا۔

سردار لال سنگھ پرنسپل سکھ شہید مشنری امرتسر کا بیان

(ڈ۔ پ) گورو تیغ بہادر سے متعلق بیان کرتا ہے کہ گورو کوئی بے خطر روحانی تعلیم دینے والا ہی نہ تھا۔ بلکہ مسلح سکھوں کی پیشوائی گھوڑے پر سوار ہو کر کرتا تھا۔ زمینداروں کی آبادی سے زبردستی روپیہ چھین لیتا تھا۔ اور مسلمان آبادیوں میں لوٹ مار کرتا تھا۔

(رسالہ سنت سپاہی امرتسر۔ جولائی ۱۹۳۶ء)

پس ان حوالہ جات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ گورو تیغ بہادر نے بھی یہ پیشہ لوٹ مار کا اختیار کر کے سیاسیات میں خوب حصہ لیا اور اپنے پاس فوج وغیرہ رکھ کر اپنی طاقت بڑھانے کی کوشش کی۔ اور گورو صاحب کے اس رویہ کی بادشاہ کے پاس رپورٹیں بھی ہوتی رہیں۔

راج ۔ مال ۔ روپ ۔ ذات جوبن پنجے ٹھگ
انہیں ٹھگیں جگ ٹھگیا ۔ کنی نہ رکھی لج ۔

جب راج آگیا تو اورنگ زیب ہی سے کیا۔ خود گورو تیغ بہادر

کے سکھوں نے دھیر مل کا ڈیرہ بھی لوٹ لیا۔

چچا کے خلاف بھتیجے نے حکومت میں رپورٹ لکھوائی

دھیر مل نے حکام کے پاس جالندھر جا کر رپورٹ لکھوائی۔ کہ میرے چچا تیغ بہادر نے ہمارے گھر میں ڈاکہ ڈالا ہے (یہ بات گوروؤں کے لئے شرمناک ہے۔ اس قسم کی شکایات صرف گورو رامداس کے بعد گدی نشینوں کے متعلق آتی رہیں۔ پہلے چار گورو جی صاحبان کے نام حسب ذیل ہیں۔ ۱۔ گورو نانک جی ۲۔ گورو انگد ۳۔ گورو امرداس اور ۴۔ اُس کا داماد گورو رامداس۔ پانچویں گورو ارجن جی کے متعلق بھی کئی شکایات موجود تھیں) اور ہمارے آدمیوں کو مار پیٹ کر کے ہمارا گرنتھ اور دیگر مال و متاع بھی لوٹ لیا ہے۔ (جب گورو ہی ایسے کام کرنے لگ جائیں تو چیلوں سے ہم کیا شکایت کر سکتے ہیں۔ گوروؤں کو ایسی نازیبا حرکات سے ہٹتے رہنا ہی اچھا ہے ورنہ تمام چیلے گمراہ اور بد چلن ہو جائیں گے۔ جیسا کہ گورو گوبند سنگھ جی اور بندہ بہادر بیراگی کے زمانہ میں بے پناہ لوٹ مار اور قتل و غارت ہوتی رہی۔ دولت کے لالچی لوگوں نے گورو نانک جی اور گرنتھ صاحب کی تعلیم کو بالکل پس پشت ڈال دیا۔ خدائی قانون اور بابا جی کے قیمتی اصول

گرو دو غیر اعتبار نہ سمجھتے ہوئے اپنے ہم خیال گروؤں کے پیچھے لگ
گئے اور اس طرح خدا کی زمین پر ایسی تباہی برپا کردی کہ دنیا بے انسانیت
کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔)

(پراچین بیڑان - صفحہ ۱۰۷)

اصل گرنتھ کے نسخہ کو گوروجی نے دریا میں بہادیا

گوروتیغ بہادر اور اُس کے بھتیجے دھیرمل کے باہمی فسادات
کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گرنتھ صاحب کا وہ اصلی نسخہ جو گوروارجن جی نے
بھائی گوردا اس سے تیار کروایا تھا۔ ضائع ہو گیا۔ بقول سردار جی بی
سنگھ جی اس گرنتھ کو تیغ بہادر ہی نے خود دریا میں بہاکر تلف کر
دیا تھا۔ کیونکہ دھیرمل کی گدی کی زینت یہی گرنتھ تھا۔ (انسوس
صد افسوس۔ جو قوم اپنی مقدس کتاب کی بے حرمتی بدیں نوع کرنے
لگ جائے۔ تو اُس کے متعلق کیا کہا جا سکتا ہے۔ اُس قوم کا مذہبی
تقدس ختم ہو گیا۔ اُس کی بقا اور حکومت کا خدا ہی حافظ ہو سکتا ہے
ورنہ اُسے اس دنیا میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے)

(پراچین بیڑاں - صفحہ ۱۸۹)

گورو تیغ بہادر کا قتل مذہبی نہیں۔ بلکہ سیاسی تھا

اورنگ زیب نے ہندوؤں پر پھر جزیہ لگا دیا تھا۔ جب گورو تیغ بہادر نے اورنگ زیب کی اس سیاست کے خلاف علی الاعلان ناراضگی ظاہر کی۔ تو آپ کو دہلی طلب کیا گیا۔ اور حکومت کی مخالفت کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔

(گولڈن ٹیبل ہندو اتہاس۔ صفحہ ۱۷۰)

بھائی کیسر سنگھ چھپر کا بیان

پراچین زمانے کے سکھ اس بات کے قائل نہ تھے کہ گورو تیغ بہادر کو اورنگ زیب نے اسلام قبول نہ کرنے کے جرم میں قتل کروایا تھا۔ (گور پرنامی قلمی ورق)

مصنفین خود بخود سر کا کٹ جانا بیان کرتے ہیں

اورنگ زیب نے گورو تیغ بہادر سے کوئی کرامت طلب کی تھی اور گورو صاحب نے یہ فرمایا تھا۔ کہ آپ میری گردن پر تلوار چلائیں۔

میرا سر تن سے جدا نہ ہوگا۔ مگر جب اُس کی آزمائش کے لئے تلوار چلائی گئی۔ تو آپ کی گردن کٹ گئی۔

دوسری روایت ہے کہ گورو صاحب نے اپنے ایک سکھ سے کہا تھا کہ ہم اپنی گردن جھکاتے ہیں۔ تم تلوار سے ہمارا سر تن سے جدا کر دو پہلے تو اس سکھ نے ایسا کرنے سے انکار کیا۔ مگر بعد میں گورو صاحب کے سمجھانے سے وہ تیار ہو گیا۔ چنانچہ گورو صاحب نے گردن جھکا دی اور اُس سکھ نے تلوار چلا کر اُسے کاٹ دیا۔ اس طرح گورو صاحب اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (رسالہ گورمت۔ امرتسر۔ دسمبر ۱۹۵۶ء)

گویا اورنگ زیب نے قتل نہیں کیا تھا۔ بلکہ اُن کے کہنے سے خود ایک سکھ نے سر کاٹ دیا تھا۔

جنم ساکھی گورو گوبند سنگھ میں لکھا ہے۔ (صفحہ ۱۲ ایر)

تلوار ابھی گردن پر پڑی تھی کہ پہلے سر اُتر کر سکھ کے دامن میں آ گیا اور وہ سکھ اس سر کو لیکر بھاگ گیا۔ کسی نے اُسے دیکھا تک بھی نہیں۔ اس قسم کی کئی روایات ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر ٹرمپ ایک جرمن سکالر نے بھی بیان کیا ہے کہ گورو تیغ بہادر نے اپنے سکھ کو یہ تلقین کی تھی۔ کہ وہ انہیں تلوار سے قتل کر دے پہلے اُس نے انکار کر دیا تھا۔ بعد میں جب گورو صاحب نے گردن جھکائی۔ تو اُس نے تلوار سے گورو صاحب کا سر تن سے جدا کر دیا۔

(نوٹ) یہ روایات اُس زمانہ کی ہیں۔ جب کہ انگریز سیاست دانوں

نے ابھی سکھ تاریخ میں کوئی دخل دینا شروع نہیں کیا تھا یعنی اُس وقت تاریخ میں انگریزوں اور اُن کے کارندوں کا دخل نہیں ہوا تھا۔

اب نیچے انگریزوں کا دخل لیجیئے۔

ہمارے تاریخی گوردواروں کو حکومت نے اپنی پختگی کے لئے استعمال کیا۔ برٹش حکومت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے سکھ تاریخ کو محرف مبدل کیا گیا۔ (رسالہ پریت لڑی۔ مارچ ۱۹۲۵ء)

جونہی سکھ تاریخ مرتب کرائی گئی۔ اُس میں انگریز سیاست دانوں نے اپنی سیاسی ضرورتوں اور مصلحتوں کو خاص طور پر مدِنظر رکھا جیسا کہ ایک سکھ ودوان نے خود ہی اس سلسلہ میں بیان کیا ہے :۔

کمپنی کے ارکان اور سکھ سب سیڈری سرداروں نے زمانے کی سیاسی ضرورت کے پیشِ نظر تاریخ مرتب کروائی۔ جو سکھوں میں رائج ہو گئی۔ اور جاہل سکھوں نے اُس تاریخ کو مستند اور مذہبی تاریخ تسلیم کر لیا۔ جس کا بڑا خطرناک نتیجہ برآمد ہوا۔"

(سکھ اتہاس درشٹ کیوں ہویا صفحہ ۴۲)

انگریزوں کی یہ سیاسی چال رہی ہے کہ ہندوستانی بادشاہوں۔ راجاؤں اور نوابوں کو بُری شکل میں پیش کیا جائے۔ تاکہ لوگ اُن سے نفرت کریں اور انگریزوں کی حکومت کو اچھا خیال کریں۔

(اتہاس لیکچر۔ صفحہ ۳۱۶)

سکھ پہلے ہی اپنی حکومت قائم کرنے کے نتیجہ میں آہستہ آہستہ
مسلمانوں سے دُور ہو رہے تھے۔ اور اُن کے دلوں میں اسلام اور
مسلمانوں کے خلاف بغض اور عناد پیدا ہو رہا تھا۔ انگریز سیاستدانوں
کی اس قسم کی حرکت نے خوب جلتی پر تیل کا کام کیا۔ سکھ وِدوان اس بات
کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ انگریزوں نے اپنے ابتدائی دَور میں سکھ دھرم اور سکھ
اتہاس پر اپنا پورا پورا تسلّط جما لیا تھا اور سکھ اس حد تک بے بس ہو کر
رہ گئے تھے۔ ان دنوں گوردواروں میں اور گھروں میں اُن کی روزمرہ
کی دُعا میں پڑھا جاتا تھا:۔

(نام دھاری اتہاس حصّہ اوّل اور ست جگ اساڑھ سکھ صفحہ ۱۰)
"جگ جگ راج سوایا ٹوپی والے دا"

یہ روایت کہ گورو تیغ بہادر کو اورنگ زیب نے اسلام قبول نہ
کرنے کے جرم میں قتل کروا دیا تھا۔ سب سے بعد کی روایت ہے۔ پہلے
اس خیال کا کہیں بھی شائبہ تک نظر نہیں آتا تھا۔ یہ چال محض سیاسی اغراض
کے تحت سکھ کتب میں داخل کی گئی ہے۔ اس کا مقصد اورنگ زیب کو
بدنام کرنے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اس روایت کے موجد اور بانیوں
میں مسٹر میکالف بھی شامل ہیں۔ یعنی اُس نے بھی اس چال میں حصّہ لیکر
اپنا مُنہ کالا کر لیا ہوا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اس روایت کو شہرت
دینے میں آپ صفِ اوّل پر ہیں۔ "واہ! خوب پارٹ ادا کیا تو نے!"

آپ نے سکھ مذہب کے موضوع پر ایک کتاب چھ جلدوں میں ۱۸۹۳ء
میں تصنیف کی تھی۔ اس میں گورو تیغ بہادر کا قتل اورنگ زیب کے ذمے
لگایا ہے۔ اس کتاب کی غرض وغایت اُس کی اپنی ہی زبانی سن لیجئے۔
"میں نے سکھوں سے اقرار کیا تھا کہ میں یہ کتاب سچے سکھوں کے
اصولوں کے مطابق تصنیف کروں گا۔"

(میکالف اتہاس۔ حصہ اوّل۔ دیباچہ۔ صفحہ ۱۴)

سکھ لوگ عموماً اورنگ زیب کو گورو تیغ بہادر کا قاتل گردانتے
ہیں اور یہ بیان کرتے ہیں کہ اُس نے گورو صاحب کو مسلمان نہ ہونے
کے جرم میں چاندنی چوک میں قتل کروا دیا تھا۔ اس غلط اور بے بنیاد الزام
کی بنا پر وہ اورنگ زیب کو گندی گالیاں دینے سے دریغ نہیں کرتے
حالانکہ اس بادشاہ نے کسی بھی سکھ گورو پر کوئی زیادتی یا ظلم نہیں کیا۔ اُس
کے عہد میں چار سکھ گورو صاحبان (۱) گورو ہر رائے۔ (۲) گورو ہر کشن
(۳) گورو تیغ بہادر اور (۴) گورو گوبند سنگھ جی ہوئے ہیں۔ گورو ہر کشن
نے تو اُسے یہ دعا دی تھی:۔

یہ راضی رکھے خدا نے
کہے گورو ترک

(ترجمہ) گورو جی نے فرمایا کہ اے مسلمان بادشاہ.......
خدا تجھے راضی رکھے۔

گورو گوبند سنگھ نے اورنگ زیب کو ملائک صفت اور روشن ضمیر کہا ہے۔

گورو گوبند سنگھ کے نزدیک اپنے باپ تیغ بہادر کا قتل اورنگ زیب کے کسی حکم کے تحت اگر ہوا بھی تھا تو یہ کیونکر ممکن ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے باپ کے قاتل اور ظالم بادشاہ کو ملائک صفت۔ روشن ضمیر القاب سے یاد کرتا ہے۔ آخر گورو گوبند سنگھ سے بڑھ کر اپنے باپ تیغ بہادر کا درد کسی اور کو ہو سکتا ہے؟

گورو گوبند سنگھ جی اورنگ زیب کو صرف ایک بادشاہ ہی تسلیم نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اُن کو ایک رُوحانی اور صاحب کشف انسان بتصور کرتے تھے۔ انہوں نے اورنگ زیب کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ وہ روزانہ بحالتِ کشف بیت اللہ کی زیارت کرتا تھا اور کعبہ میں حاضر ہو کر نماز ادا کرتا تھا۔

(گورو پرتاب سورج۔ گرنتھ رت۔ ۳۔ صفحہ ۲۷)

جب اورنگ زیب انند پور کو شکست دے کر دینا پہنچے۔ تو گورو گوبند سنگھ جی نے وہاں بھائی دیا سنگھ کے ہمراہ پانچ اور سکھ بھی بھیجے۔ اُن کے ہاتھ مندرجہ ذیل ظفر نامہ شہنشاہ اورنگ زیب کے پاس بھیجا گیا:۔

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

خوشش شاہِ شاہان اورنگ زیب
کہ چالاک دست است۔ چابک رکیب

چہ حسن الجمال است و روشن ضمیر
خداوندِ ملک است و صاحب امیر

بترتیب دانش بتدبیر تیغ
خداوندِ تیغ و خداوندِ دیگ

کہ روشن ضمیر است و حسن الجمال
خداوند بخشندۂ ملک و مال

کہ بخشش کبیر است در جنگ کوہ
ملائک صفت چوں ثریا شکوہ

شہنشاہِ اورنگ زیب عالمین
کہ دارائے دور است دور است دین
(دسم گرنتھ صفحہ ۱۳۵۰)

اورنگ کا خط ساتویں گورو ہر رائے جی کے نام

نانک شاہ کے گھرانے کو ہم دوسرے بُت پرست ہندوؤں کی طرح نہیں سمجھتے۔ کیونکہ نانک شاہ سچے فقیر۔ خدارسیدہ اور صلح کل تھے اُن کے اندر ہندوؤں والا ہٹ نہیں تھا۔ انہوں نے مکہ معظمہ کا حج کیا تھا۔ اور متقدد چلّے بھی کاٹے تھے اور اسلامی ممالک میں پھر کر مسلمانوں سے محبت کی تھی۔

(تواریخ گورو خالصہ۔ صفحہ ۷۶۰)

ڈاکٹر ایل وسوانی نے کہا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ گورو نانک جی کا مذہب ملاپ اور ایکتا تھا۔ انہوں نے اسلام کی تعلیم میں وہ کچھ دیکھا جو دوسرے ہندوؤں کو بہت کم نظر آتا ہے۔ گورو جی کو مسلمانوں سے میل جول پیدا کرتے وقت خوشی محسوس ہوتی تھی۔ شیخ فرید ثانی (سرہندی) دس سال تک گورو کے ساتھ مل کر لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی راہ بتاتے رہے۔ (اخبار امرتسر۔ ۱۸ رجنوری ۱۹۳۱ء)

سکھوں کے دلوں میں بدی پیدا کرنے والے پہلے انگریز اور دوسرے بستر بر کشمیری براہمن تھے۔ سکھ قوم جانتی ہے۔ کہ انگریز کتنے مطلب پرست

تھے۔ انگریزی حکومت کے وقت سکھوں کی عبادت گاہوں میں انگریز کے لئے اس طرح دعا کرائی جاتی تھی :۔

"جگ جگ راج سوایا۔ ٹوپی والے دا"

ایسٹ انڈیا کمپنی نے سب ہنڈی ایری سکھ سرداروں سے مل کر سیاسی ضروریات کے پیش نظر سکھ تاریخ تیار کرائی :۔ سکھوں میں رائج ہوگئی اور بے پڑھے لکھے سکھوں نے اس تاریخ کو مستند مذہبی تاریخ خیال کر لیا۔ (سکھ اتہاس درشٹ کریں ہو یا۔ صفحہ ۴۲)

سکھ دھرم کے دشمن کشمیری براہمن

گیانی گیان سنگھ جی فرماتے ہیں کہ اکثر دور اندیش داناؤں کی یہ رائے ہے کہ یہ سب چال گورو تیغ بہادر کے شریکوں کی تھی۔ جو شروع ہی سے ان سے عداوت رکھتے تھے۔ اب انہوں نے دشمن کے سینہ پر سانپ پھینکنے کی طرح یہ چال چلی کہ اگر گورو صاحب براہمنوں کی بات مان کر آگے آگئے تو اورنگ زیب اُن کو قتل کر دے گا۔ بعد میں گوریائی ہم سنبھال لیں گے۔ اُن کے چھوٹی عمر کے بچے سے کیا ہو گا......

دوسری چال یہ تھی کہ اگر گورو صاحب نے ہندو دھرم کی امداد نہ

کی۔ تو براہمن اُن کے دروازے پر خود کو کٹاریں مار مار کر مرجائیں گے۔
اس طرح ملک بھر میں گورو صاحب کی بدنامی ہو جائیگی اور لوگ انہیں
چھوڑ دیں گے اور ہمیں ملنے لگ جائیں گے۔
(تواریخ خالصہ۔ صفحہ ۱۳۲۸ پر)

گورو تیغ بہادر سے دشمنی رکھنے والوں نے گورو صاحب کو اپنے
راستے سے ہٹانے کے لئے ایک ڈھونگ سوچا۔ انہوں نے پنڈتوں
کو مشورہ دیا کہ تیغ بہادر کے دروازے پر جاکر چیخ پکار کریں۔
(جیون کتھا گورو گوبند سنگھ۔ صفحہ ۴۶)

دوسری طرف گورو صاحب کے شریکوں نے کشتریوں اور براہمنوں
کو اکٹھا کر کے بہت جلد پنجاب کے حاکم ظالم خاں کے پاس یہ درخواست
دلوائی کہ اگر گورو تیغ بہادر اسلام قبول کرلیں تو وہ سب کے سب مسلمان
ہو جائیں گے۔ (تواریخ گورو خالصہ۔ صفحہ ۱۳۵۱)

ایک ہندو سکالر لالہ دولت رائے نے کہا ہے کہ براہمنوں کی یہ
دُور رس چال تھی کیونکہ براہمن گورو کو اپنا پیشوا تسلیم نہ کرتے تھے۔ چال
یہ تھی کہ اگر اورنگ زیب نے گورو صاحب کو مسلمان بنالیا تو براہمنوں
کے دھرم کا دشمن ختم ہو گیا۔ (سوانح عمری گورو گوبند سنگھ۔ صفحہ ۶۴)

حالات زمانہ بدلنے کے ساتھ ساتھ گورو تیغ بہادر کے مظالم بڑھ گئے اور

اور گوروؤں میں تلخیاں بڑھ گئیں۔

راج۔ مال۔ روپ۔ ذات۔ جوبن پنجے ٹھگ۔

انہیں ٹھگیں جگ ٹھگیا۔ کنی نہ رکھی لج۔

انہی وجوہات (حرص ملاپ۔ غرور ذات و جوبن) کی بنا پر گورو تیغ بہادر جی نے جسے اپنی بہادری پر بڑا فخر تھا بہت سے سکھ جمع کرکے طاقتور ہو گیا۔ ہزاروں آدمی اُس کے ہمراہ ہوا کرتے تھے۔ سرہند کا گدی نشین حافظ آدم بھی اُس کے ہمراہ تھا۔ اِن دونوں نے مل کر لوگوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے۔ پنجاب کے تمام علاقوں سے اسلحہ اور دولت اکٹھی کی تاکہ اُس کی قوت میں اضافہ ہوا۔

اے سکھ بھراؤ!

ایہ گل سن لو ایہ دنیا سدا نا ہیوں رہنی اے۔ اساں تسھاں سنے اک دیہاڑے ایتھوں چھڈ جاناں اے۔ فیر اسی واحد خدا یعنی واحد گرو دے سامنے پیش ہونا اے اوتھے حساب کتاب ہوسی۔ پوچھیا جاسی تسی رب نال برابر اور رب جیا کسے جیو یا شئے نوں کیوں سمجھیا سی۔ بھیڑے تے چنگے کماں دا حساب ہوسی۔ جیہدے چنگے کم بہت ہوسن اہنوں جنت دی پھلواڑیاں اور ماڑیاں مل گیاں۔ جیہدے پاپ بہت ہون گے او نرک دے وچ سٹیا جاسی۔ اساں نوں اوس ویلے توں ڈرنا چاہی دا۔ اوتھے کوئی بھین بھرا ماں پیو متر کم نہ آسی۔ رب پچھے گا تہاڈے کول اسی اپنے حکم گھلے تسیں ساڈے سدھے سدھار ستے تے کیوں نہ چلے۔ اللہ تعالٰے دے ایہہ حکم ساڈے کول اوہدے رسولاں دے ذریعے پہنچے۔ سب توں آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے سن اہناں دے مگروں کوئی رسول نہ آیا نہ کدی آسی۔

گرو نانک جی مہاراج تے او ہناں دے سندیسہ نوں اپنایا اور اہنج اسلام دا راگ گایا۔ گرو جی نے واحد یعنی اک خدا دا پرچار ساری عمر کیتا۔ تے اسلام دے اصولاں تے چلے او ہناں نے نمازاں پڑھیاں لا الٰہ الا اللہ دے وریاکھیاں دتے۔ جے کسے نوں ایس گل وچ شک ہووے تو اوہ اس رسالہ وچ جو شلوک اور بانیاں لکھیاں گیاں ہن

اونہاں نوں پڑھ لئو فیر نتیجہ کڈھو۔ اونہاں دا کلام اسلام دے اُپدیش نال بھریا پیا اے۔ باباجی نے حج وی کیتا۔

اسی اپنے سکھ پریماں نوں آگیا دہندے آں کہ اوہ ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور پرانت پوربی پنجاب وِچ واقع اے۔ باباجی کے استھان وِچ جو اونہاں دا چولا صاحب رکھیا ہویا اے اوہدے درشن کرن فیر اوہ دیکھن گے جے تے چولا صاحب اُتے تھاں تھاں قرآن شریف دی آیتاں تے اسلام دے کلمے لکھے ہن۔

ایہہ گلاں ثابت کر دیاں ہن بابا گورونانک جی مسلمان سن۔ سکھ سنگیو تسی باباجی دی پیروی نہ کیتی تے اسلام توں منہ پھریا ایہنوں قبول نہ کیتا تو اللہ دے حضور تہاڈی جواب طلبی ہووے گی۔

چھڈ پوجا ٹھاکر مندر دی سیاہی دور کر اندر دی

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

محمدؐ کی یہ محفل ہے اب آئے جس کا جی چاہے

جی۔این۔امجد

ایم۔اے۔

دفتر اسلامی مشن سنت نگر لاہور نے سعید سنز پرنٹرز
۴۰۔ اردو بازار لاہور سے چھپوا کر شائع کیا۔

گرونانک جی

اور

تاریخ سکھ مت

از پروفیسر حی این امجد ایم۔اے

اسلامی مشن۔ سنت نگر
لاہور

www.iqbalkalmati.blogspot.com
www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

www.Only1Or3.com
www.OnlyOneOrThree.com
www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com